حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ

اور

جماعتِ تبلیغ

انتخاب و ترتیب

مولانا فضل الرحمٰن اعظمی

آزادول جنوبی افریقہ

زمزم پبلشرز

قال النبی ﷺ : بَلِّغُوا عَنِّی وَلَوْ آیَةً (بخاری ۱/۴۹۱)

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ

اور

جماعتِ تبلیغ

﴿اس کتاب میں مفتیٔ اعظم ہند حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ (خلیفۂ اعظم حضرت قطب الاقطاب شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ) کے ملفوظات، مواعظ اور فتاویٰ سے تبلیغی جماعت سے متعلق مضامین جمع کیے گئے ہیں، اسکے پڑھنے سے انشاء اللہ تعالیٰ تبلیغی کام کرنے والوں کو بھی بہت فائدہ ہوگا، حضرت کے متعلقین اور عام مسلمانوں کو بھی فائدہ کی امید ہے، حضرت کی شخصیت سے جو واقف ہے وہ اسکی اہمیت کو ضرور محسوس کریگا، اور اس سے تبلیغی کام کی افادیت بھی ظاہر ہوگی، جس سے کام میں لگنے کی امید ہے، واللہ الموفق۔﴾

انتخاب وترتیب

فضل الرحمٰن اعظمی

(آزادول جنوبی افریقہ)

ناشر

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد۔ اردو بازار۔ کراچی

فون ۲۷۲۵۶۷۲

کتاب کا نام : حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ اور جماعت تبلیغ
تاریخ اشاعت : مئی ۲۰۰۳ء
باہتمام : احباب زم زم پبلشرز
کمپوزنگ :
سرورق : احباب زم زم پبلشرز
ناشر : زم زم پبلشرز نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی۔
فون نمبر : 7761671 - 7760374 فیکس: 7725673
ای میل : zamzam@set.net.pk
: zamzam01@cyber.net.pk
دیگر ملنے کے پتے : دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی
علمی کتاب گھر اردو بازار، کراچی
قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ، کراچی
صدیقی ٹرسٹ، لسبیلہ چوک۔ کراچی: فون:7224292
مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

فہرست مضامین

مکتوب گرامی محدثِ جلیل حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی نوراللہ مرقدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ! تبلیغی نصاب مفید کتاب ہے اسکا مساجد میں پڑھ کر سنانا درست ہے اسلئے کہ اس سے گمراہی پھیلنے کا اندیشہ نہیں ہے ، البتہ بعض بعض بہت کمزور حدیثیں درج ہوگئی ہیں اسلئے اگر کوئی صحیح العقیدہ محقق عالم انکو کمزور بتائے تو مان لینا چاہئے، لیکن ان کمزور حدیثوں کی وجہ سے انکا سنانا بند نہیں کرنا چاہئے ، چند بہت کمزور حدیثیں تو سنن ابن ماجہ میں بھی ہیں تو کیا اسکو دورہ سے خارج کردینا چاہئے اور درس بند کردینا چاہئے ؟

تبلیغی جماعت بہت اچھا کام کررہی ہے میں اس جماعت کا مخالف نہیں ہوں ، میں ان لوگوں کا مخالف ہوں جو اس میں غلو سے کام لیتے ہوئے کہتے ہیں مدرسہ ومکتب چھوڑو جماعت میں لگو، یا زبردستی کرکے کسی کو جماعت میں لیجاتے ہیں اور اسکے بچے فاقے کرتے ہیں ، باقی جو لوگ انتہا پسندی سے پاک ہیں ، یہ سمجھتے ہیں کہ مدرسہ ومکتب بھی کام کرتے ہیں ، درس وتدریس میں لگنے والے بھی ضروری کام میں لگے ہوئے ہیں اور شریعت کے حدود کے اندر جماعتیں کام کرتی ہیں میں انکو بہت اچھا سمجھتا ہوں اور اس جماعت کا فائدہ آنکھوں کے سامنے ہے ۔ (تبلیغی جماعت اور اسکے ناقدین ۱۱۸)

کتاب سے پہلے

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ کو اللہ تعالی نے بڑی جامعیت اور مقبولیت عطا فرمائی تھی آپ دیو بند اور سہارنپور میں مدت تک مفتی رہے، اس دوران آپکے پاس جماعتِ تبلیغ سے متعلق جو سوالات آئے انکے محققانہ مدبرانہ اور عادلانہ سنجیدہ جوابات دیئے، تبلیغی کام کی پوری حمایت بھی کی، شکوک وشبہات دور کئے، کام کی ضرورت اور افادیت بتائی، ساتھ ہی کام کرنے والوں میں کسی نے بے اعتدالی کی تو اسکی اصلاح بھی فرمائی، اور صحیح طریقہ بتایا۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے ساتھ سفر بھی فرمایا تھا، اسلئے اس کام کی پوری طرح واقفیت تھی، تبلیغی اجتماعات میں بھی شرکت فرماتے، بیان فرماتے اور اس کام کے کرنے کی ترغیب دیتے اور اسکی فضیلت بتاتے، مبشرات بھی سناتے، مجالس میں بھی زبانی سوالات کئے جاتے تو اسکے جوابات دیتے، حضرت کی شخصیت ہمارے طبقۂ علماء میں ایک مسلم شخصیت تھی اسلئے حضرت کی بات مستند سمجھی جاتی ہے، ایک کتاب (حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور جماعتِ تبلیغ) مصنفہ مولانا مفتی شاہد صاحب مدظلہ کراچی نظر سے گزری اس سے مجھے بھی بہت فائدہ ہوا اور جس مجلسِ علماء میں سنائی لوگ بہت متاثر ہوئے، اسلئے کہ حضرت بنوریؒ بھی ایک مسلمہ شخصیت کے مالک تھے، حضرت مفتی صاحبؒ کا مقام بھی بہت بلند تھا، امید ہے کہ حضرت کے جوابات اور بیانات سے اس کام کی حقانیت اور افادیت کا نقش دلوں پر قائم ہوگا، شکوک وشبہات دور ہونگے، اور اس کام میں حصہ لینے اور اس کام کی تائید کی توفیق حاصل ہوگی، اسی مقصد سے یہ مضامین جمع کئے گئے ہیں، شروع میں حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ کے قلم سے حضرت کا مختصر تعارف بھی ہے جس سے حضرت کی زندگی کا مختصر خاکہ اور علوم ومعارف میں مقامِ بلند کا کچھ اندازہ ہوسکے گا، اللہ تعالی حضرت مفتی صاحبؒ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور انکی خدماتِ جلیلہ کا اپنے شایانِ شان بدلہ عطا فرمائے آمین۔

فضل الرحمن اعظمی جمعہ ۱۵ رصفر ۱۴۲۳ھ

۱۸ راپریل ۲۰۰۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرہ اور مختصر احوال [۱]

مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ

ولادت: حضرت مفتی صاحبؒ ۸ یا ۹ جمادی الاخری ۱۳۲۵ھ میں گنگوہ ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے، آپ کے والد صاحب مولانا حامد حسن بن محمد خلیل حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد اور حضرت گنگوہیؒ سے بیعت تھے، بڑی درویشانہ زندگی گزاری، کسی کی دعوت قبول نہیں کرتے تھے، نکاح پڑھانے کیلئے تشریف لیجاتے، اگر منکر دیکھتے تو منع کرتے شادی والے مان گئے تو نکاح پڑھا دیتے لیکن کھانا نہیں کھاتے، اگر نہ مانتے تو واپس آجاتے نکاح نہ پڑھاتے، شادی کا کھانہ اگر گھر بھیجد یاجاتا تو خود نہ کھاتے نہ گھر والوں کو کھلاتے بلکہ پڑوس میں ایک غریب دھوبی تھا اسکے یہاں بھیج دیتے.

تعلیم: حضرت مفتی صاحبؒ کی بسم اللہ حضرت شیخ الہندؒ نے کرائی. حضرت گنگوہیؒ کی صاحبزادی کے بیٹھک میں، حافظ کریم بخش صاحبؒ سے قرآن پڑھا اور گنگوہ کے جامع مسجد کے امام حافظ عبدالکریم صاحبؒ سے اسکی تکمیل کی، اردو اپنے شوق سے خود ہی اس دوران سیکھ لی تھی، آمدنامہ کا کچھ حصہ اور بوستاں کا کچھ حصہ مولانا فخرالدین گنگوہیؒ سے پڑھا، میزان منشعب اپنے والد صاحب سے پڑھا،

---

[۱] یہ مضمون مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے مقالہ سے لیا گیا ہے جو بینات کراچی میں جمادی الثانیہ ۱۴۱۷ھ میں شائع ہوا.

۱۳۴۱ھ میں مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ لیا صرف میر اور نحو میر وغیرہ سے یہاں تعلیم کا آغاز کیا، ۱۳۴۷ھ تک میر زاہد غلام یحیٰ، قاضی مبارک، دیوانِ حماسہ، دیوان متنبّی، اور حمد اللہ تک کتابیں پڑھیں، شوال ۱۳۴۸ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ہدایہ آخرین اور مشکوۃ شریف پڑھی، ۱۳۴۹ھ میں بیضاوی، ابوداود، اور مسلم شریف، اور ۱۳۵۰ھ میں شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ سے بخاری اور ترمذی پڑھکر فارغ ہوئے، اگلے سال مظاہر علوم سہارنپور میں داخل ہوکر دورہ کی کتابیں دوبارہ پڑھیں اور فن تجوید وقراءت کی تکمیل بھی یہیں کی۔

۴/ذی قعدہ ۱۳۵۱ھ میں بحیثیت معین مفتی دس روپے مشاہرہ پر وہیں تقرر ہوا، ۱۳۵۳ھ میں نائب مفتی بنائے گئے، ۱۳۷۰ھ تک مظاہرِ علوم میں اس عہدہ پر رہے، اور اس عرصہ میں میزان الصرف سے ہدایہ اولین اور جلالین تک کتابیں پڑھائیں۔

۱۳۷۱ھ میں جامع العلوم کانپور تشریف لئے گئے، ۱۳۷۹ھ میں وہاں کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے، اور پہلی دفعہ بخاری شریف کا درس دیا۔

۱۳۸۴ھ میں دار العلوم دیوبند کے صدر مفتی مقرر ہوئے، اور حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ کے ارشاد پر بخاری شریف جلد دوم کا درس دیا، ۱۳۸۶ھ میں مظاہرِ علوم کے سرپرست بنائے گئے۔

بیعت اور انتخابِ شیخ

حضرت مفتی صاحبؒ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے اکابرِ خلفاء میں سے تھے اپنی بیعت کا قصہ خود ہی سنایا، وہ مختصراً یہ ہے فرمایا:

'' میری بیعت ۱۳۴۹ھ کی ہے جب میں دیوبند میں پڑھتا تھا، میں جب بھی حضرت رائپوریؒ اور حضرت دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آخرت کی طرف رغبت زیادہ ہوتی اور دنیا سے بے توجہی ہوجاتی، اور جب حضرت شیخ کے یہاں جاتا تو اپنے گناہ اور عیوب سامنے آجاتے، میں سمجھتا کہ بس میری اصلاح انہی سے ہوگی. دوسری وجہ شیخ کو ترجیح دینے کی یہ ہے کہ عمر کے اعتبار سے ان بزرگوں میں چھوٹے حضرت شیخ تھے، میں چاہتا تھا کہ کچھ عرصہ خدمت میں رہنے کا موقع ملجائے، میں نے شیخ سے بیعت ہونے کی درخواست کی تو شیخ نے حضرت مدنیؒ سے بیعت ہونے کا مشورہ دیا، اور فرمایا کہ استخارہ کرلو، یا نظام الدین اور رائے پور اور تھانہ بھون کا سفر کرلو اور تینوں کی مجلس میں خاموشی سے بیٹھو پھر فیصلہ کرو ''.

حضرت مفتی صاحبؒ فرماتے ہیں میں گیا ہی نہیں پھر بعد میں بیعت فرمالیا، بیعت سے قبل ہی قصد السبیل دیکھ کر ذکر شروع کردیا تھا بیعت ہونے پر حضرت شیخؒ نے ذکر چھوڑوادیا اور تسبیحات بتائیں، پھر جب ذکر جہری شروع کیا تو اس میں حرارت پھیل گئی، بہت دیر بعد وہ حرارت رفع ہوئی، حرارت کے بعد ذکر چھوڑ دیا.

ایک طویل عرصہ تک حضرت مفتی صاحبؒ نے حضرت دہلویؒ، حضرت رائپوریؒ اور حضرت شیخؒ سے فائدہ اٹھایا.

حضرت مفتی صاحبؒ کو تمام علوم متداولہ مستحضر تھے اور فقہ وحدیث میں تو ایسا اختصاص تھا کہ شاید وباید، بخاری شریف کا درس سالہا سال تک دیا اور اکابر کی نگرانی میں فتوی نویسی میں عمر لگادی، آپ کے فتاوی کا مجموعہ فتاوی محمودیہ کے نام سے شائع ہوگیا ہے جو آپ کے تفقہ کا شاہکار ہے.

حضرت مفتی صاحبؒ کا حافظہ اخیر عمر تک تقریباً رشکِ حفاظ رہا، فرقِ باطلہ سے بارہا مناظروں اور مباحثوں کی نوبت آئی اور بحمد اللہ ہر میدان میں غالب و منصور رہے اور آپکی خدا داد ذہانت وذکاوت اور خوش طبعی کے جوہر خوب خوب کھلے، حضرت مفتی صاحبؒ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کے یہاں بڑے معتمد علیہ تھے، حضرت شیخؒ اپنے خاص معاملات میں ان کی رائے کو بہت اہمیت دیتے تھے۔

حضرت مفتی صاحبؒ کو اپنے اکابر کے ساتھ عشق کی حد تک محبت تھی اور اکابر کے اتنے واقعات ان کے سینہ میں محفوظ تھے کہ شاید ہی کسی کو اتنے واقعات یاد ہوں، زہد واستغناء کا یہ عالم تھا کہ باہر سے بڑی بڑی تنخواہوں کی پیش کش ہوئی مگر اسکو رد کردیا اور اساتذۂ کرام کے زیرِ سایہ رہ کر خدمتِ دین کو ترجیح دی۔

حضرت مفتی صاحبؒ شعروسخن میں بھی دستگاہِ کامل رکھتے تھے، ان کا نعتیہ قصیدہ 'گلدستۂ سلام' انکی اس فن میں پختگی اور قادرالکلامی کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے ساتھ عشق ومحبت کو بھی ظاہر کرتا ہے، اور 'وصفِ شیخ' کے نام سے جو قصیدہ تالیف فرمایا ہے اس میں اپنے شیخ حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے اوصاف وکمالات کو اس حسن وخوبی کے ساتھ نظم فرمایا ہے کہ عقل حیران ہے، یہ دونوں قصیدے انکے مسترشدِ خاص جناب مفتی مولانا محمد فاروق صاحب میرٹھی زیدمجدہ کی شرح کے ساتھ چھپ چکے ہیں۔

انکے علاوہ حضرتؒ کی متعدد تصانیف اکثر آپکے قلم سے اور بعض حضرت کے تلامذہ کے قلم سے شائع ہوچکی ہیں۔

حضرت مفتی صاحبؒ ضعف وپیرانہ سالی کے ساتھ مختلف عوارض میں مبتلا تھے جو انکے رفعِ درجات کا سبب تھے، لیکن ان سب کے باوجود انکے معمولات اور مشاغل

اور افادہ میں فرق نہیں آیا تھا۔

وفات : ۲؍ستمبر ۱۹۹۶ء ۱۸؍ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ کا دن گزار کر پیر اور منگل کی درمیانی شب میں غروبِ آفتاب کے کچھ دیر بعد جوہانسبرگ (جنوبی افریقہ) میں رحلت فرمائی، افریقہ میں ساڑھے سات بجے تھے اور ہندوستان میں ۱۱ بجے تھے تاریخ بھی ہندوستان میں ۱۷ تھی یعنی ۱۷ اور ۱۸ کی درمیانی شب میں إنا لله وإنا إليه راجعون إن لله ما أخذ وله ما أعطى وكل شيء عنده بأجل مسمى ۔

جنازہ صبح ساڑھے نو بجے گھر سے نکالا گیا، بہت ازدحام تھے، ایلسبرگ کے قبرستان میں دفن کیا گیا، اتنا بڑا جنازہ جنوبی افریقہ میں شاید ہی دیکھا گیا ہو۔

(یہ مضمون مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے مقالہ سے لیا گیا ہے
جو بینات کراچی میں جمادی الثانیہ ۱۴۱۷ھ میں شائع ہوا)

کامیابی تو کام سے ہوگی   نہ کہ حسنِ کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی   فکر کے اہتمام سے ہوگی

(خواجہ عزیز الحسن مجذوب)

حضرت مفتی صاحبؒ کا ایک بیان

(از فضل الرحمٰن اعظمی)

حضرت مفتی صاحبؒ ڈابھیل تشریف لاتے اور کئی کئی دن قیام فرماتے، مدرسہ میں وعظ بھی ہوتا اور مجلسیں بھی، فجر کے بعد ذکر کی مجلس ہوتی، ذاکرین قبلہ رو کمرے میں بیٹھ جاتے اور اپنا اپنا ذکر جہراً پورا کرتے حضرت بھی مجلس میں موجود رہتے، عصر کے بعد بھی مجلس ہوتی جس میں اکثر لوگوں کے سوالات کے جوابات دیتے آس پاس کے گاؤں میں وعظ بھی ہوتے.

ایک دفعہ اٹالوہ (ڈابھیل سے قریب ایک گاؤں) میں وعظ تھا، ڈابھیل سے اساتذہ اور طلبہ بھی پہونچے ہوئے تھے حضرت جب وعظ کے لئے بعد العشاء کرسی پر بیٹھے تو ایک عالم نے آہستہ سے حضرت کو بتایا کہ آج ہم نے گشت کیا ہے، حضرت نے پورا وعظ جیسا کہ یاد آتا ہے تبلیغ پر کیا، اور تبلیغی کام کی اہمیت اور افادیت بتائی، اور فرمایا کہ تبلیغی کام کی مثال بارش کی سی ہے کہ وہ ہر جگہ پہونچ جاتی ہے چاہے لوگ چاہیں یا نہ چاہیں، اور لوگوں سے کسی بدلہ کا مطالبہ نہیں کرتی، وہ دریا اور سمندر پر بھی برستی ہے، جیسے کہ پہاڑ اور پتھریلی اور شور زمین پر بھی برستی ہے، زمینیں اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق فائدہ اٹھاتی ہیں یا نہیں اٹھاتی ہیں، بارش کا یہ پانی تالاب اور گڈھوں میں جمع ہوتا ہے، انسان اور جانور ایک مدت تک اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، زمین کی اس سے سینچائی بھی ہوتی ہے اس سے پیداوار ہوتی ہے، اگر بارش نہ ہو تو تالاب اور کنویں بھی خشک ہو جاتے ہیں.

فرمایا: خانقاہوں اور مدرسوں کی مثال تالاب اور کنویں کی سی ہے، وہاں جو جائیگا فائدہ اٹھائیگا اور جتنی محنت مشقت کریگا اتنا پائیگا؟ لیکن کنواں یا تالاب کسی پیاسے یا ضرورتمند کے پاس نہیں جاتا، اور اگر بارش نہ ہو تو ایک مدت کے بعد یہ تالاب اور کنویں بھی خشک ہو جاتے ہیں، تبلیغی کام ہوگا تو اسکا فائدہ عام مسلمانوں کو ہوگا، اور مدارس و خانقاہوں کو بھی، کہ لوگوں میں دین کی طلب پیدا ہوگی پھر مدارس کو طلبہ ملیں گے اور خانقاہوں کو مسترشدین اور مریدین ۔ انتھی بمعناہ

حضرت مفتی صاحبؒ کا یہ بیان بڑا موثر تھا، گھنٹہ سوا گھنٹہ کا تھا، ایک حدیث شریف میں جو بخاری شریف اور مشکوۃ شریف میں مذکور ہے، آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ 'اللہ تعالی نے جس علم و ہدایت کے ساتھ مجھے بھیجا ہے وہ بہت بارش کی طرح ہے جب وہ زمین پر پہونچتی ہے تو بعض زمین نرم زرخیز ہوتی ہے وہ اپنے اندر پانی کو جذب کرلیتی ہے اور پھر گھانس اور پودے اگاتی ہے (جس سے انسانوں اور جانوروں کو غذا ملتی ہے) اور بعض زمین نیچی گڈھے کی شکل میں ہوتی ہے وہ خود تو کچھ نہیں اگاتی ہے لیکن اپنے اندر پانی کو جمع کرلیتی ہے، اس سے انسان خود پیتے ہیں، جانوروں کو پلاتے ہیں اور کھیتی کو سیراب کرتے ہیں، اور (تیسری قسم کی) ایک چٹیل (سخت زمین) ہوتی ہے جو نہ کچھ اگاتی ہے اور نہ ہی پانی کو جمع کرتی ہے، اسکو بارش سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا.

فرمایا: اسی طرح انسانوں میں بعض وہ لوگ ہیں جو اس علم و ہدایت سے فائدہ اٹھاتے ہیں قرآن وسنت کا علم حاصل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی سکھاتے اور بتاتے ہیں، اور کچھ انسان ایسے ہیں جو اس ہدایت وعلم کو قبول نہیں کرتے اور اسکی طرف سر بھی نہیں اٹھاتے...' (حدیث کا مفہوم پورا ہوا)

قرآن کریم میں تو یہ بھی آیا ہے کہ اسی قرآن سے بہت سے لوگ گمراہ بھی ہوتے ہیں ان کی ناپاکی میں اور اضافہ ہوتا ہے، شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست   درباغ لالہ روید ودر شور بوم خس

'بارش کی طبیعت تو لطیف ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں لیکن یہی بارش باغ میں جسکی زمین اچھی ہے گلِ لالہ اگاتی ہے اور یہی بارش شوریلی زمین میں کانٹے اگاتی ہے۔'

اسی طرح کتاب وسنت کا علم زمین پر ہدایت کیلئے آیا ہے لیکن جنکی طبیعتوں میں خباثت ہوتی ہے ان کو فائدہ کے بجائے نقصان ہوتا ہے، یہ انکی اپنی بدبختی اور نحوست ہے۔

ایک اور واقعہ :

ایک دفعہ جنوبی افریقہ میں حضرت مفتی صاحبؒ کی قیامگاہ پر چند تبلیغی ذمہ دار اور چند تبلیغی کام سے متعلق علماءِ کرام تشریف لے گئے ایک مشورہ کے لئے کہ ایک عالم صاحب تبلیغی کام کے خلاف لکھتے رہتے ہیں، انکو کس طرح سمجھایا جائے کہ وہ ایسا نہ کریں، بعض حضرات کی رائے یہ تھی کہ انہی عالم صاحب کے خانقاہی سلسلہ کے بعض علماءِ کرام کو جو تبلیغی کام سے اتفاق رکھتے ہیں ان کے پاس بھیجا جائے، شاید ان کے سمجھانے سے سمجھ جائیں، ایک مولانا نے فرمایا: میں نے خود اس مسئلہ میں ان سے بات کی ہے لیکن وہ نہیں مانتے۔

حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا: میری رائے یہ ہے کہ ان سے کوئی بات نہ کیجائے اپنا کام کیا جائے وہ جو کچھ کر رہے ہیں اپنا فرضِ منصبی سمجھ کر کر رہے ہیں، ان کو جتنا منع کریں گے وہ اور کریں گے، آپ لوگ اپنا کام کریں انکو انکا کام کرنے دیجئے، بس یہی فیصلہ تھا اس پر یہ بات ختم ہوگئی۔

اس مجلس میں حضرتؒ نے اپنے کچھ واقعات سنائے، کہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ پہلے تبلیغی کام سے مانوس نہیں تھے انکو اسکی افادیت کا علم نہیں تھا، سہارنپور میں ایک دفعہ اجتماع تھا حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کے ارشاد فرمانے سے تبلیغی ذمہ داروں نے حضرت قاری صاحبؒ سے جو سہارنپور میں آئے ہوئے تھے اجتماع میں بیان کرنے کی درخواست کی، حضرت قاری صاحبؒ نے بیان کیا اور تبلیغ والوں کو خوب جھاڑا اور ملامت کیا، حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک سفر میں میرا اور حضرت قاری صاحب کا ساتھ ہوگیا، میں نے سوچا اس دفعہ میں بولونگا حضرت کو نہیں بولنے دونگا، پورے سفر میں جماعت کی کارگزاریاں اور انکے احوال سناتا رہا، اسکا اثر یہ ہوا کہ حضرت قاری صاحبؒ کا ذہن بالکل بدل گیا، پھر ایک دفعہ سہارنپور میں اجتماع ہوا، حضرت قاری صاحبؒ تشریف فرما تھے، حضرت شیخؒ نے تبلیغی لوگوں سے فرمایا کہ حضرت قاری صاحبؒ کا بیان اجتماع میں رکھو، اب حضرت قاری صاحبؒ نے تبلیغ کے چھ نمبر ایسے بیان کئے کہ تبلیغی حضرات بھی ایسا نہیں بیان کرسکتے۔ اھ

حضرت مفتی صاحبؒ نے شروع میں حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمہ اللہ کے ساتھ تبلیغی اسفار بھی کئے، جب دارالعلوم کے مفتی ہوگئے تو دارالافتاء سے تبلیغی کام کی خوب تائید کی اور تبلیغ والوں کی اصلاح بھی کی، فرمایا: کوئی استفتاء دارالعلوم میں آتا تو اسکا جواب میں خود لکھتا ہوں، کسی اور مفتی کو نہیں دیتا، جانے کیا جواب لکھدے۔

ایک دفعہ فرمایا: میں پہلے تبلیغی ہوں پھر مفتی، (تفصیلی قصہ اس طرح پیش آیا): آپ نے فرمایا: حضرت مولانا عبدالباری صاحب نے فرمایا: کیا ان جاہلوں میں تبلیغ کرتے پھرتے ہو انگریزی داں طبقہ میں تبلیغ کرو میں نے ان میں کسی کے ایمان کو سلامت

نہیں پایا بشرطیکہ اس نے اپنا عقیدہ ظاہر کرنے میں جھجک سے کام نہ لیا ہو، میں نے کہا: جاہلوں میں ہم جاتے ہیں، ہم اَن پڑھ ہیں اَن پڑھوں میں کام کرتے ہیں، آپ پڑھے ہوئے ہیں آپ ان میں کام کریں.

فرمایا: لکھنؤ میں اجتماع ہوا، مولانا ابرار الحق صاحب، مولانا صدیق احمد صاحب بھی تشریف لائے میں بھی گیا، مولانا عبد الباری مجازِ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی گئے، انھوں نے چائے بنانا شروع کی، چائے بناتے ہوئے ہی فرمایا: جی ہاں کسی کی تقریر حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کے طرز پر نہیں تھی، بیج بکھیر کر چلے جاتے ہیں اپنے گھر کی اصلاح نہیں کرتے ہیں، پہلے اپنے گھر کی اصلاح کرنی چاہئے، اپنے خاندان اور اپنی بستی کی اصلاح کرنی چاہئے تب باہر جانا چاہئے، اسی وجہ سے حضرت تھانوی اس طریقہ سے ناخوش تھے، چائے بناتے ہوئے بات کررہے تھے، ہم تینوں خاموش.

مولانا صدیق صاحب اور مولانا ابرار الحق صاحب دونوں نے چپکے چپکے مجھ پر بات کرنے اور جواب دینے کا زور دیا، مولانا عبد الباری صاحبؒ نے فرمایا: مفتی صاحب! جواب دینا ہوگا، میں نے کہا: بزرگوں کی مجلس میں جب تک کان بن سکے زبان نہیں بننا چاہئے، فرمایا جواب ضرور دینا ہوگا، آپ کے ذمہ داری ہے.

میں نے کہا اچھا تو سنئے: آپکی رائے غلط ہے حضرت تھانویؒ نے اصلاح الرسوم لکھی بہشتی زیور لکھی اور جگہ جگہ جاکر وعظ فرمائے، کیا پہلے اپنے محلہ، اپنے قصبہ کی اصلاح کرلی تھی؟ اور اپنے گھر کی اصلاح کرلی تھی؟ کون سی رسم ایسی ہے جو تھانہ بھون میں نہیں ہوئی؟ حضرت تھانویؒ کی اہلیہ میری قریبی رشتہ کی پھوپھی تھیں، مجھے گھر کے سب حالات معلوم ہیں۔

مولانا عبد الباری صاحبؒ نے فرمایا: باقی اصل طریقہ یہی ہے پہلے اپنی اصلاح کیجائے پھر گھر والوں کی پھر خاندان کی پھر اپنی بستی کی پھر قرب وجوار کی، اسطرح کام کولیکر چلا جائے، میں نے کہا: کیا حضرت تھانویؒ نے اول اپنے گھر اور اپنے خاندان کی اصلاح کر لی تھی اس کے بعد وعظ شروع فرمایا اور دوسروں کی اصلاح فرمائی؟ اور آپ نے اتنی کتابیں دوسروں کی اصلاح کے لئے لکھی ہیں، کیا اپنے گھر کی پہلے اصلاح فرمالی، اور اپنے کسی ایک بیٹے کی بھی اصلاح کی؟ فرمایا: میں نے لڑکوں کو گھر سے نکال دیا، میں نے کہا یہ بھی غلط کیا، کیا اس سے انکی اصلاح ہوگئی؟ کیا حضرت نبی اکرم ﷺ کا طرزِ تبلیغ یہی تھا کہ کوئی بات نہ مانے تو اس کو گھر سے نکال دیں کہ جو اصلاح کی توقع ہوسکتی تھی وہ بھی ختم ہوجائے۔

مولانا نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں تھا کہ دیوبند کے مفتیِ اعظم کو بھی تبلیغی جماعت اس درجہ متاثر کرسکتی ہے، اگر تبلیغی جماعت کا اور بھی کارنامہ نہ ہو یہی بہت بڑا کارنامہ ہے کہ دار العلوم کے مفتیِ اعظم کو متاثر کرلیا۔ میں نے کہا: یہ بھی غلط ہے، معاملہ برعکس ہے، دار العلوم کو مفتی دیا ہی تبلیغی جماعت نے ہے، دار العلوم کو مفتی کی ضرورت تھی تبلیغی جماعت سے درخواست کی تبلیغی جماعت نے دار العلوم کو مفتی دیا، چونکہ میں تبلیغی پہلے ہوں مفتی بعد میں۔

اس پر انھوں نے فرمایا: اس کام سے فائدہ بھی بہت ہے بہت سے لوگ بے نمازی تھے نمازی ہوگئے، اور دین کی بہت سی باتیں بھی سیکھ گئے، مگر یہ تو ایسا طریقہ ہے کہ بیج ڈالتے جارہے ہیں چڑیاں آکر چگ گئیں، استحکام استقرار نہیں ہوتا۔

اس پر میں نے کہا: آپ چلہ میں چلئے میں بھی چلوں آپ بھی چلیں، جس طرح سے

آپ چاہیں گے اس طرح سے کام کریں گے، باقی یہ بات کہ کام کے لئے ایک قدم نہ اٹھائیں اور مکان پر بیٹھ کر اعتراض کریں، تو ہمارے یہاں ایسے اعتراض کی کوئی حیثیت نہیں، بالکل نا قابلِ التفات ہے۔ (افریقہ اور خدماتِ فقیہ الامت ج ۲ ص ۴۵۸-۴۶۰)

ایک واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ دار العلوم میں غلہ سکیم کا جلسہ تھا، اساتذہ جمع تھے وہاں یہ بات نکل آئی کہ تبلیغ والے عجیب ہیں، اجتماع میں بڑے بڑے علماء شیوخِ حدیث موجود ہوتے ہیں لیکن بیان کسی تبلیغی کا رکھتے ہیں جس نے وقت لگایا ہو چار مہینے چلہ، خواہ وہ عالم نہ ہو جاہل ہو، یہ تو علماء کی توہین ہے، غلط ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا: مولانا انعام الحسن صاحبؒ جو جماعت کے امیر ہیں وہ ہمارے ہی علماء میں سے ہیں ہمارے اکابر کے صحبت یافتہ ہیں، ان کے پاس چلیں ان سے بات کریں وہ ایسا کیوں کرتے ہیں بعض علماء نے فرمایا: آپ وہاں جاتے رہتے ہیں ان سے بات کرلیں، حضرت مفتی صاحب نے فرمایا: اگر یہیں اس کا جواب ملجائے تو کیسا ہے؟ پھر فرمایا: کہ یہاں دار العلوم میں غلہ اسکیم کا جو جلسہ ہوتا ہے اس میں کس کا بیان ہوتا ہے؟ کیا سب سے بڑے عالم کا ہوتا ہے؟ اس میں اس کا بیان ہوتا ہے جس کے بیان سے زیادہ غلہ ملے، کیونکہ مقصود اس سے زیادہ غلہ حاصل کرنا ہے، اسی طرح تبلیغی اجتماع میں جو جماعت میں نکلنے کے فوائد اچھی طرح سمجھا سکتا ہو اسکا بیان رکھتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جماعت میں نکلیں اور ان کی اصلاح ہو، اور وہ یہ کام کرنے لگیں، ظاہر ہے کہ یہ وہی کرسکتا ہے جو جماعت میں خود نکلا ہو یا نکلتا ہو خاص طور سے جبکہ وہ عامی آدمی ہو تو سامعین دیکھیں گے کہ یہ عالم بھی نہیں لیکن جماعت میں نکلنے سے اس کی ایسی اصلاح ہوئی اور ماشاء اللہ اب ایسی

اچھی فکر رکھتا ہے اور اس کام کی ضرورت اچھی طرح سمجھتا ہے تو اس سے اور فائدہ ہوگا. حضرت مفتی صاحبؒ نے یہ جواب دیا تو بعض علماء نے فرمایا: آپ تبلیغ والوں کی حمایت کرنے لگے، حضرت نے فرمایا: یہ بے جا حمایت نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے. (انتھی بمعناہ).

حضرتؒ کو دعوت وتبلیغ سے بہت گہرا تعلق تھا، حضرت کی سوانح میں مفتی محمد فاروق میرٹھی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

دعوت وتبلیغ

حضرت والا کی تمام زندگی ہی درس وافتاء، تزکیۂ نفس وتربیت باطن، وعظ و ارشاد کے ساتھ ساتھ ہی دعوت وتبلیغ میں گزری، حضرت والا تمام امت کے لئے دعوت وتبلیغ کو بہت ضروری خیال فرماتے تھے، اور اکثر اس کی ترغیب دیتے اور تاکید فرمایا کرتے تھے، بہت سے نو فارغین کو تبلیغ میں سال لگانے کا مشورہ دیتے اور قلبی تقاضہ ہوتا کہ ہر ہر فرد دعوت وتبلیغ کو مقصدِ حیات سمجھے. (حیاتِ محمود ۱۵۶/۲)

اسفار برائے دعوت وتبلیغ

حضرت والا قدس سرہ نے ابتداء میں حضرت مولانا الیاس صاحب نوراللہ مرقدہ کی ہمراہی میں میوات وغیرہ میں متعدد اسفار فرمائے ہیں اور ان اسفار کے حالات بھی حضرت والا قدس سرہ بڑے لطف سے بیان فرمایا کرتے تھے. (ایضا ۱۶۵/۲)

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے ساتھ پہاڑی سفر

ایک دفعہ سنایا:

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ میوات میں تشریف لے گئے پہاڑی سفر تھا پہاڑ پر چڑھ رہے ہیں وہاں ایک مولانا تھے حضرت مولانا ان کو ماموں کہا کرتے تھے انکو فکر ہوا کہ اب مولانا چائے کو فرمائیں گے کہاں سے چائے لاؤنگا، حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے انکے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ماموں ! حضرت نبی کریم ﷺ دین کو پھیلانے کیلئے کتنے پہاڑوں پر چڑھے ہیں؟ آج پہلی دفعہ ایک پہاڑ پر چڑھنے کا موقع ملا ہے، اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے، اس طرح انکا ذہن اس طرف لگایا۔ (ایضا)

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے ساتھ سفرِ میوات

ایک دفعہ کا واقعہ سنایا:

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے ساتھ میوات جانا ہوا سخت ترین گرمی کا زمانہ تھا پھر دوپہر کا وقت، پہاڑی سفر اور پتھر کے مکان تھے، ایک پتھر کے مکان میں لے جاکر ٹھہرادیا، ایک چارپائی پر مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور دوسری چارپائی پر ہم تین آدمی، ابھی حضرت مولاناؒ کی آنکھ لگی ہی تھی کہ ایک بڑا مجمع مصافحہ کے لئے آگیا، میں نے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی تکلیف کی وجہ سے ان لوگوں کو روکنا چاہا، کہ ابھی حضرت آرام فرمارہے ہیں بعد میں آنا حضرت مولانا کی آنکھ کھل گئی، تو فرمایا روکو مت روکو مت اور فرمایا: برداشت کرو، آنے دو آنے، اور کھڑے ہوکر ہر ایک سے مصافحہ فرمایا اور خیریت دریافت فرمائی، پھر انکو رخصت فرمایا، اور فرمایا:

مولوی محمود جب تک طالب کے قلب میں اپنی اتنی قدر نہ پیدا کردو کہ وہ تمھاری جوتیوں کو چپاتی سمجھنے لگے تب تک ان پر سختی کرنے کا حق نہیں. (ایضا)

حضرت مولانا الیاسؒ کے ساتھ ایک سفر میں وعظ پر ہنگامہ

ایک سفر کا واقعہ سنایا:

ایک جگہ جانا ہوا درمیان میں جمعہ کا دن آیا، جمعہ کی نماز راستہ میں ایک بستی میں پڑھنی تھی وہاں ٹھہرنا نہیں تھا، صرف جمعہ کی نماز پڑھنی تھی مگر وہاں پہلے سے خبر پہونچ گئی، کچھ بھائی لوگ (مخالفین) بھی وہاں موجود تھے انہوں نے جب ہم لوگوں کو دیکھا تو کہنے لگے او ہو یہ آرہے ہیں شور کرنا شروع کردیا کہ تقریر نہیں ہوسکتی (حضرت مولانا الیاس صاحبؒ اور ہم لوگوں کی) کسی نے کہا ضرور ہوگی، کسی نے کہا نہیں ہوگی، مسجد میں پہونچے تو یہی ہنگامہ، وہاں کے امام صاحب کہنے لگے آج مولانا صاحب آئے ہوئے ہیں یہ تقریر کرینگے، اور نماز پڑھائیں گے تو اس سے انکی شان نہیں بڑھ جائیگی، انکے جانے کے بعد تو میں ہی ہوں ٹوٹا پھوٹا قاضی، اس پر کسی نے کہا تقریر نہیں ہوگی، میں نے کھڑے ہوکر کہا تقریر نہیں ہوگی، مولانا تقریر کرنے کیلئے تشریف نہیں لائے ہیں، اور امام صاحب سے کہا نماز آپ پڑھائینگے، بلکہ وہ آپکے پیچھے پڑھیں گے، اسکے بعد امام صاحب نے نماز شروع کی، نماز کے فوراً بعد کسی نے کہا مولانا کا وعظ ہوگا، ادھر سے کسی نے کہا ہرگز نہیں ہوسکتا اس طرح شور وشغب مسجد میں ہوتا رہا، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ اطمینان سے سنتیں پڑھتے رہے، سنتوں سے فارغ ہوکر کھڑے ہوئے اور ہم سے خطاب فرمایا:

کیوں بھئی تمہیں تقریر کرنے پر اتنا اصرار کیوں ہے؟ کیا تم لوگوں کا کام تقریر کرنا ہے؟ میں نے کہا: حضرت بالکل نہیں یہاں تقریر نہیں ہوگی ہم تقریر کرنے نہیں آئے، ہمارا کام صرف تقریر کرنا نہیں ہے اس پر مولانا نے فرمایا: ہاں بالکل نہیں، ہمارا کام تقریر کرنا نہیں اور نا ہم تقریر کرنا جانتے ہیں ہم تو صرف اتنی سی بات کہتے ہیں اور اتنی سی بات ہم کو کہنی ہے وہ یہ کہ.....اور اس...، اتنی سی بات کو ڈیڑھ گھنٹہ میں بیان فرمایا، لوگ موجود تھے پولیس بھی موجود تھی، مگر جو جہاں تھا اسی حالت میں ہکا بکا اور ساکت رہ گیا؟ ڈیڑھ گھنٹہ بیان فرمانے کے بعد کہا: بس اتنی سی بات کہنی تھی اور کچھ نہیں کہنا، ہم جا رہے ہیں، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ (ایضا ۱۶۶/۲ وملفوظات ۵۴/۵)

چند اقتباسات

اقتباس وعظ حضرت فقیہ الامت

حضرت رسول مقبول ﷺ نے اخیر خطبہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا: میں آج کے بعد تم لوگوں کے ساتھ شاید جمع نہ ہوسکوں تم سے پوچھا جائیگا میرے بارے میں کہ احکام خداوندی تم تک پہنچائے یا نہیں؟ تم کیا جواب دوگے، سب نے جواب دیا ہم جواب دیں گے کہ آپ نے سب احکامات ہم تک پہنچادئے تھے، آنحضرت ﷺ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا: اللّٰھم اشھد اللّٰھم اِشھد اللّٰھم اشھد اے اللہ گواہ ہوجا میں نے تیرے سب احکام تیرے بندوں تک پہنچادئے کسی کو چھپایا نہیں اور پھر حاضرین کو حکم فرمایا: الا فلیُبَلّغ الشّاھدُ منکم الغائبَ، خبردار تم میں جو حاضرین ہیں وہ غائبین تک پہنچادیں، جو ذمہ داری آنحضرت ﷺ کی

تھی اب وہ ذمہ داری تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ڈالدی گئی کہ جو حاضر ہیں موجود ہیں وہ دوسروں تک بھی ان احکام کو پہنچادیں ، یہ سن کر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک بڑی جماعت تبلیغ کے لئے وہیں سے نکل کھڑی ہوئی، دور دراز ملکوں میں اللہ کے احکام کو پہونچانے کے لئے، جو پھر اپنے گھر نہیں لوٹے، ساری عمر واپس نہیں آئے ،ساری زندگی اسلام کی اشاعت میں لگادی، ہر صحابی نے تبلیغ کو اپنی زندگی کا اصل مقصد بنالیا، تجارت بھی کرتے تھے مگر تبلیغ کو مقدم رکھتے تھے، تجارت میں تبلیغ کرتے جاتے ،لوگ ان کی عادات اور خصلتوں کو دیکھ کر اسلام میں داخل ہوتے جاتے ، جہاں جاتے اسلام پھیلتا جاتا، دین زندہ ہوتا جاتا ، آج کل ہم لوگوں کے ساتھ دوکانداری اور ملازمت لگی ہوئی ہے، کھیتی باڑی لگی ہوئی ہے اور کتنے دھندے ساتھ لگے ہوئے ہیں، اوران چیزوں میں ایسے مشغول ہوئے ، روپیہ کمانے میں ایسے لگے کہ تبلیغ کا خیال تک نہیں آیا انہیں چیزوں کو اصل مقصدِ زندگی بنالیا، جو چیزیں خادم تھیں ان کو مقصود مخدوم بنالیا، ، اسلئے ضرورت ہے کہ جس چیز کو حضرت نبی اکرم ﷺ لے کر دنیا میں تشریف لائے ، جو ذمہ داری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ڈالی گئی ، اس مقصد کو اپنا مقصد بنالیں ، اس فکر کو اپنا فکر بنالیں ، کام دھندے بھی کریں مگر ذہن تبلیغ میں مشغول ہو، کہ دین ہی کے لئے بھیجا گیا ہے، تجارت کی اجازت دی گئی ہے، تجارت خادم ، دین مخدوم ومقصود ، مگر آج ہمارے یہاں تجارت مقصود ہے ، مال ودولت کی ہوس اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ دوکانوں پر دوکانیں بڑھائے چلے جاتے ہیں، حالانکہ تجارت تو گزارہ کیلئے تھی کہ جو نفقۂ واجبہ ہے اسکوادا کریں اور تا کہ کسی کا مال غصب نہ کریں ،حلال روزی حاصل ہو، اللہ کے

دین کے لئے خرچ کریں، باقی وقت دین کے لئے صرف کریں، اسلئے ضرورت ہے کہ اپنے اوقات اور اذہان کو فارغ کر کے کچھ وقت تبلیغ میں لگائیں تب نبی اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حیاتِ مبارکہ سمجھ میں آئیگی۔

(حیاتِ محمود ۲/۱۵۷ وافریقہ اورخدماتِ فقیہ الامت ۲/۵۳۰)

حضرتؒ کے ایک وعظ کا اقتباس

مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ رات کو اٹھے پوری رات ٹہلتے رہے، اور فرماتے تھے، ہائے میں کیا کروں، ہائے میں کیا کروں، اہلیہ کی آنکھ کھل گئی عرض کیا کیا بات ہے؟ کیا درد ہے؟ کیا پریشانی ہے؟ فرمایا: اللہ کی بندی تو اٹھ جا اللہ کے سامنے رونے والی چار آنکھیں ہوجائیں گی میں نے امتِ محمدیہ کے خون کی نہریں دیکھی ہیں، اسی غم وفکر میں رہتے، آج ہم غور کریں جس غم کولیکر نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تھے وہ غم ہمارے اندر کتنا ہے، یہی اصل خزانہ ہے، مال ودولت کوئی خزانہ نہیں بڑے بڑے مکانات کا ہونا خزانہ نہیں، روپیہ پیسہ کا ہونا خزانہ نہیں، اصل خزانہ یہ ہے، اسلئے ضرورت ہے کہ نبی ﷺ کے فکر کو اپنا فکر بنائیں، آپ کے غم کو اپنا غم بنائیں، جو فکر نبی اکرم ﷺ کے اندر تھا وہ جتنا جس کے اندر ہوگا اتنا ہی وہ مقبول ہوگا، جس کی وجہ سے نبی ﷺ نے تکلیفیں برداشت فرمائیں گالیاں سنیں، کفارِ مکہ نے تعلقات بند کردیئے سب برداشت کیا، کفار نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ستایا کوڑے مارے، ابوجہل نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ کی شرمگاہ پر نیزہ مارا کہ ہلاک ہوگئیں، حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو کفارِ مکہ نے زمین

میں گڑھا کر کے اس میں آگ بھر کر اس پر لٹا دیا کہ آگ سے چربی پگھلی جس سے آگ بجھی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کوڑے مارے جاتے تھے، زمین پر گھسیٹا جاتا، کیا قصور تھا ان حضرات کا؟ یہی کہ وہ ایک خدا کو مانتے تھے، اس کی دعوت دیتے تھے، اسی وجہ سے ان کو ستایا جاتا تھا اور اتنا ستایا کہ قتل کے منصوبے بنائے، وطن چھوڑنے پر مجبور کیا، اسپر بھی بس نہ کیا ہجرت فرمانے کے بعد بھی چین سے نہیں رہنے دیا، مدینہ پر چڑھائی کرتے رہے کبھی بدر میں کبھی احد میں کبھی خندق میں جا کر چڑھتے رہے، اور نبی ﷺ اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین برابر مقابلہ کرتے رہے، جو غم تھا نبی ﷺ کا وہ کم نہیں ہوا وہ برابر بڑھتا ہی رہا، اسلئے جو اللہ کا جتنا قرب چاہے نبی ﷺ کے غم کو اپنا غم بنائے، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ فرماتے تھے: کہ اس وقت سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ جو دل دین کی طلب سے خالی ہیں ان دلوں میں دین کی طلب پیدا کر دی جائے، تاکہ وہ خود بھی عمل کریں اور دوسروں کے دلوں میں یہی طلب پیدا کریں اور جہاد کا مقصد بھی یہی ہے، جہاد یہی نہیں کہ قتال کیا جائے گو کبھی تلوار کی ضرورت پڑتی ہے، مگر وہ اصل نہیں، مقصد تو اللہ کے دین کو بلند کرنا ہے کہ دین کو غلبہ ہو جائے، اتنی محنت اور جد جہد کی جائے کہ یا تو دین غالب ہو جائے یا خود ختم ہو جائے، قرآن شریف میں ہے:

و من یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل أو یغلب فسوف نؤتیہ أجراً عظیماً .

اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑیگا پھر خواہ جان سے مارا جائے یا غالب آجائے ہم اسکو اجرِ عظیم دیں گے۔ (بیان القرآن)

یہ ہے مقصد، اسی کیلئے مسلمان دنیا میں آیا ہے مغلوب ہو کر رہنے کیلئے دنیا میں نہیں آیا۔

قیامت میں رجسٹر کھولا جائیگا کس کے ہاتھ پر کتنے مسلمان ہوئے، اس رجسٹر میں بھی اپنا نام آنا چاہئے، آج ہم سفر کرتے ہیں سیر وسیاحت کیلئے، تجارت کیلئے، کاروبار کیلئے، کبھی یہ بھی تو ہو کہ اللہ کے دین کو پھیلانے کیلئے سفر ہو، کتنی راتیں کھیت پر گزارتے ہیں، کاروبار میں گزارتے ہیں، سوچیں کہ اللہ کے دین کیلئے کتنی راتیں گزاریں.

ایک شخص نے پوچھا: کرکٹ کھیلنا کیسا ہے؟ میں نے اسکو جواب دیا: اللہ کے بندے! ذرا سوچو، ایک جگہ گولا باری ہونے والی ہے ایک شخص کو جہاز لیکر بھیجا کہ وہاں لوگوں کو جلدی جاکر بچاؤ، وہ وہاں جانے کے بجائے راستہ میں کھیل میں لگجائے، اور دشمن ان لوگوں کو ہلاک کرڈالیں یہ کھیل میں لگا رہا، یہ کیسا ہے؟ یہی حال مسلمان کا ہے، کیا مسلمان کو اسلئے بھیجا؟ تمھارے ذریعہ کتنوں کی جانیں بچ سکتی ہیں، کتنے لوگ جہنم میں جارہے ہیں، کوشش کر کے کتنوں کو جہنم سے بچایا جاسکتا ہے، مگر تم لوگ کھیل کود میں لگ گئے، کمانے میں لگ گئے، کیا یہ چیزیں قبر میں جائیں گی؟ کیا یہ چیزیں مرنے سے بچائیں گی؟ کیا مالدار نہیں مرتے؟ کیا قارون نہیں مرا؟ کتنا مالدار تھا قارون؟ شداد نہیں مرا جس نے جنت کا نمونہ تیار کرایا، کیا بڑی بڑی بلڈنگوں والے نہیں مرتے؟ کیا ہامان نہیں مرا؟ کیا حکومت والے نہیں مرتے؟ کیا فرعون نہیں مرا؟ کتنی بڑی تھی اسکی سلطنت؟ جو مرنا ہے اور ضرور مرنا ہے تو کیا یہ چیزیں قبر میں ساتھ جائیں گی؟ ہرگز نہیں جائینگی، آج تک کسی کے ساتھ نہیں گئیں، اسلئے ضرورت ہے کہ اپنی زندگی کو اصل مقصد پر لگائیں جس پر نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو لگایا.

(حیات ۲/۱۵۸ وافریقہ اور خدمات ۲/۵۳۷)

حضرت مفتی صاحبؒ کی اجتماعات میں شرکت، تین دن کیلئے جماعت میں نکلنا، اور اپنے متعلقین کو جماعت میں نکالنا

مفتی فاروق صاحب مدظلہ لکھتے ہیں:

حضرت والا رات دن اسی فکر اور درد و بے چینی میں گزارتے تھے، کانپور قیام کے زمانہ میں وہاں مرکز تبلیغ میں ہفتہ واری اجتماع میں ضرور شرکت فرماتے، حسب مشورہ بیان بھی ہوتا، تبلیغی احباب کیساتھ مشوروں میں بھی شریک رہتے، اور احباب کولیکر مرکز نظام الدین بھی مشوروں میں شرکت فرماتے، اور سہ روزہ جماعتوں میں تشریف لے جاتے، سالانہ اجتماعات وغیرہ میں بھی شرکت فرماتے، بیان بھی حسب مشورہ حضرت والا کا ہوتا، اجتماع میں ہونے والے تمام بیان بغور سماعت فرماتے، سہارنپور مظفرنگر اور ملک کے دیگر علاقوں میں ہونے والے اجتماعات میں حسب موقع شرکت فرماتے، غیر ملکی سفر کے دوران وہاں مرکزِ تبلیغ میں ہفتہ واری اجتماع اور سالانہ اجتماعات میں بھی برابر شرکت فرماتے، اور بیان بھی فرماتے، اور وہاں کے احباب کو مفید مشوروں سے نوازتے، کانپور کی جامع مسجد جو کہ مدرسہ جامع العلوم کی مسجد تھی حضرت نے اپنے انتظام سے وہاں سالانہ اجتماع کرایا، اور مدرسہ کے اس سال کے فارغین مولانا انوار صاحب اور مولانا عبد الغنی صاحب وغیرہ کو چلّے کیلئے بھیجا، اور تعلق والے احباب کی ایک بڑی جماعت اپنے فکر سے چلّے کے لئے نکالی اور جب تک وہاں قیام رہا ملنے جلنے والے احباب کو زور دے کر جماعتوں میں برابر

بھیجتے رہے، بلکہ جن دیہاتوں میں تشریف لے جاتے تھے وہاں اہلِ تعلق کو جماعتوں میں نکلنے کی ترغیب فرماتے رہتے۔

(اعتراضات کے جوابات)

دعوت وتبلیغ پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات مفصل اور مدلل تحریر فرماتے جو فتاوی محمودیہ میں طبع ہو چکے ہیں۔ زبانی بھی دعوت وتبلیغ پر شبہات کے جوابات عنایت فرماتے، حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی نور اللہ مرقدہ نے جماعت تبلیغ سے اختلاف ظاہر کیا تو حضرت والا قدس سرہ نے تفصیلی جواب ان کو لکھا اور تمام اشکالات کے جوابات دلائل کے ساتھ تحریر فرمائے، وہ تفصیلی خط الگ سے بھی 'چشمۂ آفتاب' کے نام سے شائع ہوا تھا اور فتاوی محمودیہ جلداول (ص۴۳۹) میں بھی اس کو شائع کردیا گیا ہے۔ (حیات ۲/۱۶۱)

تبلیغی جماعت پر اعتراض

ارشاد فرمایا: کہ ایک مدرسہ کے مہتمم صاحب نے تبلیغی جماعت پر بطورِ اعتراض کے میرے پاس خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ تبلیغی جماعت کا یہ نصاب: عمر میں سات چلے، سال میں ایک چلہ، مہینہ میں تین دن، ہفتہ میں دو گشت اور روزانہ کی تعلیم کہاں سے ثابت ہے؟ میں نے جواب میں لکھا کہ ایسے امور کے ثبوت کیلئے اتنا کافی ہے کہ وہ خلافِ شرع نہ ہوں، سو یہ خلافِ شرع نہیں، آپ بتلائیں کہ آپکے یہاں درسِ نظامی کا نصاب اور اسکی مدت اتنے سال، پہلے سال میں

فلاں فلاں کتاب اور دوسرے سال میں فلاں فلاں ، اسی طرح ہر سال فلاں فلاں نیز سال میں تین امتحان ، یہ سب کہاں سے ثابت ہے؟ ظاہر ہے کہ آپ یہی کہیں گے کہ یہ خلاف شرع نہیں،اور تجربہ شاہد ہے کہ جو اس طرح پڑھ لیتا ہے وہ فاضل بنجاتا ہے اس کے ثبوت کے لئے اتنا ہی کافی ہے، بس اسی طرح تبلیغی جماعت کے نصاب کو سمجھ لیجئے ۔ (ملفوظات ۱؍۱۳۴)

تبلیغی جماعتوں اور تبلیغی کتابوں پر کچھ اعتراضات اور انکے جوابات

سوال : ا۔ آجکل تبلیغی جماعت کا رویہ زور پکڑتا جارہا ہے کہ ہر محلہ کی مسجد میں تبلیغی نصاب کی کتاب پڑھتے ہیں ، لوگوں کو زبردستی روکتے ہیں، اگر کوئی شخص نہ بیٹھے تو اس پر نکیر کرتے ہیں، یہ التزام شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

۲۔ تبلیغی نصاب میں صرف عبادات کے فضائل کا بیان ہوتا ہے، مسائلِ ضروریہ کا حصہ نہیں ،اور اگر کوئی عالم سمجھائے کہ مسائل کی کتاب بھی پڑھو تو ہرگز نہیں پڑھتے ، اگر کوئی شخص پڑھے تو پڑھنے نہیں دیتے ، ان کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں ؟

۳۔ ان فضائل کی کتابوں میں بہت سی ایسی احادیث ہیں جو موضوع ہیں ، مگر مرتب کتاب نے عربی عبارت میں تو ان کا موضوع ہونا واضح کردیا ہے لیکن اردو ترجمہ میں نظر انداز کردیا ، اب وہ احادیث موضوعہ اردو میں پڑھی جاتی ہیں ، کیا ایسی حدیثوں کا پڑھنا جائز ہے؟

(ب)۔ کیا مصنف کو ایسی حدیثیں جن کا وضع ہونا خود ان پر واضح تھا درج کرنا اور بطورِ نصاب انکی اشاعت کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب: حامداً ومصلیاً۔ اصل یہ ہے کہ دین کا سیکھنا ہر ایک کیلئے ضروری ہے، اس مقصد کیلئے کتابیں تصنیف اور شائع کی جاتی ہیں، مدارس قائم کئے جاتے ہیں، ان کیلئے مستقل نصاب تجویز کیا جاتا ہے، جماعتوں اور درجوں کا نظام بنایا جاتا ہے، خانقاہیں قائم کی جاتی ہیں مبلغ واعظ رکھے جاتے ہیں انکی تقریریں ہوتی ہیں، انجمنیں بنائی جاتی ہیں، کتب خانے بنائے جاتے ہیں، غرض جس جس طریقہ پر دین حاصل کرنا آسان ہو جائے وہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے بشرطیکہ وہ شرعاً ممنوع نہ ہو، اسی طریقہ پر تبلیغی جماعت کا حال ہے، مدارس میں نہ سب دین حاصل کرنے کیلئے جاتے ہیں نہ سب کے پاس اتنا وقت ہے کہ پورا نصاب پڑھیں، نہ مدارس میں اتنی گنجائش ہے، نہ سب میں نصاب کے پڑھنے اور سمجھنے کی صلاحیت ہے، یہی حال خانقاہوں کا ہے، خود کتابیں دیکھ کر بھی دین حاصل کرنے کی صلاحیت عموماً نہیں، واقعہ تو یہ ہے کہ عمومی طور پر دین کی طلب ہی اس قدر قلیل ہے کہ جسکو شمار میں لانا ہی محلِ تامل ہے، کتنے کروڑ کی مسلم آبادی ہے اور کتنے مدارس و خانقاہوں سے استفادہ کرنے والے ہیں، انجمنوں اور واعظوں سے استفادہ اس سے بھی کماً وکیفاً کم ہے، بے دینی جس قدر عام ہے اسکو دور کرنے کیلئے بھی ایسے طریقے کی ضرورت تھی جو عام اور سہل ہو، اللہ تبارک وتعالی نے یہ تبلیغی جماعت کا طریقہ جاری فرمایا، خدائے پاک کے فضل وکرم سے اسکا نفع بہت ہی عام ہوا، کتنے لوگوں کا کلمہ درست ہوا، نماز درست ہوئی، بے نمازیوں نے نماز کی پابندی کی، کتنے تاجر زکوۃ نہیں دیتے تھے سودی معاملہ کرتے تھے انہوں نے باقاعدہ زکوۃ دینی شروع کی، سودی معاملات سے پرہیز کرنے لگے، کتنے لوگوں نے حج کیا، یہ جماعت بندرگاہ پر، جہازوں میں، جدہ میں، مکہ مکرمہ میں،

منیٰ میں، عرفات میں، مدینہ طیبہ میں غرض سب جگہ کام کرتی ہے، جس کی بدولت بہت سے لوگوں کا حج صحیح طور پر ادا ہوتا ہے، انگریزی ممالک میں مساجد کی تعمیر ہوئی، قرآن پاک تراویح میں پڑھا جانے لگا، مکاتب قائم ہوئے، چونکہ یہ جماعت کوئی منظم جماعت نہیں بلکہ دین سیکھنے والے ہر چھوٹے بڑے طبقہ کے لوگ ہیں اسلئے بے عنوانیاں بھی ہوتی ہیں، بعض جوش میں تقریر کرتے ہوئے اپنی حد سے بڑھ کر بھی بات کہدیتے ہیں، حالانکہ انکو یہ ہدایت دیجاتی ہے کہ وہ چھ نمبروں سے زائد بات نہ کہیں، شکایات معلوم ہونے پر تنبیہ بھی کی جاتی ہے کبھی تقریر سے ہی بالکل روک دیا جاتا ہے، مقامی علماء اگر سرپرستی فرمائیں اور غلطیوں پر تنبیہ کریں تو اس جماعت کو قدر دانی کرنی چاہئے، ان مخلص علماء کو تبلیغ کا مخالف سمجھنا غلطی اور سخت غلطی ہے، اس جماعت کو انکی شفقت اور خیر خواہی کا تجربہ نہیں، اسلئے اہلِ علم حضرات اگر انکے حلقوں میں تھوڑی سی شرکت بطورِ نگرانی فرمالیں تو انکی غلطی کی اصلاح بھی ہوجائے اور قلوب میں ہمدردی اور شفقت کا احساس بھی ہوجائے، بعد نماز جو شخص اپنی ضرورت کی خاطر جانا چاہتا ہے اسکو زبردستی روکنا بھی نہیں چاہئے، غالباً اس سے بھی آپکو انکار نہ ہوگا کہ قلوب میں دین کی طلب نہ ہونے کی وجہ سے لوگ بکثرت ضرورت کا حیلہ کرکے بھی چلے جاتے ہیں، اہلِ مدارس غیر حاضر طلباء، ناکام طلباء کا کھانا وظیفہ بند کردیتے ہیں، اور دوسری سزائیں بھی دیتے ہیں، یہ جماعت اس قسم کا کوئی کام نہیں کرسکتی بلکہ خوشامد کا طریقہ استعمال کرتی ہے، تاہم خوشامد سے آگے بڑھکر کسی کو مجبور کرنا غلط ہے، اس سے پرہیز لازم ہے چہ جائیکہ اس پر نکیر کی جائے۔

۲۔ اس جماعت کے اصول میں علم کی تحصیل بھی ہے، لیکن جس طرح مدارس میں

کتابیں ہدایہ وغیرہ پڑھائی جاتی ہیں اس طرح یہاں تعلیم نہیں، آپ جانتے ہیں کہ ہدایہ، شرح وقایہ وغیرہ پڑھانے کیلئے پہلے کتنی کتابوں کا پڑھانا ضروری ہے، مدارس میں میزان سے جماعت پڑھنا شروع کرتی ہے، شروح، حواشی، تراجم دیکھتی ہے، مطالعہ کرتی ہے، استاذ کی تقریر سنتی ہے، پھر ہدایہ وغیرہ میں کیا پوری جماعت ایسی ہوتی ہے کہ اسکی عبارت کو حل کرلے اور مسائل صحیح سمجھ جائے، نہیں ہرگز نہیں، پھر تبلیغی جماعت میں کوئی تین دن کیلئے نکلا، کوئی دس بیس چالیس دن کیلئے نکلا، نہ امیر ایک رہتا ہے نہ جماعت ایک رہتی ہے ایسی حالت میں اگر مسائل کی کتابیں انکو سنائی جائیں تو غلطی کا احتمال کس قدر غالب ہوگا البتہ انکو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے طور پر اپنی استعداد اور حالت کے مطابق ضرور دین کا علم حاصل کریں اور وہ اس پر عمل بھی کرتے ہیں، کوئی مسائل پوچھ کر، کوئی اہلِ علم کی صحبت میں جاکر کوئی مطالعہ کتب سے، کوئی مدارس میں داخل ہوکر، جو شخص حاصل نہیں کرتا وہ کوتاہی کرتا ہے، اصول کا پابند نہیں، امام عالم اگر مسائل کی کتاب سنانا چاہیں تو ضرور سنائیں جماعت نہ روکے، البتہ باہمی مصالحت سے وقت متعین کرلیا جائے کہ فلاں وقت مسائل کی کتاب ہوگی۔

۳۔ ایسی حدیث تو شاید کوئی نہ ہو جس کے موضوع ہونے پر اتفاق ہو ہاں یہ کہ بعض حدیثیں ضعیف ہیں اور ایسی بھی ہیں کہ بعض محدثین نے انکو موضوع کہا ہے، اسکو مصنف مدظلہ نے بیان بھی کردیا، فضائلِ اعمال میں ضعیف احادیث کا بیان کرنا تدریب الراوی وغیرہ کتب میں جائز لکھا ہے، آخر ابنِ ماجہ کے متعلق آپ کیا کہیں گے جس کی نصف سے زائد [۱] احادیث کو ابن جوزیؒ نے موضوع قرار دیا ہے،

---

[۱] ابن الجوزی نے ابنِ ماجہ کی (۱۶) احادیث کو موضوع کہا ہے۔ (مقدمۂ تحفۃ الاحوذی ص۱۸۰)

ابن ماجہ داخلِ درس ہے بلکہ صحاح ستہ میں شمار ہے، اور مصنف قدس سرہ نے کسی حدیث کے متعلق یہ نہیں بتایا کہ یہ حدیث موضوع ہے بلانکیر اسکا درس دیا جاتا ہے۔

(ب)۔ مصنف مدظلہ نے بہت احتیاط سے کام لیا کہ جس حدیث کو بعض حضرات نے موضوع قرار دیا اسکو واضح کردیا اگر وہ حدیث بالاتفاق موضوع ہوتی تو ہرگز اسکو لکھ کر اس سے استدلال نہ کرتے، اب رہ گیا عوام کا حال تو ان کیلئے حدیث کی قوت و ضعف کا بیان کرنا ہی کچھ مفید نہیں، اسلئے ترجمہ میں اسکا ذکر نہیں آیا، اہلِ علم حضرات کیلئے عربی عبارت میں موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۲۴ / ۳ / ۱۳۹۵ھ

تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور جوابات

سوال : (۱)۔ دورِ حاضر میں دعوت وتبلیغ یا تبلیغی جماعت کے نام سے جو محنت چل رہی ہے، اور گشتوں، ذکر واذکار وغیرہ اعمال کی دعوت دیتی ہے، یہ جماعت قرآن وحدیث اور سلفِ صالحین کے طریقہ پر ہے یا نہیں ؟

(۲)۔ کیا یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ جماعت ایمان کو مردہ بناتی ہے اور جذبۂ جہاد کو ختم کرتی ہے اور اسلام کے خلاف کام کرتی ہے یا غیر مسلموں کی اسلام کے خلاف سازش ہے؟

(۳)۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی جمع کردہ کتب فضائل، تبلیغی نصاب یا فضائلِ اعمال کے بارے میں حضراتِ علماء کی کیا رائے ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً (۱)۔ حضرت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ نے نظام الدین دہلی سے تبلیغی جماعت کا کام جو شروع فرمایا جسکے چھ نمبر ہیں اور وہ کام اللہ کے

فضل سے بڑھتے بڑھتے آج تمام دنیا میں عرب وعجم میں پھیل چکا ہے، جسکی بدولت بے شمار بد دین فاسق اب متبع سنت اور پابندِ شریعت ہوگئے، بے نمازی بڑی تعداد میں نمازی بن گئے، جو لوگ کبھی زکوۃ نہیں دیتے تھے وہ باقاعدہ زکوۃ دینے لگے، کتنے ہی لوگ ایسے ہیں کہ مالدار ہونے کے باوجود انکو حج کا خیال تک نہیں آتا تھا انہوں نے حج کیا اور بار بار حج کرتے ہیں، کتنی مسجدیں ویران پڑی ہوئی تھیں وہ نمازیوں سے آباد ہوگئیں، کتنی بستیوں میں دینی مدارس قائم ہوگئے، جن میں قرآن کریم، حدیث، تفسیر کی تعلیم ہوتی ہے، کتنے ان پڑھ اور جاہل آدمی عالم ہوگئے، اور تمام دنیا میں دین کی خدمت اور اشاعت کیلئے پھر رہے ہیں کتنے لوگوں کے ایمان نہایت پختہ ہوگئے جبکہ وہ پہلے سے مشرکانہ عقائد میں مبتلا تھے، ان چیزوں کو دیکھ کر بھی کیا اسکے دینی کام ہونے میں شبہ ہوسکتا ہے، قرآن کریم اور حدیث شریف کا بھی یہی حکم ہے، اور سلف صالحین نے اپنی زندگیاں اسی کام کیلئے تو وقف کی ہیں۔

(۲) ۔ اس جماعت کے نصاب میں ایک کتاب 'حکایاتِ صحابہ' بھی ہے، جس میں جذبۂ جہاد اور صحابۂ کرامؓ کی بہادری شجاعت اور دین کی خاطر جان کی قربانی اور صحابی بچوں اور صحابی عورتوں کے واقعات بھی اس سلسلہ میں ترغیب اور اتباع کے لئے مذکور ہیں، کم سے کم اسی کا مطالعہ کرلیا جائے تو معترض کے اعتراضات خود بخود ختم ہوجائیں گے، اگر کوئی شخص ایمان زندہ ہونے کا نام ہی ایمان کا مردہ ہونا رکھ دے اور قرآن وحدیث شریف کے امر کو جو کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی طرف سے ہے دشمنانِ اسلام کی سازش قرار دینے لگے وہ اپنے کام کا خود ذمہ دار ہے یا اسکی اصطلاح ہی کچھ اور ہو کہ وہ ایمان واسلام کے ایسے معنی بیان کرتا ہو جو قرآن

وحدیث کے خلاف ہو اور سلف صالحین نے بھی کبھی ایسے معنی بیان نہ کئے ہوں تو وہ اپنی جداگانہ اصطلاح میں مسلم و مومن ہے۔

(۳)۔ بہت مفید ہیں۔ فقط واللہ اعلم املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۹ر۷ر۱۴۰۶ھ (فتاوی ج۱۴ ص۱۰۲)

حضرت مولانا محمد یوسفؒ اور مولانا انعام الحسنؒ کو تبلیغ میں لگانا

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحب نوراللہ مرقدھما امیرِ تبلیغ شروع میں جماعتِ تبلیغ کی طرف زیادہ متوجہ نہیں تھے، علمی انہماک زیادہ تھا، حضرت مولانا محمد الیاس نوراللہ مرقدہ نے حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کو ہی مقرر فرمایا کہ انکو تبلیغ کی طرف متوجہ کریں، چنانچہ حضرت والا قدس سرہ نے تدبیر و حکمت کے ساتھ مختلف مجالس میں گفتگو فرمائی، اور اشکالات اور شبہات کو دور فرمایا، اور ہر دو حضرات کو تبلیغ کی طرف متوجہ فرمایا، چنانچہ ایک موقع پر (جبکہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب قدس سرہ ہردوئی اسٹیشن سے ٹرین سے گزر رہے تھے، اور حضرت والا قدس سرہ ہردوئی قیام فرما تھے، حضرت والا ہردوئی شہر سے ایک بڑا مجمع لیکر اسٹیشن پر ملاقات کے لئے تشریف لے گئے، حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی نظر جب حضرت مفتی صاحب قدس سرہ پر پڑی آپ نے قریب بلایا اور فرمایا: بہت سے سوالات جمع ہو رہے ہیں پہلے ان کو حل کرنا بعد میں کسی سے ملاقات ہوگی، چنانچہ حضرت مفتی صاحبؒ نے ان تمام مسائل کو جلدی جلدی حل فرمایا، اس کے بعد دوسرے حضرات سے مصافحہ ہوا، حضرت مولانا قدس سرہ نے حضرت

مفتی صاحبؒ سے فرمایا کہ پہلے تو ہمارے پیچھے پڑے رہتے تھے، اور ہم کو ادھر لگا کرخود پیچھے ہٹ گئے، اب ہماری خبر نہیں لیتے، حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا: ہمارے حوالے جو کام کیا گیا تھا ہم نے اسکو انجام دے دیا، اور ہم اس میں کامیاب ہیں،اور کسی ایک کو کونے میں پڑا رہنے دیجئے تا کہ کتابیں دیکھتے رہیں ورنہ کوئی مسائل بتانے والا بھی نہیں ملے گا۔

حضرت مولانا انعام الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنے اشکالات ختم ہونے اور تبلیغی کام کے لئے شرح صدر ہونے پر خوشی میں ایک جوڑا کرتا پائجامہ بنوا کر حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں پیش فرمایا۔

حضرت والا قدس سرہ تبلیغی جماعت کی ابتداء میں حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی معیت میں حضرت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کے مشوروں میں بھی شریک رہے، اور حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ کے مرض الوفات میں تقریباً ایک ماہ حضرت نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں مرکز نظام الدین مستقل قیام فرمایا۔ (حیات ۱۶۲/۲)

ہم بم ساز ہیں تم بم بار ہو: حضرت مولانا انعام الحسنؒ نے ایک موقع پر سنایا تھا کہ حضرت مفتی محمود حسن صاحبؒ نے سنایا تھا کہ ہم بم ساز ہیں (کہ مدارس میں علماء کو تیار کرتے ہیں) اور تم بم بار ہو (کہ ان علماء کو مختلف ممالک میں تبلیغ میں بھیج دیتے ہیں)۔ (افریقہ اور خدمات فقیہ الامت ۱۷۰/۱)

تبلیغی جماعت کو نصیحت

جو جماعتیں حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہو کر نصیحت کی درخواست کرتیں، حضرت والا انکو نصیحت فرماتے، وہ نصائح بھی رہنما اصول کی حیثیت رکھتی ہیں، ایک جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: "دیکھو اصول کی پابندی کرنا، وقت کی نگرانی کرنا، اسے ضائع نہ ہونے دینا، اگر ایسا نہ کیا بلکہ ادھر ادھر کی بکواس میں وقت ضائع کردیا تو یہ کام آوارہ گردی میں تبدیل ہوجائیگا، اس کام کی مثال شیشہ کے گلاس جیسی ہے کہ وہ صاف شفاف بھی ہوتا ہے قیمتی بھی ہوتا ہے، اور نازک بھی ہوتا ہے، ٹوٹ جاتا ہے تو جڑنا مشکل ہوجاتا ہے اسلئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے، اور دیکھو کسی مشغول آدمی کو نہ چھیڑنا، مثلا ایک آدمی سودا لے رہا ہے تو اس سے ہرگز گفتگو نہ کرو جب تک وہ فارغ نہ ہوجائے، کیونکہ مشاغل انسان کیلئے ایسے ہیں جیسے کہ ماں کیلئے بچے، اگر اسکی گود سے بچے کو چھڑا کر ایک طرف پھنک دو پھر اس سے کہو کہ میری بات سن تو کیا وہ سنے گی؟ ہرگز نہیں، اسلئے کہ اسکے جگر کے ٹکڑے کو تو آپ نے پھینکدیا، اسی طرح مشاغل انسان کی اولاد ہیں، خصوصاً علماء کے اوقات کی رعایت بہت ضروری ہے، انکا وقت ضائع نہ کیا جائے اگر انکے پاس آؤ تو انکے درس میں بیٹھو، دیکھو کہ یہ وہ ہیں کہ جنھوں نے اللہ کیلئے دس سال لگا رکھے ہیں انکا احترام کرو، کیونکہ تبلیغی نمبرات میں اکرامِ مسلم مستقل نمبر ہے، اور اگر آپکا مخالف ہے تب بھی اکرام کرو کیونکہ ہے تو وہ مسلمان ہی، اسی طرح ذاکرین اور خانقاہوں میں بیٹھنے والوں کی بھی تعظیم کرو کیونکہ وہ بھی دین کے کام میں مشغول ہیں، اور ہر

وقت اپنی اصلاح کی فکر میں رہا کرو نہ کہ دوسروں کی اصلاح کی فکر میں'. (ایضاً)

ایک جماعت کو نصیحت فرمائی:

'تبلیغی سلسلہ میں چھ باتیں بے حد مفید ہیں، ان چھ باتوں سے دین کے ہر پہلو کا واسطہ ہے، اسلئے ضروری ہے کہ جو شخص تبلیغی جماعت میں جائے وہ ان چھ نمبروں سے باہر نہ نکلے، ساتویں آٹھویں نمبر کی طرف رخ نہ کرے اس سے خیال بٹ جاتا ہے، حتی کہ تقریر بھی چھ نمبر پر کہنے کی عادت ڈالے، انہیں کی اچھی طرح مشق کرے، اگر کوئی مسئلہ پوچھے تو بتانے میں احتیاط کرے، کہدے کہ بھائی میں دین سیکھنے آیا ہوں، فتوی دینا مفتیوں کا کام ہے، مسئلہ انہیں سے معلوم کیا جائے'. (ایضا)

حضرت مفتی صاحبؒ کا ایک خواب

حضرت مفتی صاحبؒ اپنے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں: '...احقر نے خواب میں زیارت کی حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: دو کام کرتے رہنا تعلیم و تبلیغ، جنت میں میرا ساتھی رہیگا، قریبی مسجد میں بعد فجر ترجمہ شروع کررکھا ہے اور تبلیغ کے لئے بھی نمازی آمادہ ہوگئے ہیں، اس پنجشنبہ سے شروع کرنا طے کیا ہے...' الخ

حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے اس خط کے جواب میں تحریر فرمایا:

'خواب مبارک ہے اللہ جل شانہ مبارک فرمائے، جن دو ارکان کا حکم ہے دونوں

اہم ہیں، تبلیغ کے متعلق تو میری ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ سہارنپور کی تبلیغی ذمہ داری آپ پر ہو مگر جتنی دلچسپی کی اس کے لئے ضرورت ہے وہ نہ ہو سکی ...' الخ
(سوانح حضرت مفتی محمود حسن صاحبؒ از مولانا محمد شاہد صاحب سہارنپوری مدظلہ ص ۳۵)

فلسطین کے مفتیِ اعظمؒ کا ایک خواب

جماعت گئی فلسطین، وہاں کے جو مفتیِ اعظم تھے وہ جماعت کو دیکھتے تھے اور روتے تھے، ان سے پوچھا کیا بات ہے، انہوں نے بتلایا کہ میں نے خواب میں زیارت کی کہ نبی اکرم ﷺ تیزی سے تشریف لا رہے ہیں، میں نے مصافحہ کیا انہوں نے اپنا ہاتھ جھٹک دیا، اور فرما رہے ہیں میرے مہمان آ رہے ہیں میں ان کے پاس جا رہا ہوں، وہ کہتے تھے میں نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے، اس کو بھی دیکھا ہے، اس کو بھی دیکھا ہے خواب میں، ان کو حضور ﷺ نے اپنا مہمان فرمایا اور ان کے مصافحہ کے لئے حضور ﷺ تشریف لے جا رہے ہیں.

جاپان جماعت گئی وہاں کے جو بدھ مذہب کے سردار تھے وہ آئے اور جماعت کے ساتھ ٹھہرے، شرکت کی اور کہا ہمیں اجازت دو ہم نماز میں تمھارے ساتھ شرکت کریں گے، انہوں نے کہا مجھے میری روح نے بتایا کہ اس پہاڑ سے اتر کر فرشتے آئیں گے، سو تم ہی وہ لوگ ہو جنکو فرشتہ کہا گیا، ان سے پوچھا کہ آپ کے پاس کیا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ میری پاس بہت کچھ ہے لیکن اس کے مقابلہ میں خاک نہیں، کہا جو کچھ ہے وہ تو بتایئے؟ جو امیرِ جماعت تھے ان کی طرف ایک نظر دیکھا تو وہ گر پڑے بے ہوش ہوکر، کہ میرے پاس اتنی طاقت ہے، لیکن یہ جو کچھ

آپ لوگ کہتے ہیں سبحان اللہ الحمد للہ لاالٰہ الا اللہ اللہ اکبر پڑھتے ہیں ان کی طاقت بہت بڑی ہے، ہر لفظ کے ساتھ ایک نور نکلتا ہے جو آسمان تک جاتا ہے، ان کو وہ نظر آتا ہے، نماز میں آکر انہوں نے شرکت کی۔

بشارتیں موجود ہیں حق تعالیٰ کی طرف سے نصرت موجود ہے دل کی عافیت کے ساتھ اس کام میں لگنے کی ضرورت ہے، اصول کی پابندی کے ساتھ، دل کی عافیت سے مراد یہ ہے کہ اپنے دل کی حفاظت کرتے ہوئے کہ اس میں غیر اللہ کی چیز نہ آنے پائے کہ ہمارا نام ہوگا، ہم جاکر فخریہ بیان کریں گے گھر میں کہ ہم نے تین چلے دیئے، ہم نے چار چلے دیئے، اس قسم کی چیزیں نہیں ہونی چاہئے، اللہ کے دین کے خاطر نکلنا ہے اور اس نکلنے کو اللہ کے یہاں پیش کرنا ہے، یا اللہ قبول فرمالے، تو ہی اخلاص عطا فرمادے۔ (خطبات ۲/۲۴۴)

حضور ﷺ کا عرب کی تبلیغی جماعت کے ساتھ ہونا

(خط کا) جواب :۔ محترمی زید احترامہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور ﷺ کا عرب کی جماعت کے ساتھ تبلیغی مرکز کے صدر دروازہ پر تشریف فرما ہونا مقبولیت کی علامت ہے، نیز اشارہ ہے کہ عید تو یہ ہے کہ آدمی دین کی خدمت کرے اشاعت کرے، خالی گھر پر خوشی منانا عید نہیں ہے، ماحول تو کہیں کا بہت خراب ہے کہیں کا کچھ غنیمت ہے، حدیث شریف میں موجود ہے' ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ دین پر قائم رہنا اتنا مشکل ہوجائیگا جتنا ہاتھ میں انگارہ لینا'۔

حق تعالی تمام تصانیف اور جملہ خدمات کو قبول فرمائے، اللہ پاک آپکو اور آپکے جملہ متعلقین واولاد کو عزت وعافیت سے رکھے آمین. فقط والسلام املاہ العبد محمود غفرلہ

(مکتوبات ج ۲ ص ۱۱۴)

خواب میں نبی اکرم ﷺ کو تبلیغی جماعت کے ساتھ دیکھنا

سوال : دو تین سال قبل ایک خواب دیکھا کہ تبلیغی جماعت کیساتھ ہوں اور جماعت میں حضور پرنور ﷺ بھی ہیں، جماعت تمل ناڈو بستی میں پہونچی، ایک مسجد کے دروازہ پر دعا کے حلقہ میں حضور ﷺ نے بھی دعاء کیلئے ہاتھ اٹھائے، پھر بعد میں جماعت کے حلقہ میں بھی حضور ﷺ تشریف فرما ہیں، امیرِ جماعت نے تقریر کی، میں نے امیر جماعت سے پوچھا حضور ﷺ کا یہاں سے کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ امیرِ جماعت نے کہا مدراس کا معلوم ہوتا ہے، پھر حضور ﷺ کو قیلولہ کرتے بھی دیکھا اسکے بعد نیند سے ہوشیار ہوگیا، چند دن بعد ایک جماعت رائے چوٹی آئی اس میں میرا لڑکا نور اللہ بھی آیا ہوا تھا، جماعت نے کہا تو بھی چل، پھر جماعت وانمباڑی گئی، یہ وہی مقام تھا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا، جماعت وانمباڑی سے مدراس گئی، میں جماعت کے ساتھ مدراس گیا، دیگر عرض یہ ہے کہ میں ہجرت کر کے مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ کررہا ہوں آپ سے دعا کی درخواست ہے.

الجواب: حامداً ومصلیاً خواب ماشاء اللہ مبارک ہے، اشارہ ہے کہ یہ دینی کام اور تبلیغی جماعت مقبول ہے، اسکو حضور اکرم ﷺ کی سرپرستی حاصل ہے، اور آپکے بیٹے نور اللہ سلمہ کو اس میں کام کرنے کی توفیق ہوگی، آپ کیلئے اگر مدینہ طیبہ کا قیام خیر ہو

تو حق تعالیٰ آسان فرمائے ۔ آمین ۔ فقط واللہ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہ
دار العلوم دیوبند ۸ / ۴ / ۹۹ھ (فتاوی محمودیہ ج ۲۰ ص ۱۰۴)

ان کے لئے اصل علاج تبلیغ میں چلہ دینا ہے

ڈاک :۔ باسمہ سبحانہ تعالیٰ مکرمی و محترمی حضرت اقدس مفتی صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ! امید قوی ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے، عرض یہ ہے کہ احقر کے والد صاحب ایک بدعتی پیر کے مرید ہوگئے ہیں انکے مزاج کو دیکھتے ہوئے احقر نے حضرت مولانا منظور احمد صاحب سے ملاقات کرائی تا کہ بات سمجھ میں آجائے لیکن اسکے بعد مزید ناراضگی اور وہاں جانے پر غصہ اظہار کیا، والدہ بھی اسی وجہ سے والد صاحب سے ناراض ہیں لیکن والد صاحب اپنے عمل پر جمے ہوئے ہیں حالانکہ اس بدعتی پیر کا حال یہ ہے کہ ایک وقت کی نماز نہیں پڑھتا، غیر مسلم دیوتاؤں کی تصویریں کمرے میں لگا رکھی ہیں، گھر میں ٹی وی بھی ہے، ہر جمعرات اور اتوار کو پابندی سے حاضری دیتے ہیں، دعا کی خصوصی آپ سے درخواست ہے مزید توجہ کی اللہ تعالیٰ والد صاحب کو ہدایت نصیب فرمائے، اس سلسلہ میں مشورہ بھی دیں کیا کرنا چاہئے، ناراضگی کی حد یہاں تک پہونچ گئی ہے احقر کو گھر سے نکالنے کی دھمکی دے رہے ہیں، جواب کیلئے جوابی کارڈ ارسال ہے، امید ہے کہ جواب سے نوازیں گے اور دعاؤں میں یاد رکھیں گے ۔ فقط والسلام

جواب : باسمہ سبحانہ وتعالیٰ محترمی زید احترامہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خط ملا، تحریر کردہ حالات سے بہت افسوس ہوا، دل سے دعا کرتا ہوں حق تعالیٰ

صراطِ مستقیم پر چلائے، غلط راستہ سے حفاظت فرمائے، اصلاً علاج تو انکے واسطے یہ تھا کہ تبلیغ میں چلہ کیلئے بھیجدیتے مگر یہ کیسے ہوسکتا ہے وہ کس طرح مانیں گے، مختصر صورت یہ ہے کہ مولانا منظور صاحب آپ سے ملنے کیلئے کبھی مکان پر جائیں وہاں والد صاحب سے بھی ملاقات ہو اور ان چیزوں پر کوئی گفتگو نہ ہو، مولانا بھی آپکو اور انکو مدعو کریں، یہ دعوت کا سلسلہ بار بار ہو جب کسی درجہ میں بے تکلفی ہوجائے مولانا کا ایک مقام انکے قلب میں پیدا ہوجائے تب اکابر کی کتابیں انکو پڑھنے کیلئے دی جائیں، پھر اتوار کو تبلیغی اجتماع ہفتہ واری ہوتا ہے اس میں انکو لیجائیں، اللہ تعالیٰ ان کیلئے راستہ کھولدے اور آپ سورۂ الم نشرح پڑھکر انہیں کبھی کبھی دم کردیا کریں.

فقط والسلام املاہ العبد محمود غفرلہ چھتہ مسجد دیوبند ۲۲/۴/۱۴۰۶ھ (ایضاً ج ۳ ص ۴۰)

ہندو تھانیدار اور چلہ

ایک ہندو تھانے دار نے ایک چور کو پکڑا، جیل میں ڈالا، پٹائی کی، وہ چور میواتی مسلمان تھا ہندو تھانیدار نے اس سے پوچھا تو نے جماعت (تبلیغ) میں چلہ دیا ہے؟ اس نے کہا کہ 'نہیں دیا' تھانیدار نے خوب پٹائی کی اور اس شرط پر چھوڑا کہ چلہ دے، تھانیدار جانتا تھا کہ اس چلہ (چالیس دن کے لئے تبلیغ کی محنت میں چلت پھرت) کے ذریعہ یہ جرائم ختم ہوجاتے ہیں. (ملفوظات ۵/۵۶)

اساتذہ کو تبلیغی جماعت میں بھیجنا

ایک صاحب نے سوال کیا: عربی مدارس کے اساتذہ کو تبلیغی جماعت میں

جانے کیلئے ماہانہ تین دن یا سالانہ چلہ یا زندگی کے تین چلہ یا ایک سال کی تعطیل تنخواہ کے ساتھ دیجاسکتی ہے یا نہیں؟

ارشاد: اگر ضرورت ہو تو دی جاسکتی ہے تعلیم کا مقصود دین کی اشاعت ہے آخر مدرسہ والے مدرسہ کے پیسے سے رسالہ بھی نکالتے ہیں، مدرسہ کے پیسے سے وعظ کیلئے بھی بھیجتے ہیں، جلسوں میں شرکت کیلئے بھی بھیجتے ہیں یہ سب کا سب تعلیم کے مقاصد سے ہے اگر وہاں کے لوگ اس سفر کو مناسب سمجھتے ہیں اور اسکی ضرورت بھی ہے تو وہاں کر سکتے ہیں۔ (ملفوظات ۲۰/۶)

ایک مرتبہ حضرت مفتی صاحبؒ نے بندہ سے دریافت فرمایا کہ رمضان میں کیا پروگرام ہے؟ بندہ نے عرض کیا کہ ابھی تک کچھ طے نہیں کیا ہے، فرمایا: بعض طلبہ فراغت کے بعد سال کیلئے جماعت میں جاتے ہیں، بندہ نے عرض کیا حضرت! میں تو سال دے چکا ہوں، حضرت نے فرمایا: حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ فرمایا کرتے تھے "یہ مت دیکھو کہ کتنا کام ہوگیا بلکہ یہ دیکھو کہ ابھی کتنا کام باقی ہے"۔

(عتیق الرحمٰن الاعظمی)

مدارس اور تبلیغی کام

حضرت اقدس دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش خدمت اقدس میں یہ ہے کہ ایک استفتاء بسلسلہ موجودہ تبلیغی جماعت آیا ہے دو کا جواب اپنی سمجھ کے مطابق لکھ دیا ہے تیسرے کے جواب میں تردد ہے حضرت والا تینوں کے بابت اپنی تحقیق تحریر فرمائیں، کیونکہ وقتی اعتبار سے بہت اہمیت رکھتا ہے، ہم لوگوں سے لوگ مشورہ بھی کرتے ہیں اس کی شرعی حد اگر معلوم ہوجائے تو اس کی رعایت کرتے ہوئے مشورہ دیں گے۔

(۱) بعض فارغ شدہ مولوی موجودہ صورتِ تبلیغ میں شریک ہونا فرض کہتے ہیں ان کا کہنا درست ہے یا نہیں؟ اس کی کوئی فقہی اصل تحریر فرمائیں۔

(۲) خانقاہ اور مدارس سے موجودہ صورت تبلیغ افضل ومندوب ہے یا نہیں اس کو بھی مدلل تحریر فرمائیں۔

(۳) اہل حضرات کا تبلیغ میں لگنا وقتی اعتبار سے زیادہ بہتر ہے یا تعلیم میں لگنا؟ دینی رجحانات پامال ہوچکے ہیں، مدارس جو چل رہے تھے وہ ٹوٹ رہے ہیں، خانقاہیں ویران ہورہی ہیں، دینی رجحانات اگر عام ہوجائیں تو سب زندہ ہوجائیںگے، اس اعتبار سے وقتی طور پر اہل حضرات کا تبلیغ میں لگ کر دینی رجحان پیدا کرنا، ہزاروں مدارس اورخانقاہوں کو آباد کرنا زیادہ بہتر ہے یا تعلیم میں لگنا؟

المستفتی محمد انصار بہاری

(یہ چند فتاوی یہاں سے ص ۹۹ تک فتاوی محمودیہ ج ۱/ ۳۱۶ تا ۳۶۶ سے ماخوذ ہیں کچھ تغیر کے ساتھ)

الجواب: حامداً ومصلیاً عقائدِ حقہ، اخلاقِ فاضلہ، اعمالِ صالحہ کی تحصیل فرض ہے اور حسب حیثیت ان کی تبلیغ و اشاعت بھی لازم ہے، مگر تحصیل وتبلیغ کی کوئی معین ومشخص صورت علی الاطلاق لازم نہیں کہ سب کو اس کا مکلف قرار دیا جائے، مدارس، خانقاہوں، انجمنوں، کتابوں، رسالوں، اخباروں، مواعظ، مذاکرات، تقاریر، مجالس، تعلیمات، توجہات اور انکے علاوہ بھی جو جو صورتیں معین ومفید ہوں ان کو اختیار کیا جاسکتا ہے جب تک ان میں کوئی قبح اور مفسدہ نہ ہو، مختلف استعداد رکھنے والوں کے لئے کوئی خاص صورت اسہل وانفع ہو اس کا انکار بھی مکابرہ ہے اور اس خاص صورت کو سب کے لئے لازم کردینا بھی تضییق وتحجیر ہے، اگر کسی فرد یا جماعت کے لئے اسباب خاصہ کی بناء پر دیگر طرق مسدود یا متعذر رہوں، اور کوئی ایک ہی طریقہ متعین ہو تو ظاہر ہے کہ اس واجب کی ادیگی کے لئے اس طریق کو مشخص تصور کیا جائیگا، واجب مخیّر کی ادائیگی اگر ایک ہی صورت میں منحصر ہو جائے تو ظاہر ہے کہ اسی صورت کو لازم کہا جائیگا اور تخییر میں تحجیر ہوگی،

مثلاً کفارہ یمین میں اشیاء ثلثہ: تحریر رقبہ، اطعام عشرۃ مساکین، او کسوتھم میں تخییر ہے، لیکن اگر کسی پر ان میں سے دو کا راستہ مسدود ہو تو ایک کی تعیین خود بخود لازم ہوجائیگی، اور جیسے اضحیہ میں اشیاء ثلثہ: شاۃ، بقر، ابل میں تخییر ہے مگر دو کے مفقود ہونے سے ایک کی تعیین خود بخود ہوجائیگی، التقریر والتحبیر میں اسکی تفصیل موجود ہے،

تبلیغی جماعت کا اصل مقصد دین کی طلب کا عام کرنا ہے جس سے مدارس کو طلبہ بھی کثرت سے ملتے رہیں، اور خانقاہوں کو ذاکرین بھی کثرت سے ملیں اور ہر مسلمان کے دل میں دین کی اہمیت پیدا ہو، اہلِ مدارس اور اہلِ خانقاہ حضرات

کو حسب موقعہ تبلیغی جماعتوں کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے، اگر ان میں کوتاہی اور خلافِ اصول چیزیں دیکھیں تو خیر خواہی اور ہمدردی سے انکو نصیحت کریں، اصلاح فرمائیں، اور جماعتوں کے ذمہ ضروری ہے کہ خانقاہوں اور مدارس کا پورا احترام کریں اور اپنی اصلاح کیلئے ان حضرات سے مشورہ لیں اور انکی ہدایات کو دل وجان سے قبول کریں، انکو ہرگز ہرگز یہ دعوت نہ دیں کہ یہ حضرات اپنے دینی مشاغل کو ترک کردیں، مدارس اور خانقاہوں کو بند کر کے تبلیغ کیلئے نکل کھڑے ہوں، دینی مدارس کا قیام از حد ضروری ہے ورنہ صحیح علماء پیدا ہونے بند ہوجائینگے، اور دین جاہلوں کے ہاتھ میں جا کر کھلونا بنجائیگا، خانقاہوں کا قیام بھی ضروری ہے اسلئے کہ محض کتابیں پڑھنے سے عامۃً تزکیۂ باطن نہیں ہوتا، اور بغر اخلاقِ رذیلہ کی اصلاح کے اخلاص پیدا نہیں ہوتا جو کہ روح ہے جمیع اعمالِ صالحہ کی، تمام اعمال بغیر اخلاص کے ایسے ہیں جیسے بے جان ڈھانچہ ہوتا ہے، اخلاص اکابر اہل اللہ کی صحبت اور انکی ہدایات پر عمل کی برکت سے حاصل ہوتا ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: لکل شیء معدن ومعدن التقوی قلوب العارفین اھ (جمع الفوائد).

امید ہے کہ تحریر مذکور سے ہر سوال کا جواب نکل آئیگا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۳۰/۳/۸۸ھ

کیا نصرت مدینہ طیبہ سے ہوئی، وہیں سے دین پھیلا، مکہ سے نہیں؟

محترم المقام زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اما بعد عرض یہ ہے کہ ہمارے گاؤں میں بروزِ جمعرات تبلیغی جماعت آئی

اور بعد نماز مغرب ان میں سے ایک صاحب نے تقریر کی جس میں گاؤں کے بہت سے لوگ شریک تھے اور میں بھی موجود تھا، لائق مقرر نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ مکہ معظمہ میں نصرت نہیں ہوئی، جب نصرت اور ہجرت جمع ہوئی تب دین پھیلا، دین در اصل مدینہ منورہ ہی سے پھیلا ہے، لائق مقرر کی اس بات کو سن کر مجھ کو بہت رنج ہوا کیونکہ میرے ذہن میں حضرات مہاجرین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کچھ واقعات ہیں، مثلاً جناب سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کمزور مسلمانوں کو اپنے روپے سے آزاد کرنا یا خانۂ کعبہ میں حضور اقدس ﷺ کی گردن میں کپڑا ڈال کر بیٹھنے والے کو ہٹاتے ہوئے بری طرح مار کھانا، اور بوقت ہجرت سردار دو جہاں کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں چلنا اور پشت مبارک پر جناب نبی کریم ﷺ کو بٹھلا کر پنجوں سے چلنا وغیرہ، جناب سیدنا حضرت حمزہؓ و جناب سیدنا عمرؓ کا مسلمانوں کو لیکر خانۂ کعبہ میں نماز پڑھنا، اور دوسرے حضرات سے بھی اس قسم کے افعال سرزد ہوئے ہوں گے، میں تو ان واقعات کو نصرت ہی سمجھتا ہوں، درخواست یہ ہے کہ میری رہبری فرمائی جائے کہ کیا میں غلط سمجھتا ہوں، ایسے بھی واقعات میرے ذہن میں ہیں کہ مکہ معظمہ میں ان لوگوں نے بھی مسلمانوں کی اور جناب رسولِ خدا ﷺ کی امداد کی ہے جو اس وقت مشرف باسلام نہ ہوئے تھے، مثلاً طائف سے لوٹتے وقت مطعم بن عدی نے کی، یا ترک تعلقات کے وقت وہ پانچ اشخاص، یہ ضرور ہے کہ وہ امداد حمایت اسلام نہ سہی رشتہ داری یا اور کسی بناء پر مبنی ہوگی، حالانکہ مدینہ منورہ میں تو شاید ہی کوئی ایسی مثال ہو کہ دل میں اسلام کا داعیہ نہ ہو اور امداد کی ہو، رہا دین کا پھیلنا لائق مقرر نے فرمایا: دین مکہ سے نہیں پھیلا بلکہ مدینہ منورہ سے

پھیلا تو میں تو یہ سمجھتا ہوں واقعی دین اشخاص اور گنتی کے لحاظ سے مدینہ منورہ سے پھیلا اور جناب انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بہت امداد کی اور تن من دھن سے ساتھ دیا، لیکن ہم کتابوں میں دیکھتے ہیں کہ جناب مہاجرین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے رشتہ دار لڑائیوں میں سامنے ہوتے تھے، اور وہ حضرات ان سے لڑتے تھے، جیسا کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کا سر کاٹ دیا تھا اور دوسرے حضرات نے بھی بہت کچھ کیا ہوگا، اس سے میرا مطلب جناب مہاجرین حضرات کی فضیلت ہے، اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی جگہ بھی بڑے ہیں، اور انکے کارنامے رہتی دنیا تک بے مثال ہیں، دین کی اشاعت بھی مکہ معظمہ میں رہتے ہوئے بھی جناب سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی کوشش سے ایک جماعت مشرف باسلام ہوئی، اور دوسرے حضرات نے بھی کوشش کی ہوگی، یہ ضرور ہے کہ مکہ معظمہ میں مخالفوں کا بہت زور تھا اور وہ ان کے عزیز ورشتہ دار تھے حالانکہ مدینہ منورہ میں شاید کوئی ایسی مثال نہ ہو کہ کوئی مشرف باسلام ہوا ہو اور عزیز رشتہ داروں نے اس پر سختی کی ہو ہاں باہر کے دشمنوں کا بہت زور تھا، اندر منافقوں وغیرہ سے ہر وقت بے اطمینانی تھی، مجھے اس بات کا بہت رنج ہے کہ عام مجمع میں کھڑے ہو کر یہ کہنا کہ مکہ معظمہ میں نصرت نہیں ہوئی، جسکا مطلب یہ ہے کہ حضرات مہاجرین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نصرت نہیں کی، اور دین بھی مکہ معظمہ سے نہیں پھیلا، لہٰذا درخواست یہ ہے کہ میری وجہ سے تکلیف کو گوارا فرما کر میری رہبری فرمائی جائے، فقط

محمد یٰسین ساکن موضع نگلہ، تحصیل موانہ، ضلع میرٹھ

الجواب: حامداً ومصلیاً، اگر آپ ذرا وسعت حوصلہ سے کام لیں اور ان مقرر

صاحب کے کلام کا وہ محمل تجویز کرلیں جو آپ کے نظریہ کے بھی خلاف نہ ہوتو آپ کا رنج سب ختم ہوجائے، مقامی حضرات جو کچھ جد وجہد اور دینی خدمت کرتے ہیں وہ ایسا ہے جیسا کہ ان کا اپنا اصلی کام، فرضِ منصبی، ڈیوٹی، ان کی محنت بہت وزنی اور قیمتی ہوگی اگر ایسے لوگ باہر جائیں اور وہاں کے آدمی ان کا استقبال کریں اور ان کے کام میں نصرت کریں تو وہ تھوڑی نصرت بھی کام کو بہت جلد آگے بڑھائیگی، مہاجرین نے دین کی خاطر وہ مشقتیں برداشت کی ہیں جو دوسروں کے بس کی نہیں، ان کو درجات بھی وہ ملے جہاں تک دوسرے نہیں پہونچ سکتے، ان حضرات کے مدینہ منورہ پہنچنے پر وہاں کے حضرات نے جو ان کا ساتھ دیا اس کا نام نصرت ہے اس اصطلاح کے اعتبار سے یہ کہنا صحیح ہے کہ نصرت مدینہ پاک سے ہوئی یعنی ان حضرات کی خدمت دین واعانت کا نام نصرت ہے اور دین کی جس قدر اشاعت بصورت وفود وبصورت غزدات وسرایا مدینہ طیبہ سے ہوئی ہے وہ مکہ مکرمہ سے نہیں ہوئی، حتی کہ اسی نصرت کی بدولت مکہ مکرمہ فتح ہوگیا ان نصرتوں میں بھی مہاجرین کی ہدایات کے ماتحت اور بکثرت ان کی سرکروگی وامارت میں خدمات انجام دی گئی ہیں یعنی مدینہ پاک میں جو دین کی خدمات ہوئی ہیں وہ تنہا انصار کی نہیں ہیں ان میں بھی مہاجرینؓ پیش پیش تھے، ہاں مہاجرین کو قوت اور کام میں سہولت زیادہ تر انصارؓ کی نصرت واعانت سے حاصل ہوئی، مکہ مکرمہ میں ۱۳ سال کی مدت میں چند حضرات ایمان لائے، اگرچہ وہ اس قدر بلند مرتبہ ہیں کہ دوسرے لوگ وہاں تک نہیں پہونچ سکتے، لیکن مدینہ منورہ پہونچ کر دس سال کی مدت میں سارا جزیرۂ عرب اسلام سے مالا مال ہوگیا اور مکہ شریف کے وہ ازلی دشمن جو سدِ راہ

بنے ہوئے تھے وہ مختلف غزوات میں مغلوب وختم ہوگئے، اور جن کے لئے ہدایت مقدر تھی انہوں نے اسلام قبول کرلیا، اور جزیرۂ عرب ہمیشہ کے لئے کفر سے محفوظ ہوگیا، اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جاسکتا، اس کے باوجود مہاجرین مہاجرین ہیں رضی اللہ عنہم، اور انصار انصار ہیں رضی اللہ عنہم، علاوہ اس اصطلاحی مفہوم نصرت کے دوسری بات یہ ہے کہ مقرر صاحب کے کلام کا مطلب یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اکابر صحابہ و مہاجرین نے دین کی خدمت اور نصرت نہیں کی، معاذ اللہ، ان کی خدمت ونصرت کا تو قرآن پاک میں اعتراف ہے، احادیث میں صراحۃً ذکر ہے، تاریخ کی کتابیں بھری ہوئی ہیں، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی ادنی مسلم بھی انکی خدمت ونصرت کا انکار کرے بلکہ کوئی غیر مسلم تاریخ داں بھی انکار نہیں کرسکتا، پھر آپ ایسا مطلب کیوں مراد لیتے ہیں، کم ازکم اتنا تو دیکھیں، مقرر جب انکی ہجرت کا معترف ہے تو یہ ہجرت خود اتنی بڑی خدمت ونصرت ہے کہ جس کی تعریف قرآن کریم میں بار بار آئی ہے، اور مقرر بھی یہی کہتا ہے کہ جب نصرت اور ہجرت جمع ہوئی، تب دین پھیلا، لامحالہ اس کی یہ مراد نہیں جو آپ کے لئے رنجدہ ہے، آپ یہ مطلب مراد لیجئے کہ مکہ مکرمہ کے عام باشندوں نے نصرت نہیں کی بلکہ دین کی راہ میں ہر طرح کی رکاوٹیں ڈالیں، چند مخصوص مقبول صحابہ کرامؓ خدمت کرنیوالے تھے اور دشمن ان کو ہر طرح ستاتے اور اذیت دیتے تھے، مدینہ پاک کا یہ ماحول نہیں تھا، وہاں پہنچ کر یہ رکاوٹیں نہیں رہیں اور آزادی کے ساتھ دین پھیلا، اس کا حاصل یہ نکلا کہ مکہ مکرمہ میں نصرت نہ کرنے والوں کے مصداق مشرکین اور اعداء دین ہیں نہ کہ مہاجرین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین، نصرت حقیقی اللہ پاک کی

طرف سے ہوتی ہے اور اس عالم اسباب میں اشاعت دین کے لئے یہ تدبیر تجربہ سے بہت مفید و مؤثر ثابت ہوئی ہے کہ لوگ اپنے مقام سے دین کی خاطر سفر کریں جیسے مہاجرینؓ نے سفر کیا اور مدینہ طیبہ گئے، اور جہاں جائیں وہاں کے لوگ ان کے ساتھ اس کام میں پورا تعاون کریں جیسے کہ انصارؓ نے کیا تھا، اس سے ان شاء اللہ تعالی اپنا دین بھی پختہ ہوگا اور اشاعت بھی زیادہ ہوگی مگر اصول کی پابندی بہر حال ضروری ہے اصول چھوڑنے میں منفعت کم اور مفسدہ زیادہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند

کیا تبلیغ ہر شخص کے ذمہ واجب ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں:

(۱)۔ قرآن کریم اور حدیث شریف کی روشنی میں موجودہ تبلیغی جماعت کی حیثیت کیا ہے؟

(۲)۔ جو مسلمان تبلیغی جماعت میں داخل نہیں ہوتا اور نہ گشت اور چلہ کشی کرتا ہے اس کے لئے شرع کا کیا حکم ہے؟

(۳)۔ جو اصطلاحی عالم کسی دینی مدرسہ یا حکومت سے منظور شدہ مدارس میں درس نظامی کی تعلیم وتعلم یا خطابت یا قرآن و حدیث خیر الانام کی نشر واشاعت کرتا ہو یا عالم باعمل مجاز یا خلیفہ سلاسل ہر چہار میں منسلک ہوکر خانقاہ میں متوسلین و مسترشدین کی تعلیم و تربیت کرتا ہو اور موجودہ تبلیغی جماعت سے کوئی واسطہ نہ رکھتا ہو ایسے اشخاص و افراد کیا آنحضرت ﷺ کی مخالفت کر رہے ہیں، یا دین و اسلام کے

مخالف شمار ہوسکتے ہیں ؟

(۴)۔ تبلیغی جماعت میں شامل ہوکر امریکہ، انگلینڈ، ایشیا، یورپ وغیرہ ممالک کی سیر وسیاحت کے مقصد کو گشت میں پنہاں کر کے اور انفروا خفافاً و ثقالاً الآیۃ کے تحت نکلنا کیسا ہے، یہ گشت از روئے شرع واجب ہے یا سنت یا مستحب ؟

(۵)۔ جو شخص عربی زبان سے واقف نہ ہو اور کسی مستند درسگاہ یا درس نظامی کا فارغ التحصیل بھی نہ ہو ایسے شخص کا مذہبی مجامع ومجالس میں عالمانہ، فقیہانہ، قائدانہ، ومصلحانہ حیثیت سے قرآن وحدیث بیان کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(۶)۔ ایسا شخص یا ایسے افراد جو عام طور پر تبلیغی جماعت میں داخل ہوجاتے ہیں اور پھر علماء اصطلاحی کی شان میں گستاخانہ، حاکمانہ پیرایہ میں یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ مولویوں کے لئے سات چلے ہیں اور عوام کیلئے صرف تین چلے ہیں عوام کے سامنے ایسا بیان کرنا کیسا ہے ؟ بینوا و توجروا

السائل: شیخ غلام محمد ۳۲ چاندنی چوک اسٹریٹ کلکتہ ۱۳۔ ۱۲ شعبان المعظم ۹۰ھ

الجواب : حامداً ومصلیاً :

(۱)۔ یہ دین سیکھنے، پختہ کرنے، اشاعت کا ذریعہ ہے، اصول کے ساتھ کیا جائے تو تجربہ سے ثابت ہے کہ بے حد مفید ہے۔

(۲)۔ اس کا جو فائدہ ہے اسکو حاصل نہ ہوگا۔

(۳)۔ نہ وہ مخالف سنت ہیں نہ مخالفِ اسلام ہیں۔

(۴)۔ اگر نیت سیر وسیاحت کی ہے اور تبلیغ کو پردہ بنایا ہے تو یہ بنیادی غلطی ہے، تبلیغ کے نمبروں میں سے ایک بہت اہم نمبر تصحیحِ نیت ہے، اس سیر وسیاحت کے سفر پر

انفروا خفافاً وثقالاً الآیۃ پڑھ کر آمادہ کرنا غلط ہے، آیت کا محمل دوسرا ہے۔

(۵) اگر وہ صحیح مضامین بیان کرتا ہے، حدود سے تجاوز نہیں کرتا تو مضائقہ نہیں، اہلِ علم حضرات ایسے شخص کی تقریر میں جو غلطی دیکھیں اصلاح فرمائیں، اور اس مقرر کو لازم ہے شکریہ کے ساتھ اصلاح کو قبول فرمالے، لیکن ایسا کم ہوتا ہے کہ ایسا شخص پورے حدود کی رعایت کرسکے اس لئے عامۃ تبلیغی جماعت کو چھ نمبروں میں مقید کردیا جاتا ہے، اور جو شخص جس قدر ترقی کرتا جاتا ہے مضمون میں اضافہ کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ بعض آدمی عربی سے ناواقف ہونے کے باوجود کئی کئی گھنٹہ تقریر کرلیتا ہے اور آیات اور احادیث کے مطالب کو بھی صحیح صحیح طور پر بیان کردیتا ہے، اور کبھی ہمارے درسِ نظامی کے فارغ شدہ پرانے مقررین جنکا کام ہی شب وروز سفر کرنا اور تقریر کرنا ہے، اپنی تقریر میں موضوع روایات اور غلط حکایات بیان کرجاتے ہیں، وقتِ ضرورت انکی نشاندہی بھی کی جاتی ہے، اور ان کیلئے سوالات بھی آتے رہتے ہیں کہ فلاں واعظ صاحب نے فلاں آیت یا فلاں روایت کا یہ مطلب بیان کیا اور فلاں بات کو حدیث کہہ کر بیان کیا، اور فلاں مسئلہ اس طرح بیان کیا مگر اسکی وجہ سے تمام فارغ شدہ مقررین سے کلیۃً اعتماد ختم نہیں کیا جاسکتا اور ہر ناواقف تبلیغی آدمی کی تقریر پر کلیۃً اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

(۶)۔ گستاخانہ، وحاکمانہ پیرایہ اختیار کرنا تبلیغ کے بنیادی اصول ' اکرامِ مسلم' کے بھی خلاف ہے جو ایسا کرتے ہیں وہ تبلیغ کی روح کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

عوام کیلئے تین چلے اور مولوی کیلئے سات چلے یہ تو گستاخی نہیں، بلکہ بلندی مقام کیلئے ہے، عوام کیلئے معمولی مسائل ضروری دینی کا سیکھ لینا کافی ہے،

مگر مولوی کو دس سال درس نظامی میں صرف کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، عوام کیلئے بہشتی زیور کا پڑھنا کافی ہے اور مولوی کیلئے ہدایہ اور بخاری کا پڑھنا بھی ضروری ہے اور عمر بھر کتابوں میں لگا رہنا بھی ضروری ہے، اسلئے کہ مولوی کی ذمہ داری بڑی ہے اس کیلئے مدت بھی زیادہ چاہئے، اس قسم کی چیزیں خانقاہوں میں بھی سنی ہیں کہ مولوی کیلئے معمولی مجاہدہ کافی نہیں، بہ نسبت عوام کے اسکو بہت زیادہ مجاہدہ کرنا پڑتا ہے، اس فقرہ کو بلا وجہ ہمیشہ گستاخی پر حمل کرنا بھی نہیں چاہئے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۹۰/۸/۱۷ھ

تبلیغی جماعت کی کوتاہی اور اس کا علاج

السوال: تبلیغی جماعت کے امیر نیز شرکت کرنے والے افراد اپنی چند روزہ کلمہ و نماز کی تحریکی گشت پر اتنا نازاں ہیں کہ علماءِ حقہ کی قدر تو درکنار بلکہ انکی توہین وتذلیل کرتے ہیں، اور سر بازار عوام میں کہتے ہیں یہ لوگ مدارس سے تنخواہ لیتے ہیں نذرانے وصول کرتے ہیں لیکن عوام کو صحیح معنی میں دین سکھانا تو درکنار کلمہ و نماز کی تحریک میں بھی شامل نہیں ہوتے، علماء کی مجبوریوں سے آپ اچھی طرح واقف ہونگے، علماء کثیر تعداد میں مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیتے ہیں اور مساجد کی امامت کی ذمہ داری بھی ان کا خاص مشغلہ ہے، مدارس اور مساجد، تعلیم و تبلیغ کے اہم مراکز ہیں جنہیں چند روزہ نمازی دین کی کوئی خدمت ہی تصور نہیں کرتے، علماء پر آوازیں کستے ہیں۔

تبلیغی جماعت کے امراء دینی تعلیم سے ناواقف اکثر و بیشتر قرآن کو بھی صحیح

نہیں پڑھ سکتے ، بلکہ جہلاء کی تعداد زیادہ رہتی ہے انہیں میں سے کسی معمولی اردو خواں کو امیر بنادیا جاتا ہے وہ عوام کے سامنے نیابتِ رسول کے فرائض قال اللہ وقال الرسول کے ذریعہ دو دو گھنٹے تین تین گھنٹے جھوم جھوم کر تقریریں کرتے رہتے ہیں، لیکن کوئی خوف نہیں ہوتا ، اللہ پر افتراء ہوگا ، یا رسول پر، مسائل تو قیاسی بھی ہیں،اجماعی بھی، لیکن عوام کو دین کی طرف مائل کرنے کیلئے اللہ فرماتے ہیں ، رسول فرماتے ہیں کو نہیں چھوڑ سکتے ، حالانکہ تجربہ سے ثابت ہے کہ مدارس کے طلبہ کی جب انجمنیں ہوتی ہیں اور ہمارے علماء کی جماعت انکی نگرانی کرتی ہے، تو مبتدی اور متوسط تو درکنار دورۂ حدیث کے طلبہ بھی ایک آدھ گھنٹہ صحیح نہیں بول پاتے ، مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکابرین پر ایسا ناروا حملہ محض مخالفت کی وجہ سے نہیں کرتے ہیں ورنہ عام طور پر علماء کی حجامت بنائی جارہی ہے، ہندوستان کے کونے کونے سے آپ حضرات کے کان تک یہ صدائیں پہونچی ہونگی ، ایک میری بات ہوتو ضرور شکایت ہے، لیکن جو اسکا ہیضہ ہی شروع ہوجائے تو ٹیکہ لگانا اور انجکشن دلانا لازمی ہے، لہذا دریافت طلب یہ ہے کہ علماء کی تذلیل وتوہین وطعن وتشنیع جائز ہے؟ جب کہ وہ اپنے فرائض کو انجام دینے کی وجہ سے انکی جماعت میں شریک ہونے سے مجبور ہیں .اور ہمارے اکابرین میں سے کون کون حضرات کتنے دنوں کا چلہ کر چکے ہیں ، اس سے بھی باخبر کیا جائے تاکہ تبلیغی جماعت کو عبرت ہو ، اور آوازیں برا بھلا کہنا چھوڑ دیں ، ورنہ آپ حضرات تک بھی یہ دبا پہونچ سکتی ہے . فقط

السائل : مولانا رستم علی قاسمی

صدر المدرسین مدرسہ رشیدیہ محلہ اشرف جک موضع ..... ضلع دربھنگہ

الجواب : حامداً ومصلیاً ۔ کلمہ نماز وغیرہ کو اللہ پاک کی نعمت عظیمہ تصور کرتے ہوئے شکر حق ادا کرنا تو واجب ہے کہ اس سے مزید کی توفیق ہوگی لان شکرتم لأزیدنکم الآیۃ ، لیکن اس پر ناز کر کے دوسروں کو حقیر و ذلیل سمجھنا سخت معصیت ہے کہ یہ تکبر ہے جس کی سزا جہنم ہے اللہ پاک حفاظت فرمائے ، اس تبلیغی کام کے اہم نمبروں میں سے ایک اہم نمبر 'اکرامِ مسلم' کا بھی ہے مذکورہ روش اس نمبر کے خلاف ہے، اس غلط طریقہ کو تبلیغی کام کی طرف منسوب کرنا اصل کام کو بدنام کرنا ہے ان کی پوری نگرانی کی ضرورت ہے ، کام چونکہ زیادہ پھیل چکا ہے اس لئے ہر جماعت کو عالم اس میں میسر بھی نہیں آسکتا ، جو واقعی علماء حق ہیں وہ جن مشاغل کو اختیار کئے ہوئے ہیں (تدریس، تذکیر، تصنیف وغیرہ) ان کے اوقات میں اتنی گنجائش نہیں کہ جماعتوں کے ساتھ جائیں اور ہر جماعت کی امارت کے فرائض انجام دیں ، اور جو علماء نام کے علماء ہیں کہ محض فارغ ہوگئے ، نہ ان کو صحیح تذکیر و وعظ کا سلیقہ ہے نہ تصنیف و تالیف کی صلاحیت رکھتے ہیں ، نہ تدریس کے اہل ہیں ان سے توقع ہی کیا کی جاسکتی ہے کہ وہ اصلاح کریں گے ، کتابوں کی عبارتیں بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے ، آیات وروایات ومسائل کا تو پوچھنا ہی کیا ہے اس مجبوری کی وجہ سے جماعت ہی میں سے کسی کو امیر بنادیا جاتا ہے پھر جماعتوں کو مقید کر دیا جاتا ہے کہ وہ چھ نمبروں سے زائد بات نہ کہیں ، جو مستقل وعظ کی شکل میں ہوجائے ،اگر کچھ کہنا ہو تو زبانی نہ کہیں بلکہ کتاب سنادیں تاکہ ان کی اپنی ذمہ داری کچھ نہ رہے، پھر جو شخص اس میں زیادہ محنت کرتا ہے حق تعالی کی طرف سے اس کو ملتا بھی ہے چنانچہ بعض ایسے آدمی بھی ہیں جو جماعت میں کام کرنے اور اصول کی پابندی

کی وجہ سے کئی کئی گھنٹے تقریر کرتے ہیں اور ان کی تقریر صحیح ہوتی ہے مگر جماعتوں کے تناسب سے ایسے آدمی خال خال ہیں، جو لوگ آیات واحادیث بکثرت بیان کرتے ہیں اگر انکا مقصود فقہی اجتہادی مسائل کا استخفاف ہے (معاذ اللہ) تو نہایت خطرناک پہلو ہے اسکا پوری طرح سدِ باب ضروری ہے اگر انکا مقصود یہ ہے کہ فقہی اجتہادی مسائل میں ائمہ کا اختلاف بھی ہوتا ہے مفتی بہ اور غیر مفتی بہ، راجح و مرجوح اقوال بھی ہوتے ہیں، اور صورتِ مسئلہ کچھ بھی بدل جائے تو حکم بدل جاتا ہے نیز مسائل میں قیود وشروط بھی ہوتے ہیں جو پورے طور پر مستحضر نہیں ہوتے اسلئے ایسے مسائل کا بیان فرمانا علماء حق ہی کا منصب ہے، اسلئے تبلیغی جماعت کے عام لوگ ان مسائل کو بیان نہیں کرتے، تو یہ پہلو قابلِ قدر اور لائقِ تحسین ہے، تبلیغی جماعت کے اصول میں سے ہے کہ جو حضرات علماء ومشائخ دینی مشاغل ہی میں لگے ہوئے ہیں انکو باہر نکلنے کی دعوت ہرگز نہ دیجائے جیسا کہ 'چھ باتیں' میں تصریح ہے۔

البتہ اس کام کو پسند کرنے والے اور بغیر چلہ ہی کے وقتاً فوقتاً اس میں شرکت کرنے والے بہت علماء ہیں، حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی سوانح میں بہت تفصیل ملیگی، خود یہاں دار العلوم دیوبند کے صدر مہتمم حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ نے میرے سامنے فرمایا: کہ میں بھی چلہ میں جاتا مگر وقت میں گنجائش نہیں۔

اور اپنے سامنے طلباء کی زمانہ تعطیل میں جانے کیلئے کوشش فرمائی، اور چلہ کو بہت اہمیت دی، جہاں جہاں جماعت جائے وہاں کے علماء کرام نگرانی فرما کر غلطیوں پر تنبیہ فرمائیں، انشاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا۔ فقط حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند

موجودہ تبلیغ کا شرعی ثبوت

آج کل جو تبلیغی جماعت کام کررہی ہے اس جماعت کا طریقہ یہ ہے کہ اسمیں ایک امیر جماعت، متکلم اور رہبر مقرر کئے جاتے ہیں امیر کے ماتحت جماعت قریہ بقریہ، شہر بشہر کام کررہی ہے یہ طریقہ پیغمبر ﷺ کے زمانہ میں یا صحابہ کے زمانہ میں تھا یا نہیں، اگر اس زمانہ میں یہ طریقہ تبلیغ موجودہ زمانہ کی تبلیغ کے مطابق نہ ہوتو یہ کام جو نیا ایجاد کیا گیا ہے کس امر میں داخل ہے یعنی بدعت ہے یا بدعت حسنہ؟ معلوم کریں آیا ہم لوگوں کو صرف امتِ مسلمہ ہی کو اسلام کی تبلیغ کرنا چاہئے یا غیر اقوام میں بھی اسلام کی تبلیغ کرنا لازم ہے یا نہیں؟

الجواب: نفسِ تبلیغ کا حکم تو کتاب وسنت میں موجود ہے اور ہر زمانہ میں اس پر عمل بھی ہوتا رہا، البتہ ہر زمانہ کے حالات کے اعتبار سے اللہ تعالی اپنے مخصوص بندوں کے قلوب میں مفید طریقے القاء فرماتے رہے ہیں، حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ہفتہ میں ایک یا دو دفعہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے پاس لوگ جمع ہوتے اور وہ احادیث سناتے، مسائل بتایا کرتے تھے، حضرت ابو ہریرہؓ ہفتہ میں ایک دفعہ مسجدِ نبوی میں منبر کے قریب کھڑے ہوکر احادیث سنایا کرتے تھے، حضرت تمیم داریؓ ہر جمعہ کو خطبہ شروع ہونے سے پہلے احادیث سنایا کرتے تھے، حضرت عبادہؓ، ابو الدرداءؓ بھی مستقلاً تبلیغ کرتے تھے، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کوفہ سے حضرت عمرؓ کے پاس خط لکھا کہ عبد اللہ بن مسعودؓ کو یہاں بھیجد یجئے تبلیغ کے لئے، اس پر حضرت عمرؓ نے بھیجا تو عبد اللہ بن مسعودؓ ڈیڑھ ہزار کے قریب

اپنے تلامذہ کو لے کر تشریف لے گئے پھر ایک وقت آیا کہ احادیث کو لکھا گیا، اور کتابی شکل دی گئی، جگہ جگہ حدیث سنانے کے حلقے ہوتے تھے، بعض محدثین کے حلقہ میں ایک لاکھ یا اس سے بھی زائدہ آدمی موجود رہتے تھے (یہ سب مخاطبین مسلمان ہی تھے) پھر ایک وقت آیا کہ مشائخ نے تصوف اور توجہ باطن کے ذریعہ تبلیغ کی، علماء نے مدارس قائم کئے، واعظین نے وعظ کہے، غرض یہ امت کسی وقت بھی مجموعی حیثیت سے نفسِ تبلیغ سے کلیۃً غافل نہیں رہی اور ہر ہر طریقۂ تبلیغ نہایت مؤثر ومفید ثابت ہوا، ان میں کوئی طریقہ غلط نہیں آج کے دور میں تبلیغی جماعت کا طریقہ اصول کی پابندی کے ساتھ نہایت مؤثر ومفید ہے، جسطرح مدارس کے عمل کو نیا طریقہ کہہ کر غلط نہیں کہا جاسکتا اسی طرح تبلیغ کے اس طریقہ کو نیا طریقہ کہہ کر غلط نہیں کہا جاسکتا، مسلمان کا اپنے اسلام میں پختہ ہونا لازم ہے، پھر اسکی غیر مسلموں میں بھی فی الجملہ تبلیغ ہوتی ہے، ورنہ اندیشہ ہے کہ وہ خود ہی اس طرف مائل ہوجائے، موجودہ جملہ طرق تبلیغ سے غیر مسلموں میں بھی فی الجملہ تبلیغ ہوتی ہے اور مستقلاً بھی ان میں تبلیغ کی ضرورت ہے اور اسکا سلسلہ بھی جاری ہے .....' فقط حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۱/۵/۹ھ

تبلیغی چلہ وغیرہ کا اور مسجد میں اعتکاف کرنے کا مأخذ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاستفتاء : علماء اہل سنت والجماعۃ مسائلِ ذیل میں کیا فرماتے ہیں:

الف : متعارف تبلیغی جماعت کا اصولِ شریعت کے مطابق کیا حکم ہے.

ب : جماعت میں جو چلہ ہوتا ہے دین میں اس کی کوئی اصل ہے۔
ج : ان مبلغین کی عادت نفلی اعتکاف کر کے مساجد میں رات گزارنے، کھانے پینے کی ہے کیا اسکی گنجائش ہے یا یہ حرام ہے؟
د : جو جماعتِ مذکورہ کی بالکلیہ تکفیر کرے حتی کہ اسکے معاونین اور بانیین کی بھی اسکا کیا حکم ہے؟ فقط توجروا عند الله

(۱) المستفتی عبد الجبار ۷۷/۲/۳ء (۲) محمد نظام الدین عفا عنه

(۳) بنده محمد مفیض الله عفا عنه

باسمه سبحانه وتعالی

الجواب وبیده ازمة الحق والصواب

دین کا سیکھنا سکھانا اور اس پر عمل کرنا فرض ہے، دین سیکھنے کے لئے جس کو سہولت ہے کہ مدارسِ دینی میں داخل ہوکر با قاعدہ پورا نصاب پڑھے تو وہ یہی صورت اختیار کرلے، جس کے پاس اتنا وقت نہیں یا اتنی مالی وسعت نہیں یا عمر زائد ہوچکی ہے یا حافظہ وذہن ایسا نہیں تو خواہ وہ خود آہستہ آہستہ اہلِ دین سے زبانی سیکھے یا کتاب کے ذریعہ سیکھے یا اہلِ دین کی تقریر سے سیکھے، غرض جو صورت اس کے قابو کی ہو اس کو اختیار کرے، اس مقصد کیلئے تبلیغی جماعتیں نکلتی ہیں، دہلی نظام الدین بڑا مرکز ہے، ان جماعتوں میں ان پڑھ، کاشتکار، مزدور، تاجر، ملازمت پیشہ، اہلِ صنعت، کارخانہ دار، اہلِ علم، گریجویٹ، ہر طبقہ کے لوگ ہوتے ہیں، اپنے مصارف سے سفر کرتے ہیں، کوئی ایک دن کے لئے نکلا، کوئی دو دن کیلئے، تین دن، دس دن، بیس دن، چالیس دن، چار مہینے، سال بھر، تین سال کیلئے، جس

کو جتنا وقت ملا وہ نکلا ہر فرد اپنے بڑے سے سیکھتا ہے اور چھوٹے کو سکھاتا ہے کسی نے کلمہ سیکھا، کسی نے نماز سیکھی، کسی نے قرآن کی سورتیں سیکھیں، کسی نے ترجمہ و مطلب سیکھا، کسی نے حدیثیں سیکھیں، پھر یہ لوگ گشت کیلئے نکلتے ہیں، اور اپنے بھائیوں کے پاس جاکر نہایت ہمدردی ودلسوزی سے ان کی خوش آمد کر کے ان کو مسجد لاتے ہیں دین کی اہمیت بتلاتے ہیں، نماز کی طرف توجہ دلاتے ہیں، کوئی وضو کراتا ہے، کوئی الحمد یاد کراتا ہے، کوئی قل ہو اللہ احد یاد کراتا ہے، کوئی تشہد یاد کراتا ہے، مسجد میں عموماً رات گزارتے ہیں، اعتکاف کی نیت کرتے ہیں، نوافل پڑھتے ہیں، تہجد کا سب کو عادی بناتے ہیں، دعا میں روتے ہیں، پیدل سفر کرتے ہیں، گاؤں در گاؤں پھرتے ہیں، بس اور ٹرین سے بھی سفر کرتے ہیں، ہر جگہ اپنا مشغلہ (سیکھنا سکھانا) جاری رکھتے ہیں، جہازوں میں بھی، حجاج میں بھی کام کرتے ہیں، بندرگاہ پر، جدہ میں، مکہ مکرمہ میں، منیٰ میں، عرفات میں، مدینہ منورہ میں سب جگہ یہ جماعتیں کام کرتی ہیں، بیرون ہند، دیگر ممالک، اسلامیہ وغیر اسلامیہ میں بھی جاتی ہیں ان جماعتوں کی مساعی سے بہت بڑی تعداد نے پورا علمِ دین حاصل کیا، بہت بڑی تعداد نمازی بن گئی، روزہ رکھنے لگی، باقاعدہ زکوۃ دینے لگی، صحیح طریقہ پر حج ادا کرنے لگی، اس جماعت کی بدولت بہت سی بدعات ختم ہوگئیں، سنت پر لوگوں نے عمل شروع کردیا، بہت سے ان پڑھوں کو دیکھا ہزاروں حدیثوں کے مطالب ان کو یاد ہوگئے، عالم نہ ہونے کے باوجود انکی طویل طویل تقریر و گفتگو میں حدیث شریف کے مضامین ہوتے ہیں، صحیح بخاری شریف میں مذکور ہے کہ نطفہ رحم میں چالیس روز گزرنے پر علقہ بنتا ہے، پھر چالیس روز گذرنے

پر مضغہ بنتا ہے، پھر چالیس روز گذرنے پر اس کی روزی، عمر وغیرہ لکھدی جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ تبدیلی طبیعت میں چلہ کو بڑا دخل ہے، نیز چالیس روز نماز میں جماعت کے ساتھ مکمل طور پر ادا کرنے سے نار ونفاق سے براءت کی بشارت بھی وارد ہوئی ہے، اور چالیس روز تک مسلسل عمل کرنے پر علم عطا ہونے کی بھی بشارت ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ شادی سے قبل مسجد میں سویا کرتے تھے، معتکف کیلئے کھانے پینے اور سونے کی فقہاء نے اجازت دی ہے، اس جماعت کو چھ نمبر یاد کرائے جاتے ہیں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کے الفاظ کو صحیح یاد کریں اس کا ترجمہ سیکھیں، اس کا مطلب وضاحت سے سمجھیں، اسکے مطالبہ کو پورا کریں، نماز، علم وذکر، اکرام مسلم، تصحیح نیت، ترک مالایعنی، ان جملہ امور کو سمجھنے، ذہن نشین کرنے، عمل کی مشق کرنے اور دوسرے بھائیوں تک پہنچانے کیلئے جماعتیں نکلتی ہیں کیونکہ اپنی جگہ اور اپنے مشاغل زراعت وحرفت وغیرہ میں رہتے ہوئے ان امور کی تکمیل دشوار ہوتی ہے، اس طرح جماعت بنا کر نکلنے میں نا موافق لوگوں کے اخلاق و افعال پر صبر وتحمل، رفقاء کیلئے ایثار وہمدردی، عامۂ مخلوق کیلئے خیر خواہی واحسان، بڑوں کا اعزاز واحترام چھوٹوں پر شفقت ومہربانی، امیر کی اطاعت وفرمانبرداری، ماتحتوں کی نگرانی وغمگساری، باہمی مشورہ کی اہمیت وعادت وغیرہ بے شمار اخلاق وتعلیمات نبویہ کی آہستہ آہستہ مشق ہو جاتی ہے، اور رفتہ رفتہ تمام دین کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق ہوتی ہے، اور دین کی خاطر سر کھپانے، محنت کرنے کا جذبہ مستحکم ہوتا ہے، ایسی جماعتوں اور ان کے بانیوں کو کافر کہنا نہایت خطرناک ہے جو لوگ ان کو کافر کہتے ہیں وہ اپنے ایمان کی فکر کریں، کیونکہ حدیث شریف میں

مذکور ہے کہ جو شخص کسی کو کافر کہتا ہے حالانکہ وہ کافر نہیں ہے تو ان کو کافر کہنے کا وبال اسی کافر کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے۔

(۱)۔ عن عبد الله رضی الله عنه قال حدثنا رسول الله ﷺ وهو الصادق المصدوق أن أحدكم يجمع فی بطون امه أربعين يوماً ثم علقة مثل ذلک ثم يكون مضغة مثل ذلک ثم يبعث الله ملكاً فيؤمر بأربع : برزقه وأجله وشقی أو سعيد. الحديث (صحيح البخاری ۹۷۶)

(۲)۔ انسؓ رفعه أربعين يوماً فی جماعة لم تفته التكبيرة الأولى كتب الله له براء تين : براءة من النار، وبراءة من النفاق . ترمذی (جمع الفوائد ۲/۲۳۴)

(۳)۔ من أخلص لله أربعين يوماً ظهرت ينابيع الحكمة من قلبه على لسانه. (رواه ابو نعيم بسند ضعيف عن أبی ايوب كشف الخفاء ۲/۲۳۴)

ترجمہ: (۱)۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا۔ اور آپ صادق ومصدوق ہیں۔ کہ تم میں سے ہر ایک اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس روز تک نطفہ رہتا ہے پھر اسی طرح چالیس روز تک علقہ کی صورت میں رہتا ہے، پھر اللہ تعالی ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے جس کو چار چیزوں کے لکھنے کا حکم ہوتا ہے: رزق کا، اور موت کا، اور اس بات کا کہ وہ بد بخت ہوگا یا نیک بخت. الحدیث (بخاری ۹۷۶)

(۲)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ جس نے چالیس روز تک نماز با جماعت اس طرح ادا کی کہ تکبیرِ اولی بھی فوت نہ ہوئی ہو تو اللہ اس کے لئے دو برائتیں لکھدیتے ہیں، ایک براءت آگ سے، ایک نفاق سے۔ (ترمذی، جمع الفوائد ۱/۲۳۴)

(۳)۔ جس شخص نے چالیس روز تک اللہ تعالی کے لئے اخلاص کا معاملہ کیا تو اس کے دل سے

باب نوم الرجل فی المسجد.

(۴) ۔ وقال ابو قلابة عن انس بن مالکؓ قدم رهط من عکل علی النبی ﷺ وکانوا فی الصفة وقال عبد الرحمن بن ابی بکرؓ کان اصحاب الصفة الفقراء ..... اخبرنی عبد الله بن عمرؓ أنه کان ینام وهو شاب اعزب لا أهل له فی مسجد النبی ﷺ. (رواه البخاری ص ٦٣)

(۵)۔ عن سهل بن سعدؓ قال جاء رسول الله ﷺ بیت فاطمة فلم یجد علیاً فی البیت فقال: این ابن عمک، قالت: کان بینی وبینه شیء فغاضبنی فخرج فلم یقل عندی فقال رسول الله ﷺ لإنسان انظر این هو؟ فجاء فقال یا رسول الله ﷺ هو فی المسجد راقد، فجاء رسول

اس کی زبان پر حکمت کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں.

(۴) ۔ حضرت ابو قلابہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: کہ عکل کے کچھ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور وہ اصحاب صفہ میں سے تھے ۔اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے فرمایا: کہ اصحاب صفہ فقراء میں سے تھے ۔ خبر دی مجھ کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ وہ مسجدِ نبوی ﷺ میں سویا کرتے تھے اور وہ بے شادی شدہ جوان تھے ،ان کے اہل وعیال نہ تھے۔ (بخاری شریف ص٦٣)

(۵) ۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہیں پایا، آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے ابن عم کہاں ہیں حضرت فاطمہ نے عرض کیا کہ میری ان کی کچھ بات ہوگئی وہ مجھ پر غصہ ہوئے ،اور یہاں سے چلے گئے ،اور میرے پاس قیلولہ نہیں کیا ،رسول اللہ ﷺ نے کسی سے فرمایا کہ دیکھنا وہ کہاں ہیں وہ صاحب آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

الله ﷺ وهو مضطجع قد سقط رداءه عن شقه و أصابه تراب فجعل رسول الله ﷺ يمسحه عنه ويقول : قم يا أبا تراب قم يا أبا تراب ....،
(رواه البخاری ص٦٣)

(٦) ۔ عن أبی هريرة رضی الله عنه قال : لقد رأيت سبعين من أصحاب الصفة ما منهم رجل عليه رداء ، إما إزار وإما كساء ، قد ربطوا فی أعناقهم ، فمنها ما يبلغ نصف الساقين ، و منها ما يبلغ الكعبين ، فيجمعه بيده كراهية أن ترى عورته . (بخاری شريف ٦٣)

(٧) ۔ وخص المعتكف بأكل وشرب ونوم اھ (در مختار) ... ای فی المسجد ، يكره النوم والأكل فی المسجد لغير المعتكف، و إذا أراد ذلك ينبغی أن ينوی الإعتكاف فيدخل فيذكر الله بقدر ما نوی اويصلی ثم يفعل ما شاء اھ (رد المحتار ٢/ ١٣٤)

وہ تو مسجد میں سو رہے ہیں ، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور وہ لیٹے ہوئے تھے ان کی ایک طرف سے چادر ہٹی ہوئی تھی ، اور اس حصہ کو مٹی لگ گئی تھی رسول اللہ ﷺ ان کے اوپر سے مٹی صاف کرنے لگے اور آپ یہ فرما رہے تھے اے ابوتراب اٹھ ، اے ابوتراب اٹھ ۔ (ایضاً)

(٦) ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا ان میں سے کسی آدمی کے پاس چادر نہیں تھی یا تو ازار ہوتا تھا یا اور کوئی کپڑا ، وہ اپنی گردنوں میں اسکو باندھ لیا کرتے تھے ، بعض کپڑا ان کی آدھی پنڈلیوں تک اور بعض ٹخنوں تک پہونچتا تھا، تو پھر ستر کھل جانے کے اندیشہ سے اسکو اپنے ہاتھ سے روکے رہا کرتے تھے ۔

(٧) ۔ معتکف کیلئے کھانا پینا خاص ہے یعنی مسجد میں ، غیر معتکف کیلئے مسجد میں سونا اور کھانا مکروہ ہے ، اور کوئی ایسا کرنا چاہے تو اس کیلئے مناسب یہ ہے کہ وہ اعتکاف کی نیت کرلے ،

(۸) ۔ عن أبی ذر رضی اللہ عنہ أنه سمع النبیﷺ یقول : لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیه بالکفر إلا إرتدت علیه إن لم یکن صاحبه کذلک اھ (بخاری شریف ۸۹۳) ....

فقط واللہ سبحانہ تعالی اعلم حررہ العبد محمود غفر لہ دار العلوم دیوبند

کیا تبلیغ نبیوں والا کام ہے

سوال: آنجناب کو بخوبی علم ہوگا کہ مدتِ مدید سے تبلیغی جماعت کے نام سے ایک جماعت ہندوستان اور بیرونِ ہندوستان میں تبلیغ کا کام کررہی ہے اوراب تو اسکا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جارہا ہے بفضلہٖ تعالی، غالبًا شاید ہی دنیا کا کوئی ایسا گوشہ ہوگا جہاں یہ کام نہ ہورہا ہو، بفضلہٖ تعالی احقر کا بھی بارہا اس سلسلہ میں کئی مقامات پر جانا ہوا مگر عینی مشاہدہ ہوا ہے کہ جن لوگوں کو تبلیغی جماعت سے وابستگی کو ۲۰/۲۰/۲۵/۲۵ سال ہوگئے ان کے اندر نماز جیسی اہم ترین عبادت کے آداب ولوازمات خشوع وخضوع کی بات ذرا نہیں پائی گئی ان کا محور صرف چھ نمبر ہیں جو کہ زبانی سنا دیئے جاتے ہیں اور لوگوں سے اصرار کیا جاتا ہے کہ تم بھی زبانی یاد کرو اور عملی طور پر بس.

پھر مسجد میں داخل ہو، اللہ تعالی کا ذکر کرے یا نماز پڑھے پھر جو چاہے کرے.

(۸)۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی آدمی کسی کو فسق کی تہمت نہیں لگاتا اور نہ کفر کی تہمت لگاتا مگر وہ تہمت اسی پر واپس لوٹ آتی ہے اگر تہمت لگایا ہوا اسکے لائق نہیں ہوتا.

اور ایک خاص بات یہ کہ یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ نبیوں والا کام ہے، کیا اس طریقہ پر حضور اقدس ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے تبلیغ کا کام کیا ہے؟ اگر ایسا ہے جیسا کہ یہ لوگ فرماتے ہیں تو ہمارے اسلاف کرام، علماء سابقین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اس طریقہ تبلیغ کے تارک رہے ہیں، اور تارکِ سنت محمدیہ ﷺ بھی رہے اور ایسا ہونا بعید از فہم اور ناممکن ہے، براہِ کرم جواب بالتفصیل دیجئے کہ کیا واقعی یہ نبیوں والا کام ہے؟ فقط والسلام المستفتی خادم العلماء پر معاصی اشفاق الرحمٰن

الجواب : حامداً ومصلیاً

چھ نمبروں کو زبانی سنادینے اور دوسروں کو یاد کرادینے پر کفایت کرلینا اور بقیہ اعمال وافعال سے صرف نظر کرنا بڑی کوتاہی ہے، تبلیغ کا مقصد یہیں تک محدود نہیں، ہرعملِ صالح میں اخلاص پیدا کرنا ضروری ہے جوکہ تمام اعمال صالحہ کی جان ہے، اعمالِ صالحہ کا سیکھنا بھی ضروری ہے ان پر پابندی بھی ضروری ہے، ان میں اخلاص کی کوشش بھی ضروری ہے، بہت سے اللہ کے بندوں کو یہ دولت بھی نصیب ہوجاتی ہے جو محروم رہتے ہیں وہ اپنی کوتاہی کی بناء پر محروم رہتے ہیں ان کو اس طرف توجہ اور محنت کی ضرورت ہے ان شاء اللہ تعالی وہ بھی محروم نہیں رہیں گے، ان چھ نمبروں کی کوشش کے ساتھ دیگر امور ضروریہ کی طرف بھی ان کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ ان کے ساتھ تشریف لیجاتے ہی ہیں آپ ان کو متوجہ کیا کریں اس طرح دیگر اخلاص والے جائیں تو وہ بھی متوجہ کیا کریں، جو شخص شـــــریک کار ہوتا ہے اسکی بات زیادہ مؤثر ہوتی ہے، خدانے چاہا تو آپکا اجر بہت زیادہ ہوجائیگا، جتنے آدمیوں میں

آپکی کوشش سے اخلاص، خشوع، خضوع پیدا ہوگا وہ آپکے نامۂ اعمال میں لکھا جائیگا، ہر جماعت کے امیر کو اگر توجہ دلائی جائے کہ وہ بار بار تنبیہ کرتے رہا کریں تو جلد نفع کی توقع ہے۔

انبیاء علیہم السلام عموماً اور ہمارے آقاءِ نامدار حضرت رسولِ کریم ﷺ خصوصاً معلم بنا کر بھیجے گئے، اور دین سیکھنے اور سکھلانے کی ذمہ داری سب پر ڈالی گئی، پھر اسکے طریقے مختلف رہے شروع میں نہ آج کل کی طرح مدارس تھے، نہ خانقاہیں تھیں، نہ کتابیں تصنیف کرنے کا سلسلہ تھا، نہ وعظ و تقریر کے جلسے ہوتے تھے، نہ انجمنیں بنانے کا دستور تھا بلکہ زبانی ہی سیکھنے سکھانے کا عموماً معمول تھا، اصحابِ صفہ نے بھی اسی طرح سیکھا اور جہاں جہاں آدمی بھیجے گئے مثلاً حضرت ابو الدرداء، حضرت عبادۃ، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سب اسی طرح سکھاتے تھے، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی درخواست پر حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو کوفہ بھیجا وہ ڈیڑھ ہزار آدمیوں کی بڑی جماعت کو ساتھ لیکر گئے، اور تمام علاقۂ کوفہ میں دین سکھانے کا انتظام فرمایا، پھر احادیث جمع کرنے اور سیکھنے کا رواج ہوگیا، تو انکے ذریعہ سے دین سیکھا گیا، پھر مدارس قائم کئے گئے انکے ذریعہ سے سیکھا گیا، اور اس جیسے طریقے سب جائز ہیں اور مفید ثابت ہوئے، لیکن اول اول جو طریقہ تھا وہ بلا کتاب کے ہی تھا، اور ہر زمانہ میں بلا کتاب ہی سیکھنے سکھانے کا دستور باقی رہا اگرچہ قرونِ اولی کی طرح نہیں تھا مگر فنا کبھی نہیں ہوا، اب تبلیغی جماعت کی مساعی سے اللہ پاک نے پھر اس طریقہ کو رواجِ عام دیدیا۔

لہذا یہ کہنا بھی درست ہے کہ یہ نبیوں والا کام ہے یعنی بغیر مدرسہ و کتاب

زبانی دین سیکھنے اور سکھانے کی کوشش کرنا، اور اپنی زندگی کو اس کیلئے وقف کردینا طریقۂ انبیاء ہے مگر دین سیکھنے کے جو دوسرے طریقے ہیں ان کو نا جائز کہنا جائز نہیں اور اصولِ تبلیغ کے بھی خلاف ہے اس سے پورا پرہیز لازم ہے اور ہر مسلم کا اکرام اور علمی اور دینی خدمت کرنے والوں کا اکرام بھی لازم ہے۔ فقط

واللہ الموفق لما یحب ویرضی حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۴/ ۹۰ھ

تبلیغی جماعت سے مولانا احتشام الحسن صاحبؒ کا اختلاف

جہاد فی سبیل اللہ کی تشریح

سوال : مکرمی محترمی جناب حضرت قبلہ مفتی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

واضح ہو کہ جناب کا تحریر کردہ ملفوف بنام جناب اشفاق الرحمٰن موصول ہوا اور احقر نے بھی اس کا مطالعہ کیا بڑی مسرت ہوئی، مگر احقر کو کچھ اشکال تھا اس لئے یہ تحریر کرنے پر مجبور ہوا، آنجناب نے تحریر فرمایا ہے کہ تبلیغ والوں کا یہ کہنا بھی بجا اور درست ہے کہ یہ نبیوں والا کام ہے اور اس کی وجہ بھی جناب والا نے تحریر کی ہے اول تو وہ حضرات اس توجیہ سے خالی ہیں بلکہ وہ حضرات اس کو حقیقت پر محمول کرتے ہیں لیکن آپ نے حسنِ ظن رکھتے ہوئے توجیہ فرمائی ہے، تو آپ ہی فرمائیں کیا ادنی مناسبت سے کلی پر حکم لگایا جاسکتا ہے اگر زید گوشت آگ پر سینک کر کھائے اور کہے کہ یہ نبیوں والا کام ہے تو آیا یہ درست ہوگا؟ اگرچہ یہ ایک بعید مثال ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک ہوتی ہے عقیدہ کی غلطی اور دوسری عمل کی غلطی ، میں سمجھتا ہوں عملی غلطی بہتر ہے عقیدہ کی غلطی سے ، یہ حضرات بے شک عملی غلطی کی اصلاح کرتے ہیں مگر اس میں عقیدہ کی غلطی ضرور پیدا ہوجاتی ہے جو زیادہ مضر ہے ، اول یہ کہ مستحب کو فرض سمجھتے ہیں ، فضائل جہاد کو محمول کرتے ہیں فضائل تبلیغ پر ، آپ کی توجیہ سے زیادہ سے زیادہ استحباب کا درجہ دیا جاسکتا ہے مگر وہ حضرات سنتِ مؤکدہ کا درجہ دیتے ہیں ، یہی وجہ ہے کہ وہ تارکِ تبلیغ کو مبغوض اور تارکِ سنت کہتے ہیں ، اگر یہ سنت ہے تو کیا تمام علماء کرام خود زیادہ گنہگار ہیں اور کیا انہوں نے کتمانِ علم کیا اور قیامت میں جواب دہ ہونگے ؟

احقر نے جمعہ ایڈیشن میں پڑھا تھا کہ حضرت مولانا محمد طیب صاحب نے فرمایا کہ بعض لوگ تبلیغ کے نام پر کچھ دین کا کام کررہے ہیں مگر وہ تبلیغ نہیں ہے تحریف ہے ، اور حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی نے فرمایا (جو حضرت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ ہیں) نظام الدین کی موجودہ تبلیغ نہ قرآن وحدیث کے موافق اور نہ علماء حق اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مسلک کے مطابق ، بلکہ آگے فرماتے ہیں : بے انتہا اصولوں کے بعد جو کام حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے سامنے بدعتِ حسنہ کی حیثیت رکھتا تھا اب بے انتہا بے اصولیوں کے باوجود اس کو بدعتِ حسنہ بھی نہیں کہا جاسکتا ہے نام کتاب 'بندگی کی صراطِ مستقیم' .

امید کہ جناب والا بلا رو رعایت کے جواب قرآن وحدیث کے موافق عنایت فرماکر شکریہ کا موقعہ دیں گے ، قل الحق ولو کان مراً. فقط و السلام

محتاج دعاء وخاکپائے بزرگاں مولوی محمد حارث دہلوی خطیب مسجد املی والی

۱۰۴ گلی مسجد تہور خاں، نیا بانس، شہر دہلی

الجواب: محترمی زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے جس بے تکلفی سے اپنا اشکال تحریر فرمایا اس سے بہت مسرت ہوئی، دین کے جس کام یا جس مسئلہ میں بھی شبہ پیدا ہو اس کو ضرور حل کرنا چاہئے، دل میں نہیں رکھنا چاہئے، اگر نفس الامر میں وہ مسئلہ غلط چل رہا ہے تو اصلاح کیجائیگی اگر اپنی سمجھ میں غلطی ہے تو اس کی اصلاح ہوجائے گی یعنی غلط روی اور غلط فہمی دونوں ہی کی اصلاح ضروری ہے۔

احقر نے اس کام کو نبیوں والا کام قرار دینے کی جو توجیہ کی ہے اس پر آپکا اشکال ہے (گوشت آگ پر سینک کر کھانا بھی نبیوں والا کام ہے) اسکا جواب بغیر رو رعایت کے یہ ہے کہ نبیوں نے دو قسم کے کام کئے ہیں: ایک وہ جو طبعی بشری تقاضہ کے تحت ہیں، جیسے کھانا، پینا، سونا، جاگنا، چلنا، بیٹھنا، خریدنا، فروخت کرنا وغیرہ کہ چاہے وحی آئے یا نہ آئے، نبی غیر نبی اپنی اپنی ضرورت کے مطابق یہ سب کام کرتے ہیں، ایسے کاموں کے متعلق تو نبیوں نے انکے طریقوں کی اصلاح کی ہے مثلاً فلاں فلاں چیز کا کھانا پینا درست ہے اور فلاں فلاں چیز کا کھانا پینا درست نہیں، نیز کھانے پینے کا طریقہ یہ ہے، فلاں فلاں چیز کی خرید وفروخت درست ہے اور فلاں فلاں چیز کی خرید وفروخت درست نہیں، نیز خرید وفرخت کا طریقہ یہ ہے، ایسے کاموں کے متعلق یہ نہیں کہا جائیگا کہ نبی ان کاموں کیلئے بھیجے گئے ہیں کیونکہ یہ کام تو دنیا میں پہلے ہی سے ہورہے ہیں اور سب لوگ کررہے تھے، خواہ نبی پر ایمان لائیں یا نہ لائیں، ہاں نبیوں نے

ایسے کاموں کے طرق و حدود کو متعین فرمادیا.

دوسرے کام نبیوں نے وہ کئے جن کے لئے نبی اصالۃً مبعوث ہوئے انکا خلاصہ اجمالی اور کلی طور پر یہی ہے کہ بندوں کو بندگی کی زندگی سکھائی جائے، جس کی بنیاد توحید ورسالت پر ہے یعنی کلمہ طیبہ : اسکے الفاظ سکھائے جائیں، مطلب بتایا جائے، مطالبہ سمجھایا جائے مطالبہ میں نماز، ذکر، علم، اکرام مسلم، تصحیح نیت، تفریغ وقت سب چیزیں آجائیں گی، ان پر پابندی اصول کے ساتھ محنت کی جائے تو دین کا ہر ہر دروازہ کھلتا چلا جائیگا، اور عملی مشق ہوتی چلی جائیگی، یہاں تک کہ پورے دین کے ساتھ تعلق قوی ہو جائیگا، اور جس قدر بھی دنیا میں یہ جماعتیں دین کو لے کر نکلیں گی ان کا دین پختہ ہوگا، اور دوسروں تک دین کی اشاعت ہوکر کار نبوت پورا ہوگا، درحقیقت اسی کام کیلئے انبیاء علیہم السلام کی بعثت ہوئی اور یہی نبیوں والا کام ہے، باقی کام ضمناً وطبعاً عمل میں آئے، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے اس مقصد کی خود ہی وضاحت فرمادی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں: 'ہماری جماعت کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو حضور ﷺ کا لایا ہوا دین پورا پورا سکھا دیں، یہ تو ہمارا اصل مقصد ہے، رہی قافلوں کی چلت پھرت تو یہ اس مقصد کیلئے ابتدائی ذریعہ ہے، اور کلمہ نماز کی تلقین گویا ہمارے پورے نصاب کی الف ب ت ہے ....'

مثال کے طور پر سمجھئے کہ ایک طالبعلم مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے آتا ہے تو کہا جائیگا کہ اس کا مقصد تحصیلِ علم ہے، اگرچہ وہ کھانا، پینا، سونا، جاگنا سب ہی کام کرتا ہے مگر اسکا سفر اور مدرسہ میں قیام ان کاموں کیلئے نہیں ہے یہ کام تو

وہ پہلے بھی کرتا تھا، اور ہر جگہ کرتا تھا، اور جو لوگ مدرسہ میں داخل نہیں وہ بھی یہ کام کرتے ہیں، لہذا اسکا اصل کام جس کیلئے مدرسہ میں آیا ہے، پڑھنا ہے۔

تنبیہ : اس مقصدِ عظیم (تبلیغ) نبیوں والے کام کیلئے بڑی اہلیت اور بڑے اوصاف جلیلہ کی ضرورت ہے ورنہ نا اہلیت اور پست اوصاف کی وجہ سے یہ کام نظروں سے گر جائیگا، اسی لئے حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے جب اس کام کی ابتداء میوات کے غیر تعلیم یافتہ طبقہ سے کی تو ان کو یہ ذہن نشین کرایا کہ دین سیکھنے کے لئے چلو، اپنے اپنے مکانات پر رہتے ہوئے شب و روز کے مسائل، کھیتی، لڑائی، چوری اور دیگر جرائم کی وجہ سے نہ ذہنوں میں دین سیکھنے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے نہ اس کے اسباب موجود ہیں، لہذا وقت کو فارغ کر کے اپنے کھانے کے سامان لے کر چلوں کے لئے نکلو، ایک چلہ گزار کر واپسی پر ان میں اتنا تغیر ہوگیا کہ کسی کا ایک پارہ ہوگیا، کسی نے نماز سیکھ لی، کسی کو استنجا، وضو کا صحیح طریقہ آگیا، کسی کو ستر ڈھانکنے کا اہتمام ہوگیا، کسی کو مسجد میں داخل ہونے نکلنے اور دیگر اوقات کی کچھ دعائیں یاد ہوگئیں، کسی نے گالی دینا چھوڑ دیا، کسی نے شراب اور کسی نے دوسری برائیوں سے توبہ کرلی۔ الی غیر ذلک۔

پھر دوسرے چلہ میں اور تغیر ہوا غرض حسب استعداد وطلب دین سیکھتے گئے، اور اصلاح ہوتی گئی اور کار نبوت انجام پاتا گیا، اس اعتبار سے یہ تمرین بھی ہے۔

اصول کی پابندی نہ کرنے اور اپنی حد سے بڑھ کر تقریر کرنے سے خرابیاں بھی پیدا ہوتی ہیں اور بعضوں کے ذہن میں یہ بھی آتا ہے کہ اصل کام تو ہمارا ہی ہے باقی دوسرے طریقوں پر مدارس، خانقاہیں، وعظ و تذکیر، تصنیف وغیرہ کے

ذریعہ جو دینی کام کیا جاتا ہے اس کو وہ لوگ معمولی کام بلکہ نا اہل تو حقیر کام سمجھنے لگتے ہیں، یہ انکی غلطی اور فتنہ کی چیز ہے، اہلِ علم و دانش کو انکی نگرانی اور اصلاح ضروری ہے ورنہ یہ متعدی فتنہ ہوجائیگا۔

حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب کے متعلق اتنا عرض ہے کہ یہ تبلیغ کے چھ نمبران کے ہی قلم سے لکھے گئے ہیں، اور دیر تک وہ خود بھی اس کام کو بہت جدو جہد سے کرتے رہے، انہوں نے ایک کتاب لکھی 'مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج' اس پر اکابر کے دستخط کرائے، اس میں بھی اس کام کو بہت سراہا، اور اس پر لوگوں کو ابھارا، حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کے انتقال کے بعد جو انکی سوانح لکھی گئی اس پر مولانا نے مقدمہ لکھا اور اس کام کی تعریف لکھی، مولانا نے 'بندگی کی صراطِ مستقیم' لکھی اور چھپنے سے پہلے مجھے بھی دکھائی، پھر میرے دیکھنے کے بعد جب وہ چھپ کر آئی تو اس کے اخیر میں' نہایت ضروری انتباہ' کو لوگوں نے پڑھا اور میرے پاس خطوط آئے کہ میرے نزدیک کیا یہ تبلیغ ملت کی تباہی اور بربادی کا سبب ہے اور کیا یہ قرآن وحدیث اور طریقہ سلف کے موافق نہیں وغیرہ وغیرہ ؟ تب میں نے ایک نسخہ منگا کر اس کو پڑھا اور حیرت میں پڑ گیا کہ یا اللہ اس خطرناک بات کو میری طرف منسوب کیا جارہا ہے، یہ ہوسکتا ہے کہ چالیس بیالیس سال کے بعد مولانا کی رائے بدل گئی ہو اور جس چیز کو انھوں نے مسلمانوں کے حق میں علاج تجویز کیا تھا اور اس پر قرآن کریم اور حدیث شریف اور عملِ اسلاف سے قوی دلائل پیش کئے تھے، اور اس کو اپنے لئے بہت مایۂ ناز فخر تصور کرتے تھے آج وہ چیز تباہی و بربادی بن گئی ہو یا انہوں نے اپنی پہلی رائے کو غلط سمجھا ہو اور آج محسوس ہوا ہو کہ جس

چیز کو علاج بنا کر پیش کیا تھا اور اس پر اکابر کی تصدیق بھی تھی وہ تباہی اور بربادی تھی اور جن آیات اور احادیث کو بطور دلیل پیش کیا تھا ان کے متعلق بھی آج ان کو محسوس ہوا ہو کہ ان کا مطلب وہ غلط سمجھتے تھے اور اب صحیح سمجھتے ہیں، غرض اللہ ہی کے علم میں ہے کہ حقیقتِ حال کیا ہے؟

تاہم میں نے ان کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ برائے خدا دو لفظ لکھ کر مجھے دیدیجئے یا خود شائع کردیجئے کہ محمود کی رائے اصل کتاب کے بارے میں تو موافق ہے مگر 'نہایت ضروری انتباہ' کے ذیل میں جو تبلیغی کام کو ملت کی تباہی کا ذریعہ بتایا گیا ہے یہ مضمون محمود نے نہیں دیکھا بلکہ یہ اضافہ بعد میں کیا گیا اکی رائے اس سے متفق نہیں .. مگر مولانا اس کیلئے آمادہ نہیں ہوئے، کئی بار خط لکھا مگر مولانا نے درخواست منظور نہیں فرمائی، اور اخیر میں میں نے اپنا وہ خط شائع کردیا جو انکی خدمت میں لکھا تھا اور اس میں قدرے تفصیل بھی تھی۔

ادھر حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دار العلوم دیوبند نے ان کی خدمت میں مدرسہ کے مبلغ مولانا ارشاد احمد صاحب کو بھیجا کہ اس غلط نسبت سے عوام میں غلط فہمی پھیلے گی، میری طرف اس کی نسبت نہیں ہونی چاہئے، مگر مولانا احتشام الحسن صاحب نے اس غلط فہمی کے زائل کرنے کے لئے کوئی تحریر شائع نہیں فرمائی، حالانکہ اس وقت جہاں جہاں وہ کتاب 'بندگی کی صراطِ مستقیم' پہونچی اور خوب پہونچی اس کی وجہ سے بہت فتنے پیدا ہوئے بعض جگہ کشیدگی کی نوبت بھی آئی، مولانا کے پاس بھی ان کے قدیم احباب متعارفین مولانا ابو الحسن علی ندویؒ، مولانا منظور احمد نعمانیؒ، مولانا جمیل احمد حیدرآبادی، مولانا عامر انصاری وغیرہ

کے خطوط آئے، حتی کہ حجازِ مقدس سے مولانا کے خاندانی عزیز مولانا سلیم صاحب مہتمم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے پاس سے تو بہت سخت قسم کا خط آیا جس نے مولانا کے نفسیات کو بالکل کھول کر رکھ دیا (وہ خاندانی عزیز اور بے تکلف ہیں ان کو حق ہوگا)، سب نے ہی مولانا کی اس تحریر کو نامناسب، مضر، غلط قرار دیا اور مشورہ دیا کہ آپ اس سے رجوع کرلیں، میں نے اپنا خط شائع کرنے کے لئے کانپور بھیجا وہاں اس کے ساتھ چند اکابر کے خطوط بھی شائع کردیئے گئے جس سے تبلیغ کے متعلق ان کا نظریہ معلوم ہوتا ہے اور ان سب کو ایک رسالہ کتابچہ کی شکل میں دے کر ایک پیش لفظ بھی ناشر نے لکھ دیا، اس میں مولانا احتشام الحسن صاحب کے متعلق بعض ایسے الفاظ بھی آگئے جن سے مجھے دکھ ہوا، میں نہیں چاہتا تھا کہ مولانا کے احترام کے خلاف ایسے گرے پڑے الفاظ استعمال کئے جائیں، ان کی رائے اگر بدل گئی اور مجھے ان سے اتفاق نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ان سے لڑائی کی جائے، یا ان کا احترام نہ کیا جائے، وہ کتابچہ بھی آپ کی خدمت میں ارسال ہے، آئندہ بھی جو اصلاحی مشورہ دیں گے شکر گزار ہوں گا۔

ہاں ایک بات رہ گئی وہ یہ کہ فضائل جہاد کی حدیثوں کو تبلیغ پر چسپاں کیا جاتا ہے تو یہ بات صحیح ہے اور اس کی وجہ جو عام فہم ہے وہ یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں ایک تو ہے خدا کی راہ میں دشمنانِ اسلام سے قتال کرنا، عامۃً اسی کو جہاد کہا جاتا ہے اس کی فضیلتیں مستقل ہیں اور وہ بہت ہی اعلیٰ ہیں، دوسری چیز ہے خدا کے دین کے لئے کوشش کرنا اگرچہ اس میں قتال کی نوبت نہ آئے، قرآن کریم اور حدیث شریف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی جہاد ہے، چنانچہ

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ امور دین کا علم حاصل کرنا (پڑھنا) تعلیم دین (پڑھانا) امر بالمعروف نہی عن المنکر سب جہاد ہے، اسی طرح دینی کتابیں تصنیف کرنا، مسائل بتانا، مخالفین کے اعتراض کا جواب دینا، ان سے مناظرہ کرنا بھی سب جہاد ہے، حتی کہ امام نوویؒ نے علیہ غالباً تیرہ قسمیں جہاد کی لکھی ہیں، قرآن کریم میں ہے یایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین [۱] اس آیت میں کفار اور منافقین سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے مگر منافقین سے جہاد بالسیف کی نوبت نہیں آئی، دوسری جگہ ارشاد ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا الآیۃ [۲] یہاں بھی قتال بالسیف مراد نہیں، نیز خروج فی سبیل اللہ [۳] کا لفظ بھی قتال کے ساتھ مخصوص نہیں، حضرت امام بخاریؒ نے کتاب الجہاد ص ۳۹۴ میں حدیث نقل کی ہے ما اغبرت قدما عبد فی سبیل اللہ فتمسہ النار [۴] اور اسی مضمون کی حدیث کتاب الجمعۃ ص ۱۲۴ میں بیان کی ہے من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ حرمہ اللہ علی النار [۵] اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کو قتال بالسیف کے ساتھ مخصوص کرنا درست نہیں ہے۔

دوسرے غور کیا جائے کہ قتال سے مقصود اصلی خوں ریزی نہیں بلکہ دین کا فروغ مقصود ہے اور قتال بالسیف کی وہاں نوبت پیش آتی ہے جہاں دین کے

---

[۱] اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے (بیان القرآن)

[۲] اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انکو اپنا راستہ ضرور دکھائیں گے (ایضا)

[۳] اللہ کے راستہ میں نکلنا۔

[۴] کسی بندے کے قدم اللہ کے راستہ میں غبار آلود نہیں ہوتے کہ پھر آگ اسکو چھو سکے۔

[۵] جس کے قدم اللہ کے راستہ میں غبار آلود ہوگئے اللہ نے اسکو آگ پر حرام فرمادیا۔

فروغ میں ایسی رکاوٹ پیش آجائے جو بغیر قتال بالسیف کے دور نہ ہوسکے، اسی لئے ابتداءً دین کی دعوت دیجائے اگر وہ قبول ہوجائے تو سیف کی ضرورت نہیں اگر دعوت قبول نہ ہو تو پھر جزیہ کا حکم ہے اگر اس کو منظور کرلیا جائے تب بھی سیف کی ضرورت نہیں ورنہ مجبوراً اتنی مقدار میں سیف کی ضرورت ہے کہ رکاوٹ دور ہو اور اصل مقصود (فروغ دین) حاصل ہوجائے، جو اجر وثواب وسیلہ پر ہے اس سے زیادہ اجر وثواب اصل مقصود پر ہونا بالکل ظاہر ہے۔ فقط

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود عفی عنہ

تبلیغی جماعت کے متعلق سیدی ومولائی

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی مدظلہ کا مکتوب گرامی

مولانا احتشام الحسن کاندھلویؒ کے نام

مکرم ومحترم زیدت مکارمکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوگا، باعثِ تحریر آنکہ آپ کا رسالہ 'زندگی کی صراطِ مستقیم' ملا، چھپنے سے پہلے بھی اس کا مطالعہ کیا تھا اور آپکے دیگر رسائل کی طرح اس کو بحیثیت مجموعی نافع سمجھا تھا، اختتامی دستخط کے بعد جہانتک میں نے دیکھا تھا، اب بطورِ ضمیمہ بعنوان 'نہایت ضروری تنبیہ' اضافہ کر کے اس کو شائع کیا گیا ہے، اس میں میرا نام بطورِ گواہ تصدیق پیش کیا گیا ہے جس سے یہ غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہے کہ مجھے اس ضمیمہ سے بھی اتفاق ہے، حالانکہ نہ میں نے اس کو

دیکھا تھا نہ اس وقت تک اس کو لکھا گیا تھا نہ مجھے اس سے اتفاق ہے، اس لئے اسی کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے.

حضرت اقدس مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ نے جس نہج پر نظام الدین سے تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا تھا اس سے تو آپ کو پورا اتفاق ہے کیونکہ بقولِ خود آپ اسکے روح رواں تھے اور آپکے خیال میں آپکے اب تک کے رسائل سے موجودہ تبلیغ کی حمایت مقصود نہیں، اور آپکے نزدیک حضرت کے وقت میں وہ تبلیغ بدعتِ حسنہ کے درجہ میں تھی اور اب اس میں منکرات شامل ہیں اور یہ ایک غلط چیز ہے جو دین کے نام پر پھیل رہی ہے اور اسکی وجہ سے ملت تباہی وبربادی میں مبتلا ہورہی ہے اسلئے اب یہ بدعتِ حسنہ بھی نہیں (جس کا ماحصل یہ ہے کہ یہ بدعتِ سیئہ اور بدعتِ ضلالت ہے) اب جو علماء تبلیغ میں شریک ہیں انکی ذمہ داری ہے کہ اسکو قرآن وحدیث، ائمۂ سلف اور علماء حق کے مطابق کریں (جسکا حاصل یہ ہے کہ یہ تبلیغ نہ قرآن کے مطابق ہے نہ حدیث کے نہ ائمۂ سلف کے نہ علماء حق کے).

آپ نے مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند کا نام بھی لکھا ہے کہ ان کو یہ رسالہ دیکھنے اور تصدیق کرنے کے لئے بھیجا اور آپ نے ان سے بھی اس کی صحت کا اطمینان کرلیا، حالانکہ مولانا موصوف نے سہارنپور کے بڑے تبلیغی اجتماع میں کئی گھنٹے تقریر فرمائی، اور اس موجودہ تبلیغ کے جملہ اصول کو قرآن پاک اور حدیث شریف سے مؤید ومؤکد فرمایا، اب قریب ہی مظفر نگر کے اجتماع میں انہوں نے شرکت اور تقریر فرمائی، اور یہاں دیوبند کے مقامی اجتماعات میں بھی شرکت فرماتے رہتے ہیں اور نظام الدین جانے کی ترغیب بھی دیتے ہیں اور خود اپنی خواہش

بھی ظاہر فرمائی جن لوگوں نے حضرت مہتمم صاحب کی براہِ راست تقریر سنی اور سنتے رہتے ہیں وہ آپ کے رسالہ کا یہ ضمیمہ دیکھ کر کیا رائے قائم کریں گے ؟۔

آپ اس تبلیغ کو قرآن پاک اور حدیث شریف کے خلاف فرما کر اس کو ملت کی تباہی کا ذریعہ تحریر فرما رہے ہیں اور حضرت مہتمم صاحب سے اپنے رسالہ کی صحت کا اطمینان بھی کر چکے ہیں ، اگر حضرت مہتمم صاحب اسکو قرآن پاک اور حدیث شریف کے موافق ، بے شمار رحمتوں کے نزول کا باعث اور آفات وبلیات سے حفاظت کا ذریعہ قرار دے رہے ہیں تو پھر اسکی جو زد فطرۃً پڑنی چاہئے وہ پڑ گئی آپ نے واضح طور پر یہ نہیں فرمایا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ کے وفات کے کتنے عرصہ بعد یہ تبلیغ بدعتِ حسنہ کی حد سے خارج ہو کر بدعتِ ضلالت اور ملت کی تباہی کا ذریعہ بن گئی ، کیا متصلاً ہی ایسا ہوا ؟

خدانکردہ یہ ایسی بات نہ ہو جیسی ایک گروہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد ہی چند اہلِ بیت کے سوا سب صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صراطِ مستقیم سے ہٹ گئے ، اور گمراہی میں مبتلا ہو گئے (نعوذ باللہ) لیکن وہاں تو منشاء یہ تھا کہ وہ گروہ خلافت کو بزعمِ خود حق اہلِ بیت تصور کرتا تھا اور جنکو بمشورۂ اربابِ حل وعقد خلیفہ بنایا گیا،اور باجماع خلیفہ تسلیم کیا گیا ان کو (معاذ اللہ) غاصب کہتا تھا، مگر یہاں کا تو معاملہ برعکس ہے۔

میں ابتک یہی سمجھتا رہا کہ خرابیٔ صحت کی وجہ سے آپ نے کاندھلہ مستقل قیام فرمایا اور نظام الدین کا قیام ترک کردیا اور اسی وجہ سے تبلیغی کام میں حصہ نہیں لے سکتے ، مگر اس ضمیمہ سے معلوم ہوا کہ حصہ نہ لینے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے

نزدیک یہ تبلیغ دینی کام نہیں بلکہ مخرب دین ہے مگر تعجب ہے کہ جس کام سے آپ کو گہرا تعلق تھا اور جس پر آپ نے محنت بھی کی اسکو خراب ہوتے اور اجڑتے ہوئے بیسیوں برس صبر وسکون سے کیسے دیکھتے رہے اور کوئی تحریر اس کے خلاف شائع نہیں کی اور لطف یہ کہ قوم آپ کے رسائل کو اس کا مؤید سمجھتی رہی۔

کام میں اگر خرابی آئی تھی تو اس کی اصلاح کچھ دشوار نہیں تھی حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ، حضرت حافظ فخر الدین صاحبؒ، حضرت مولانا ظفر احمد صاحب مدظلہ، حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کے متحدہ مشورہ سے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نور اللہ مرقدہ کو اس کام کا ذمہ دار بنایا گیا تھا، یہ سب حضرات ان پر مطمئن تھے اور ان کی فطری صلاحیتوں سے واقف تھے اور وہ مرحوم اپنے علو مرتبت کے باوجود عمر ورشتہ کے اعتبار سے آپ کے خورد بلکہ آپ کے پروردہ تھے ان پر آپ کا حق تھا، فہمائش سے کام نہ چلتا تو آپ قوت کے ساتھ بھی کہہ سکتے تھے، اور وہ اپنی غایتِ سعادت اور مرتبہ کی رعایت کے پیشِ نظر آپ کی بات کو ہرگز نا قابلِ التفات نہ قرار دیتے بلکہ اس پر غور فرماتے اور دلائل کی روشنی میں جو چیز قابلِ اصلاح سمجھتے وہ ضرور اصلاح فرمالیتے، وہ تو مشوروں کے بہت عادی تھے معمولی معمولی آدمیوں کے مشورہ کی بھی بہت قدر فرمایا کرتے تھے، کام سے تعلق رکھنے والے خاص کر نظام الدین کے حاضر باش سب ہی اس چیز سے واقف ہیں کہ امرھم شوری بینھم پر کس مضبوطی سے عامل تھے؟۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ کے وقت سے برابر یہ طرز چلا آرہا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم سے مشورہ ہوتا ہے اور اسی سابق طرز پر

اجتماعات، تعلیمی حلقے، علمی مذاکرے، تشکیلیں، شب گزاری، جماعتوں کی چلت پھرت، وغیرہ سب اجزاء اسی طرح جاری ہیں، اصل کام کرنے والے بڑی تعداد میں وہی ہیں جن اکابر کے مشورہ سے ان کے سر ذمہ داری عائد ہوئی تھی ان کے علاوہ حضرت مدنیؒ، مفتی کفایت اللہ صاحبؒ، حضرت مولانا عبد اللطیف صاحبؒ وغیرہم بھی برابر تائید ونصرت فرماتے رہے، کسی کو خیال نہ آیا کہ دین کے نام پر غلط چیز پھیل رہی ہے اور اس سے ملت تباہ وبرباد ہورہی ہے، کیا یہ سارے حضرات قرآن وحدیث اور سارے دین سے ناآشنا اور بے خبر تھے، پھر بھی آپ نے کبھی ان کو متنبہ نہیں کیا حالانکہ یہ خود آپ کے بھی اکابر تھے، آپ کی ذمہ داری تھی کہ اگر یہ سب اکابر غلط چیز کی تائید فرمارہے تھے تو آپ ان کو متنبہ فرماتے، آپ کے دو بھائی اس میں پوری قوت سے لگے ہوئے ہیں ان کا بھی آپ کے ذمہ حق تھا۔

غرض آپ کا علمی خاندان، نسبتی خاندان جن میں آپ کے بڑے بھائی بھی ہیں اور چھوٹے بھی ہیں یہ سب آپ کے نزدیک غلط راستہ پر چلتے رہے اور غلط چیز کو دین کے نام پر پھیلاتے اور اس کی تائید اور نصرت کرتے رہے مگر آپ نے انکو توجہ نہ دلائی، اگر آپ انکو توجہ دلاتے اور اپنی بات کو دلائل کے ساتھ پیش کرتے اور وہ بات انکے نزدیک صحیح ہوتی تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ قادیانیت، خاکساریت، مودودیت، رضاخانیت کی طرح اسکی بھی تردید نہ فرماتے، ان سب حضرات کے ایک طرف ہونے اور آپکے دوسری طرف ہونے سے شبہ ہوتا ہے کہ کبھی معاملہ برعکس ہو۔

غرض آپ کی تحریر سے سخت حیرت ہے کہ اساتذہ متحد، مشائخ متحد، مشرب متحد، مذہب متحد، تربیت متحد، پھر بھی آپ ان سب سے بعید۔

تبلیغی کام کسی خاص طبقہ کی ہی اصلاح کا ذریعہ نہیں بلکہ تمام دین کے احیاء اور تمام مسلمانوں کی اصلاح اور پختگی کا ذریعہ ہے، اور دائرہ اسلام کی بیش از بیش وسعت کا ذریعہ ہے اور دیگر اقوام کے مطالعہ کا ذریعہ ہے کہ جو غلط چیزیں، غلط ماحول، اور جہالت کی وجہ سے لوگوں میں پھیل گئی ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، چونکہ یہ کام بہت عمومی حیثیت رکھتا ہے ہر قسم کے آدمی اس میں آتے اور کام کرتے ہیں اور ہر ایک کی اصلاح اس کے حوصلہ کے موافق ہوتی ہے اس لئے بے علم اور باعلم، ذہین اور غبی، نئے اور پرانے، تجربہ کار اور بے تجربہ، متقی اور غیر متقی، ذاکر اور غافل، نستعلیق اور شکستہ، شہری اور دیہاتی، شستہ زبان اور اکھڑ سب کو تنقید کرتے وقت ایک معیار پر جانچنا اور ایک وزن سے تولنا صحیح نہیں، بلکہ اصولاً غلط ہے، کسی سے اگر کوتاہی ہوجائے، تو اس کو اصول نہیں قرار دیا جاسکتا بلکہ اصلاح کی طرف متوجہ کیا جائیگا۔

آپ کی اس تحریر سے ان شاء اللہ کام کرنے والوں کے بددل ہوجانے کا اندیشہ تو نہیں کیونکہ ان میں جو اہلِ علم ہیں وہ دلائلِ حقہ کی روشنی میں علی وجہ البصیرت کام کررہے ہیں، آپ کی مجمل تحریر سے ان کے دلائل میں اضمحلال پیدا نہیں ہوگا، اور جو بے علم ہیں وہ اپنی عملی اور اخلاقی حالت کو بہتر سے بہتر ترقی پر دیکھتے ہیں اور ان کے ایمان میں قوت پیدا ہوتی ہے، جس سے یقین میں پختگی آتی ہے اور اللہ پاک کی رحمتیں ان پر نازل ہوتی ہیں، بے علم ہونے کے باوجود ان کو یہ چیزیں روزانہ زیادہ سے زیادہ اس کام پر مستعد کرتی ہیں۔

لیکن یہ اندیشہ ضرور ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ نے جس

کام کی خاطر زندگی قربان کردی اور اپنے زمانہ کے اکابر، عرفاء، اہلِ نسبت، اہلِ علم حضرات سے اس کی صحت وحقانیت اور مقبولیت کو تسلیم کرالیا، اور اس کو حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نور اللہ مرقدہ کے سپرد فرمایا، اس کے متعلق جو یہ رائے قائم کیجائے کہ یہ دین کے نام پر ایک غلط چیز پھیل رہی ہے اور اس سے ملت تباہی وبربادی میں مبتلا ہورہی ہے تو ان کی روح کو کتنا زبردست صدمہ پہنچے گا، اور جو روحانی رابطہ ان کے ساتھ تھا وہ کیسے قائم رہ سکے گا؟ میرے کہنے کی بات نہیں کہ چھوٹا منہ بڑی بات ہے، مگر آپ کی تحریر نے مجبور کیا۔

آپ کا ایک مضمون رسالہ تذکرہ میں بھی دیکھا، جس میں جماعتِ اسلامی کی ابتدائی داستان آپ نے بیان کی ہے، اور اس کے دستور کا ماخذ اپنی ہی تحریر کو قرار دیا ہے اور اس میں اپنی مودودی صاحب کی ملاقات اور ملاقات کی محویت میں ہر دو کا نماز سے بے ہوش ہوجانا بھی مذکور ہے، اور یہ مقام مدح میں ہے، یاللعجب۔

بہر حال اسکے متعلق اس خط میں کچھ عرض کرنا نہیں، ضرورت ہوئی تو پھر سہی، جواب کیلئے لفافہ ارسال ہے۔ احقر محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۳؍ ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ

مسلمانوں میں تبلیغ کا ثبوت

سوال: رسول اللہ ﷺ کفار کے پاس تبلیغ کے لئے جاتے تھے اور آج کل لوگ مسلمانوں کو تبلیغ کرتے ہیں کیا حدیث سے یہ ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے مسلمانوں میں اس طرح چل کر تبلیغ کی ہے جیسے آج کل تبلیغ کرتے ہیں؟ اس قسم کی روائتیں اگر مشکوۃ شریف یا بخاری شریف میں ہوں تو مع باب وصفحہ مطلع فرمائیں۔

الجواب : حامداً ومصلیاً ، کوفہ اور قرقیسیہ میں جماعت صحابہ کا تبلیغ کے لئے جانا فتح القدیر کتاب الزکوۃ میں مذکور ہے ، حضرت عمرؓ نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کوایک جماعت کے ساتھ کوفہ بھیجا ، اور حضرت معقل بن یسارؓ ، عبد اللہ بن مغفلؓ ، عمران بن حصینؓ کی جماعت کو بصرہ اور عبادہ بن الصامتؓ و ابو درداءؓ کی جماعت کو شام بھیجا ، یہ جماعتیں مسلمانوں کے پاس گئیں جیسا کہ ازالۃ الخفاء ج۲ ص۶ میں مذکور ہے ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم [۱]

تبلیغ مستحب ہے یا فرض

سوال : ایک صاحب تبلیغی جماعت میں جانے کو فرض عین فرماتے ہیں ؟
اور حضرت تھانویؒ تبلیغ عام کو مندوب فرماتے ہیں ؟

الجواب : حامداً ومصلیاً ، اصل یہ ہے کہ دین سیکھنا فرض عین ہے اس کی ایک صورت مدارس میں پڑھنا ہے اور ایک صورت تبلیغ میں جانا ہے اور بھی صورتیں ہیں ، میوات کے لوگوں کو بتایا گیا تھا کہ دین سیکھنا فرض ہے اس لئے یا مدارس قائم کرو یا دوسری صورتیں اختیار کرو ، اگر تم کوئی دوسری صورت اختیار نہ کرسکو تو متعین طور پر تبلیغ ہی میں نکلو ، اس لئے وہاں یہی کہہ کر لوگ نکلتے ہیں کہ دین سیکھنے کے

---

[۱] غزوۃ الرجیع میں دس آدمیوں کی جو جماعت حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی امارت میں بھیجی گئی تھی اس کے بارے میں ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ مسلمانوں کو دین سکھانے کیلئے بھیجی گئی تھی ، کافروں نے ان کو راستہ میں شہید کردیا ، بعض کو گرفتار کرکے بعد میں شہید کیا ، دیکھئے بخاری شریف ۵۸۵ اور اس کا حاشیہ اور اسکی شرح فتح الباری ۱۲ مرتب

لئے چلو، اتنی بات میں کسی کو اختلاف نہیں۔

حضرت تھانویؒ نے جس چیز کو مندوب فرمایا ہے اس تبلیغ کے یہ معنی نہیں، بلکہ وہاں تبلیغ سے مراد دوسروں کو دین سکھانے کے لئے نکلنا ہے، ظاہر ہے کہ یہ کام عوام کا نہیں بلکہ خواص اہلِ علم کا کام ہے، پھر اسکو فرضِ عین کیسے کہا جا سکتا ہے لہذا دونوں کا محمل الگ الگ ہے اور دونوں صحیح ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالی اعلم

چلہ کے فوائد

سوال: تبلیغی جماعت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ یہ لوگوں کو باہر نکلنے پر کیوں مجبور کرتی ہے، کیا باہر اور چلہ دینا ضروری چیز ہے، اس جماعت کے بانی کیا اس تحریک کے ذریعہ کوئی نئی قوم تیار کرنا چاہتے تھے؟ اس سے ان کی مراد کیا تھی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً، دہلی نظام الدین مرکز تبلیغ مسجد بنگلہ سے جو جماعتیں تبلیغ کیلئے جاتی ہیں، ان کیلئے ایک دستور العمل موجود ہے، ایک چھوٹا سا کتابچہ چھپا ہوا ہے جسکا نام ہے 'چھ باتیں' ان چھ باتوں کو سیکھنے، سمجھنے، صحیح کرنے، دل میں جمانے، زندگی میں جاری کرنے کیلئے لوگ نکلتے ہیں، اپنے اپنے خرچ کا ہر شخص خود ذمہ دار ہوتا ہے، کوئی ایک روز کیلئے، کوئی تین روز کیلئے، کوئی دس دن کیلئے، کوئی ایک چلہ کیلئے، کوئی تن چلوں کیلئے، کوئی سال بھر کیلئے، بعضوں نے پوری زندگی ہی اسی مقصد کیلئے دیدی، اس طریقہ پر نکلنے سے عقائد بھی درست ہوتے ہیں، اخلاق واعمال کی بھی اصلاح ہوتی ہے، جس سے دین پختہ ہوتا ہے، غلط

چیزیں چھٹتی ہیں، مثلاً جو شخص ایک چلہ کیلئے نکلا وہ اس مدت میں نماز با جماعت کا پابند ہوجائیگا، قرآن کریم کا بھی حسب حیثیت کچھ نہ کچھ حصہ حاصل کرلے گا، گالی گلوچ، لڑائی جھگڑا، شراب نوشی، جھوٹ، غیبت، بہتان، بدخواہی، حسد وغیرہ برائیوں سے محفوظ رہیگا، چلہ سے واپسی پر بھی امید ہے کہ دیر تک اثرات باقی رہیں گے، پھر کچھ مدت بعد دوبارہ چلہ کیلئے نکلا تو پہلے چلہ کی باتوں میں پختگی آئیگی، تبلیغی نصاب سن کر اپنی زندگی کو اسکے مطابق درست کرنے کا اچھا خاصہ جذبہ پیدا ہوگا، غرض اس طرح جتنا زیادہ سے زیادہ وقت دیگا اسی قدر زیادہ اصلاح ہوگی، دین قائم ہوگا، غلط باتوں سے بچے گا، جو مالدار تاجر وغیرہ زکوۃ نہیں دیا کرتے تھے وہ اس تبلیغ کی بدولت باقاعدہ پورا پورا حساب کرکے زکوۃ ادا کرنے لگے ہیں، جن پر حج فرض تھا مگر ارادہ نہیں کرتے تھے وہ فضائل حج سنکر حج کیلئے آمادہ ہوگئے، بلکہ عمرہ کرنے کیلئے بھی مستقل سفر کرنے لگے، جگہ جگہ مکاتب ومدارس قائم ہوگئے جن سے قرآن کریم اور دینی تعلیم کو فروغ ہوا ہے۔

اچھی خاصی بڑی عمر والوں کو بھی جو تعلیمی حلقوں میں نماز سننے اور سنانے کی نوبت آئی اور اپنی غلطی پر اطلاع ہوئی تو وہ اصلاح کی فکر میں لگ گئے، نمازیں درست کرنے لگے جو صرف الفاظ جانتے تھے انھوں نے معانی ومطالب کو بھی سیکھنا شروع کردیا، جن لوگوں نے کسی مدرسہ میں تعلیم نہیں پائی، اس تبلیغ کی بدولت بہت سی احادیث کا مطلب حاصل کرلیا، الغرض اس کے بے شمار منافع ہیں، ریلوں میں، بسوں میں، جہازوں میں جماعتیں جاتی ہیں، ہر بندرگاہ پر حاجیوں میں کام کرتی ہیں، بلکہ مکہ مکرمہ، عرفات، مزدلفہ، منی میں کام کرتی ہیں، بے شمار لوگوں کا

حج اس تبلیغی کام کی بدولت صحیح اور شریعت کے مطابق ہونے لگا، مختلف ممالک کے لوگ اس میں شامل ہوتے ہیں، عرب میں بھی اجتماعات ہوتے ہیں، ترکی، سوڈانی، یمنی، فلسطینی، شام، عراق، ہر جگہ کے لوگ آتے ہیں اور جماعتیں بنا کر نکلتے ہیں، الغرض کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں یہ کام نہ پہنچا ہو اسکی بدولت بہت بڑی مخلوق کی اصلاح ہوئی اور ہو رہی ہے،

جو جماعت کے مخالف ہیں انھوں نے مستقل گروہ بنا کر بڑے بڑے اجتماعات میں مخالفت اور فتنہ پردازی کیلئے بھیجے اس گروہ نے جب دینِ حق کی باتیں سنی اور عملی زندگی کو دیکھا تو وہ گروہ رو پڑا اور بہت ندامت کے ساتھ اپنے غلط ارادوں سے توبہ کی اور جن لوگوں نے اس گروہ کو بھیجا تھا ان پر بہت زیادہ اظہار افسوس کیا کہ ہمیں ان لوگوں نے اندھیرے میں رکھا اور غلط باتیں بتائیں. اناللہ وانا الیہ راجعون.

اگر یہی چیز وہابیت، دیوبندیت ہے تو اس پر کیا اعتراض ہے، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ العزیز ایک بے نفس بزرگ تھے جن کو حضرت رسول کریم ﷺ سے عشق تھا، اور آپ کے لائے ہوئے دین کی اشاعت کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیا تھا، اور چاہتے تھے کہ ایک مستقل جماعت ہر علاقہ میں ایسی ہونی چاہئے جن کا مقصدِ زندگی ہی دینِ اسلام اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ واشاعت ہو صرف کلمہ نماز پر کفایت نہ کرے بلکہ تمام دین کو لیکر دنیا میں پھیلے، اور اس کی زندگی اسی مقصد کے لئے وقف ہو، چنانچہ کتابچہ 'چھ باتیں' کے آخر میں جو ہدایات دی ہیں کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کا لایا ہوا پورا دین مسلمانوں تک پہونچا دیں اور ان کو سکھادیں اور یہ کلمہ ونماز اس کی الف

ب ت ہے، اس پر کیا اعتراض ہے کیونکہ صرف نماز کے لئے تو وعظ بھی ہوتے رہتے ہیں، مگر یہاں صرف نماز پر کفایت کرنا نہیں ہے بلکہ پورے دین کو لے کر مستقلاً مقصد بنانا ہے ....،

ہر شخص و ہر مجمع سے ایسی بات کہی جائے جس کو اس کی سمجھ برداشت کر سکے اہلِ علم سے علمی باتیں کہی جاتی ہیں، اہلِ معرفت سے معرفت کی باتیں، عوام سے سیدھی سادی باتیں، اگر متکلم کے ذہن میں معرفت کے بلند خیالات وجذبات ہوں اور مخاطب ان کے سمجھنے کے اہل نہ ہوں تو ان کے سامنے ان جذبات اور خیالات کے بیان کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ فتنہ کا اندیشہ ہوگا، اسی ضابطہ کے تحت حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ہدایات دیا کرتے تھے، کلموا الناس علی قدر عقولهم، أمرنا أن ننزل الناس منازلهم..........،

فقط اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم حررہ العبد محمود غفر لہ

مولانا علی میاںؒ کی عبارت سے مولانا الیاس صاحبؒ پر اعتراضات

سوال : مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت (مرتبہ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی) باب ہفتم ص ۲۰۵ پر ہے: 'مولانا محمد الیاس صاحب نے اپنے عزیز مولوی ظہیر الحسن صاحب ایم اے علیگ سے فرمایا جو ایک وسیع النظر عالم ہیں: ظہیر اس میں میرا مدعا کوئی پاتا نہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوۃ ہے، میں قسم کھاتا ہوں کہ ہرگز تحریکِ صلوۃ نہیں'.

ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا: کہ میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے'.

ص ۲۰۶ پر ہے، منشی نصر اللہ راوی ہیں کہ ایک روز میں نے عرض کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ مجدد وقت ہیں، فرمایا: تم سے کون کہتا ہے، میں نے کہا لوگوں میں چرچا ہے، فرمایا: نہیں میری جماعت مجدد ہے..۔'

ص ۲۰۹ اور ۲۱۰ پر ہے: 'اگر کوئی شخص ان جگہوں سے غیر مسلم اہل شوکت کے مقامات ومرکزوں سے قنوت نازلہ پڑھے بغیر گذرے تو سلب ایمان کا خطرہ ہے'۔

ص ۱۸۵ پر ہے: 'فرمایا: میں مشغول بہت ہوں، میں محسوس کررہا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کو اذیت ہے، میں کسی اور چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوسکتا' (نعوذ باللہ)۔

دریافت طلب یہ امور ہیں:

(۱)۔ بانیِ تبلیغ کا اعلان کھلا اور صاف ہے کہ تحریکِ نماز نہیں اور پھر اس بات کو وہ قسم سے کہتے ہیں تو کیا یہ دھوکہ نہیں ہے؟

(۲)۔ مجدد کی کیا تعریف ہے، مجدد کتنے عرصہ بعد پیدا ہوتا ہے، کیا پوری جماعت مجدد ہوسکتی ہے؟

(۳)۔ کیا یہ صحیح ہے کہ اگر بغیر قنوتِ نازلہ پڑھے غیر مسلم کے مقامات سے کوئی گذر گیا تو ایمان سلب ہونے کا اندیشہ ہے؟

(۴)۔ کیا یہ صحیح ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کو اذیت ہوتی ہے، نعوذ باللہ کیا یہ ہوسکتی ہے، ایسے سننے والے اور سوچنے والے اور لکھنے والے کے متعلق از روئے شریعت کیا حکم ہے مسلمان ہے یا نہیں؟ توبہ وتجدیدِ ایمان لازم ہے یا نہیں؟

(۵)۔ مجدد ایک وقت میں ایک ہوتا ہے، کیا ایک وقت میں پوری جماعت کے افراد جو ذمہ دار ہیں اور کل افراد شریکِ تبلیغ وقت کے مجدد کہلائیں گے؟ برائے کرم

مفصل حکم شرع مع حوالہ ودلیل سے تحریر فرمائیں. محمد حنیف قادری دھولوی مظفر نگر.

الجواب: حامداً ومصلیا، تبلیغی جماعت اور اسکی خدمتِ دین، نقل وحرکت اس قدر پھیل چکی ہے کہ محتاجِ تعارف نہیں، تبلیغی جماعت کیلئے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ نے کچھ ہدایات دی ہیں ان میں ایک نمبر یہ بھی ہے ’ہماری جماعت کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو حضور ﷺ کا لایا ہوا دین پورا پورا سکھادیں، یہ تو ہمارا اصل مقصد ہے، رہی قافلوں کی چلت پھرت تو یہ اس مقصد کیلئے ابتدائی ذریعہ ہے اور کلمہ ونماز کی تلقین گویا ہمارے پورے نصاب کی الف ب ت ہے‘.

مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ نے نظام الدین دہلی میں کچھ مدت قیام کر کے ملفوظات کو جمع کیا تھا، اس مجموعہ میں یہ ملفوظ بھی ہے، اور ایک چھوٹی سی کتاب ’چھ باتیں‘ ہے اس کے اخیر میں بھی ۳ پر یہ ملفوظ ہے اس میں غور کرنے سے یہ اشکال خود رفع ہوجائیگا، مثلاً ایک استاد ایک جماعت کو قاعدہ بغدادی شروع کراتا ہے جس کی ابتداء میں ہے الف ب ت، اور سب کو تاکید کرتا ہے کہ اس کو پڑھو دوسری طرف سے توجہ ہٹالو، جو وقت سبق یاد کرنے کا ہے اسی میں خرچ کرو، اس کے بعد پھر وہ پارہ عم اور قرآن کریم پڑھاتا ہے، پھر فارسی، عربی، حدیث، تفسیر، ایک طویل نصاب پڑھاتا ہے اور اس جماعت کو ترتیب دے کر ہمہ تن علم دین کی خدمت واشاعت کے لئے مشغول کردیتا ہے اس جماعت کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ جس طرح خود الف ب ت سے ابتداء کر کے تمام علوم دینیہ کو پڑھا اور اسکا یقین دل میں قائم کیا، اپنے ظاہر وباطن کو دین کے تابع کیا، اعمال صالحہ، اخلاق فاضلہ، غرض حضرت نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی ہر بات کو اختیار کیا اسی طرح تمام دنیا میں

یہ جماعت اسی کو لیکر پھرتی ہے اور اپنا مقصدِ حیات بتاتی ہے، کیونکہ اس مقصدِ عظیم پر حضور اکرم ﷺ کی بھی خوشنودی مرتب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بھی، اب اگر وہ شخص معلم یہ کہے کہ میرا مقصد صرف قاعدہ بغدادی پڑھانا نہیں، حالانکہ ابتداء اسی سے کی ہے بلکہ یہ تو میرے مقصد کیلئے الف ب ت ہے میرا مقصد ایسی جماعت کو تیار کرنا ہے جو حضور اکرم ﷺ کے لائے ہوئے دین کو پوری طرح پڑھے، سمجھے، اس پر یقین کرے، عمل کرے، اسکو پڑھائے، پھیلائے، تو کوئی دانشور اسکی اس بات کو دھوکہ نہیں کہے گا، تاہم نمبر وار جوابات بھی عرض ہیں:

(۱)۔ یہ بالکل دھوکہ نہیں، ایسی جماعت میں شریک ہونا عین سعادت اور اکمالِ دین کا ذریعہ ہے اور بعثتِ انبیاء علیہم السلام کے عین مطابق ہے۔

(۲)۔ ابوداود شریف کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر راس مائة سنة (ہر سو سال کے آخر پر) پر ایسے شخص کو بھیجتے ہیں جو دین کی تجدید کرتا ہے، ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ ایک جماعت بھی مجدد ہو سکتی ہے۔

(۳)۔ کفر کی شوکت اور اہلِ کفر کی وجاہت کو دیکھکر قلب کے اندر ضرور خدشہ ہونا چاہئے اسکا تقاضہ وہی ہے جو حضرت مولانا نے رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، حدیث پاک میں ایک مضمون ہے کہ ایک بستی پر عذاب نازل کرنے کا ملائکہ کو حکم ہوا، ملائکہ نے عرض کیا بہت اچھا، ہم تعمیلِ ارشاد کیلئے جارہے ہیں مگر وہاں ایک شخص ایسا بھی ہے جو ہمیشہ عبادت میں مشغول رہتا ہے، کبھی نافرمانی نہیں کرتا، کیا اسکو بھی تباہ کردیں؟ حکم ہوا کہ ہاں اسکو بھی تباہ کردو، اسلئے کہ وہ ہماری نافرمانی کو دیکھتا رہا اور اسکے چہرہ پر تغیر تک نہیں آیا، کفر کے برابر کیا نافرمانی ہوگی، اسکی مثال ایسی سمجھئے جیسے کوئی

نظیف الطبع آدمی کسی مکان میں جائے، اور وہاں غلاظت پڑی ہو کیا اسے ناگواری نہیں ہوگی، اور ناگواری کا اثر چہرہ پر ظاہر نہیں ہوگا؟ کیا اسکا طبعی تقاضہ نہ ہوگا کہ یہ غلاظت یہاں نہ ہوتی کیا وہ اسکی کوشش نہیں کرے گا کہ یہ غلاظت یہاں نہ رہے اگر یہ اسکے قابو میں نہ ہو تو کیا وہ اسکی فکر نہ کرے گا کہ وہ وہاں سے دور ہٹ جائے؟ قنوتِ نازلہ اسی فکرِ عظیم کو دور کرنے کی ایک کوشش ہے۔

(۴)۔ امت کے اعمال حضرت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں بد اعمالیوں سے اذیت بھی ہوتی ہے، روایات حدیث میں موجود ہے کہ ظاہر حیات طیبہ میں بھی اذیت کی چیزوں سے نبی اکرم ﷺ کو اذیت ہوتی تھی، خود حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھکو اذیت دی، نیز قرآن کریم میں ہے ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ و أعدلھم عذاباً مھیناً۔ [1]

اور حیاتِ برزخی تو زیادہ قوی ہے اسکے احساسات بھی زیادہ قوی ہیں، اس کی وجہ سے ایمان میں شک کرنا اور توبہ و تجدیدِ ایمان کا سوال کرنا آیات واحادیث سے عدم واقفیت یا عدمِ استحضار کی بناء پر ہے۔

(۵)۔ اس کا جواب نمبر۲ میں آچکا ہے، لیکن کسی شخص کے متعین طور پر مجدد ہونے کے لئے کوئی نص نہیں ہوتی یہاں قرائن و احوال سے ہر زمانہ کے اصحاب علم و اصحاب عرفان سمجھتے ہیں۔

---

[1] بے شک جو لوگ اللہ تعالی اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں، اللہ تعالی ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے (بیان القرآن)

مولانا ابوالحسن علی میاں صاحب بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں اگر براہِ راست ان سے دریافت کریں تو ممکن ہے وہ کوئی اور جواب تشفی بخش تحریر فرمادیں، میرا یہ جواب ان کے پاس بھیجنا چاہیں تو اس کی بھی اجازت ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوجائیگا کہ ان کے نزدیک یہ جواب صحیح ہے یا غلط، اور اگر مجھ کو بھی اطلاع کردیں تو مزید احسان ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

مستقل قوم کا مطلب

سوال: عرصہ ہوا تبلیغی جماعت کے متعلق آپ سے سوال کیا گیا تھا آپ نے نہایت اطمینان بخش جواب دیا تھا، پھر میں کتابوں کے مطالعہ میں مشغول ہوا، بریلویوں کی ضد سامنے آئی اور یہی خیال کرتا رہا کہ یہ لوگ ضدی ہوتے ہیں مگر مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا ارشاد کتاب مسمّی 'دینی دعوت' نظر کے سامنے ہے جس کے ص۲۲۶ پر یہ تحریر ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موصوف نے اپنے عزیز مولوی ظہیر الحسن ایم اے علیگ سے فرمایا جو ایک وسیع النظر عالم بھی ہیں: 'ظہیرالحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک تحریکِ صلوٰۃ ہے، میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز تحریکِ صلوٰۃ نہیں'

ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا: 'میاں ظہیرالحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے' دو سال پیشتر جو استفسار کیا گیا تھا اور موجودہ تحریر کردہ عبارت میں بہت بڑا فرق ہے دماغ پریشانیوں سے دوچار ہورہا ہے، علاوہ ازیں کتاب مسمّی 'اصول دعوت وتبلیغ' بھی سامنے ہے جو حضرت مولانا عبدالرحیم شاہ قبلہ کی تقریر کا مجموعہ ہے' وہ

آیات واحادیث جو جہاد سے متعلق ہیں انکو موجودہ تبلیغ پر چسپاں کیا جاتا ہے، اس عبارت پر مولانا موصوف نے تبلیغی جماعت کے لوگوں سے دلیل بھی طلب کی ہے کہ جہاد کی آیتوں اور احادیث کو موجودہ تبلیغ پر چسپاں کرنے سے پہلے دلیل دیں'، دیکھئے کس قدر تضاد ہے، امید کہ شافی جواب دیکر بے چینی کو دور فرمائیں گے۔ محمد حبیب الرحمٰن مدرس مدرسہ انجمن اسلامیہ

نیا صرافہ بازار، اودے پور، راجستھان

الجواب: حامداً ومصلیاً، اس خط کشیدہ عبارت اور گزشتہ فتوی کی جسکی عبارت میں بڑا فرق آپکو محسوس ہورہا ہے بہتر یہ تھا کہ اس فتوی کو بھی ساتھ بھیجد یتے تاکہ دونوں کو دیکھکر فرق کو سمجھ لیا جاتا اور جواب دیا جاتا مگر آپنے ایسا نہیں کیا، اس فتوی کا نمبر لکھا نہ تاریخ تاکہ رجسٹر نقول فتاوی میں اسکو تلاش کرلیا جاتا۔

یہ بات صحیح ہے کہ اس تبلیغی کام کا مقصد تحریکِ صلوۃ تک محدود نہیں ہے بلکہ مقصد کی توضیح وتشریح خود حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے جو کچھ فرمائی ہے وہ یہ ہے: 'ہماری جماعت کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو حضور ﷺ کا لایا ہوا دین پورا پورا سکھا دیا جائے، یہ تو ہمارا اصل مقصود ہے، رہی قافلوں کی چلت پھرت تو یہ اس مقصد کے لئے ابتدائی ذریعہ ہے، اور کلمہ ونماز کی تلقین گویا ہمارے پورے نصاب کی الف ب ت ہے'

یہ عبارت کتاب 'چھ باتیں' کے آخر میں تبلیغی کام کرنے والوں کو ہدایت کے تحت نمبر (۳) پر منقول ہے اس پر کوئی اعتراض ہو تو لکھئے۔

شاید نئی قوم پر آپ کو اشکال ہو تو سنئے کہ دنیا میں ایک قوم شب وروز

تجارت کی جد جہد میں لگی ہوئی ہے، اس کی تمام قوتیں اور صلاحیتیں اس میں خرچ ہوتی ہیں مکان میں ہے تو یہی تذکرہ ہے، مسجد میں ہے تب بھی ذہن اس فکر سے خالی نہیں، سفر ہے تو اسی لئے ہے، غرض مقصدِ حیات خواہ عملی طور پر سہی یہی قرار دے رکھا ہے۔

ایک قوم زراعت میں مشغول ہے، اس کا بھی یہی حال ہے کہ ہر وقت اسی کی فکر دامن گیر ہے حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا مقصد یہ ہے کہ ایک قوم ایسی پیدا ہو جس کا مقصدِ حیات دینی جد جہد ہو اسکی ہر قوت اور ہر صلاحیت اسی لئے ہو، ایک روز، تین روز، چلے، برس، عمر اس کے لئے وہ طلب فرماتے ہیں اور چاہتے تھے کہ تمام دنیا میں اسی مقصد کو اصل قرار دے کر دوسرے مقاصد ضمنی ہو جائیں، اس پر کیا اعتراض ہے؟

کتاب ' اصول دعوت و تبلیغ ' میرے پاس نہیں، میں نے نہیں پڑھی، اس کا اعتراض آپ نے نقل کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ دو چیزیں ہیں: ایک خدا کے راستہ میں قتل ہو جانا، اس کا جو اجر و ثواب ہے وہ تو اسی سے حاصل ہوگا، اور دوسری چیز ہے جہاد، تو اس کا مفہوم قرآن و حدیث کی روشنی میں بہت عام ہے، دین کے لئے جو کچھ جد وجہد ہو وہ جہاد ہے حتی کہ دین کی تعلیم دینا، کتاب تصنیف کرنا، وعظ کہنا، مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینا، مسئلہ بتانا، سب ہی جہاد ہے، وہ قتل ہونے کے ساتھ مخصوص نہیں، اسی لئے امام نوویؒ نے جہاد کی تیرہ قسمیں لکھی ہیں، قرآن پاک میں ہے: والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا، اور یایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین، اور رجعنا من الجھاد الأصغر الی الجھاد

الأکبر [1] آپ چونکہ عالم ہیں اسلیئے ترجمہ کی ضرورت نہیں، آپ خود سمجھتے ہیں کہ یہاں جہاد سے کیا مراد ہے۔

لہذا جہاد کو تلوار کے ساتھ خاص کر دینا قرآن وحدیث کی رو سے غلط اور بالکل غلط ہے، بلکہ جہاد کی آیات اور احادیث عام ہیں سب قسموں کو شامل ہیں، اسی طرح خروج فی سبیل اللہ کا مفہوم بھی عام ہے، حدیث من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ حرمہ اللہ علی النار کو حضرت امام بخاریؒ نے کتاب الجہاد ص ۳۹۴ میں بھی بیان کیا ہے اور جمعہ کی نماز کے بیان میں بھی لیا ہے، یعنی جمعہ کی نماز کیلئے جانے پر وہی اجر ہے جو کہ قتال فی سبیل اللہ کیلئے جانے پر ہے، کیا آپ امام بخاری پر بھی اعتراض فرمائیں گے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۴۱۶ تا ۴۶۷ بتغییر یسیر)

---

[1] (ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹے)

فرمایا

۱۔ مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے: دعوت کا کام جہادِ اکبر ہے۔ (بینات خصوصی)

۲۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب کاملپوریؒ نے: دعوت کا کام جہادِ اکبر ہے۔

(جماعت تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات ۶۱)

۳۔ مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے: دعوت کا کام جہادِ کبیر ہے۔ (خطباتِ حکیم الاسلام ۴/۳۶۴)

تبلیغی گشت میں ناپاک اور مشتبہ کپڑے والوں کو نماز کیلئے کہنا

سوال: ہم لوگ نماز کی تبلیغ کرتے ہیں اور جنکو کلمہ یاد نہیں انکو کلمہ یاد کراتے ہیں، اور بعض اوقات انکا مطلب بھی بتلاتے ہیں، اس پر چند امور معلوم کرنے ہیں، ہر نمبر کا جواب مختصر اور عام فہم عنایت ہو، اللہ تعالی اجر عنایت فرمائے:

(۱)۔ بعض لوگ کہدیتے ہیں کہ ہم کو کپڑے پاک ہونے میں شبہ ہے، یا کچھ معمولی ناپاک چھینٹ کپڑوں پر آگئیں ہیں تو ایسے آدمیوں سے ہم کہدیتے ہیں کہ اس وقت انھیں کپڑوں میں نماز پڑھو، آئندہ احتیاط کرو۔

(۲)۔ بعض آدمی کہدیتے ہیں کہ ہمارے کپڑے بالکل ناپاک ہیں، ان سے ہم یہ کہدیتے ہیں کہ اس وقت جماعت میں برابر مل کر کھڑے ہوجاؤ، آئندہ کپڑے پاک کرو اور نماز پڑھو۔

(۳)۔ جو نماز جماعت سے نہ پڑھے ان پر رسول اللہ ﷺ نے کیا حکم فرمایا ہے؟

(۴)۔ کوئی کہدیتا ہے کہ میں ناپاک ہوں اس کو ہم غسل کرادیتے ہیں۔

(۵)۔ بے نمازیوں کی بعض اوقات ہم بہت خوشامد کرتے ہیں۔

(۶)۔ بعض آدمی کہدیتے کہ ہم تم کو کلمہ نہیں سناتے اس پر ہم کہتے ہیں کہ تم ہمارا سنو اور ہم تمہارا سنیں تاکہ ایمان تازہ ہو اور جو غلطی ہو وہ نکل جائے۔

(۷)۔ اگر ہماری جماعت کا کوئی آدمی اتفاقیہ کسی بے نمازی پر کسی وقت سختی

یہاں سے ص ۱۰۴ تک فتاوی محمودیہ ج ۶ ص ۲۵۲ تا ۲۵۶ سے ماخوذ ہیں۔

کرتا ہے اور زبان سے برا کہتا ہے تو ہم اپنے آدمی کو تنبیہ کرتے ہیں اور توبہ کراتے ہیں اور اگر وہ پھر بھی سختی کرتا ہے تو اس کو اپنی جماعت سے علیحدہ کردیتے ہیں.

(۸)۔ بعض لوگ ہماری اس تبلیغ کی مخالفت کرتے ہیں تو آیا اس میں ہمارا قصور ہے یا مخالفین کا قصور ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً.

(۲،۱)۔ محض شبہ سے کچھ نہیں ہوتا البتہ اگر صحیح علم یا ظن غالب ہو تو پھر اسکی مقدار معلوم کی جائے اگر نجاستِ غلیظہ ہے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ ایک درہم سے کم معاف ہے اسکا دھونا افضل ہے نہ دھونے سے بھی نماز صحیح ہوجاتی ہے اور ایک درہم مقدار کا دھونا واجب ہے نہ دھونے سے نماز مکروہِ تحریمی ہے اور ایک درہم سے زائد کا دھونا فرض ہے بغیر دھوئے نماز صحیح نہیں ہوتی اور پیشاب وغیرہ کی بہت چھوٹی چھوٹی سوئی کے سرے کے برابر چھینٹیں معاف ہیں بغیر دھوئے نماز درست ہے.

اور اگر نجاستِ خفیفہ ہو تو جب تک ایک چوتھائی کپڑے سے کم پر لگی ہو تو اس کا دھونا فرض نہیں بغیر دھوئے ہوئے بھی نماز صحیح ہوجاتی ہے تاہم دھولینا بہتر ہے اور جب ایک چوتھائی پر یا اس سے زائد پر لگی ہو تو اس کا دھونا ضروری ہے یہ تو نفسِ مسئلہ کا حکم ہے، لیکن آپ حضرات اگر لنگیوں کا انتظام کرلیں تو اچھا ہو کیونکہ زیادہ تر لوگ پائجامہ کی ناپاکی کا عذر کیا کرتے ہیں.

(۳)۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں ترکِ جماعت منافق کی علامت تھی، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ ایسے لوگوں کے گھروں میں آگ لگادوں، فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر اہلِ شہر ترکِ جماعت کے عادی ہو

جائیں اور باوجود کہنے سننے کے نہ مانیں تو حاکمِ وقت کو ان سے قتال کرنا چاہئے اور جو شخص بلا عذر جماعت ترک کرے تعزیر اس پر واجب ہے۔

(۴)۔ ایسا ہی کرنا چاہئے۔

(۵)۔ اس کا اثر اچھا ہوتا ہے، اول ایسا ہی چاہئے۔

(۶)۔ کلمہ سے ایمان تازہ ہوتا ہے، ثواب ملتا ہے، الفاظ کا صحیح کرنا مطلب سمجھ کر دل سے صحیح یقین کرنا ضروری ہے۔

(۷)۔ بے محل سختی کرنے کا نتیجہ خراب ہوتا ہے، اول نرمی سے سمجھانا چاہئے اگر کوئی نہ مانے اور نماز کا یا اسکی فرضیت کا انکار کرنے لگے تو اسکو چھوڑ کر دوسرے کو تبلیغ کرنا چاہئے، البتہ اگر کسی پر اپنا اثر اور قدرت ہو اور اس پر سختی کرنے سے کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو پھر شریعت نے قابلِ برداشت سختی کا حکم بھی فرمایا ہے، تاہم زبان سے برا کہنے اور لڑنے سے اجتناب کیا جائے کیونکہ کام مقصود ہے لڑائی اور برا کہنا نہیں۔

(۸)۔ طریقِ مذکورہ بالا پر تبلیغ کرنا ہرگز اسلام کے مخالف نہیں بلکہ مامور بہ ہے اس کی مخالفت کرنے والا یا ناواقف ہے یا مخالف ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر العلوم ۱۴ر ۳ر ۵۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ ہذا، صحیح عبداللطیف ۱۵ر ربیع الاول ۵۷ھ

نماز کے لئے زبردستی کرنا

سوال: دورِ حاضر میں جب مسلمانوں نے فرائض مذہبی کو قطعی پسِ پشت ڈال

رکھا ہے اور ان کو فرائضِ مذہبی کو انجام دینے کی تنبیہ کی جاوے تو برا مانتے ہیں اگر کسی محلہ میں سمجھوتہ ہو جائے اور اتفاق ہو جائے کہ جو شخص نماز روزہ ادا نہیں کریگا اس کو اول سمجھانے کی کوشش کی جاوے، اس پر بھی نہ مانے تو زد و کوب کر کے ادا کرایا جائے اور زبردستی نماز پڑھائی جائے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ زبردستی نماز پڑھانے والوں پر شرعاً گناہ تو صادر نہیں ہوتا ؟

الجواب: حامداً ومصلیاً . نماز فرضِ عین ہے اس کا منکر کافر ہے اور تارک فاسق ہے، یہی حکم روزہ کا ہے، اور احکامِ شرعیہ کی تبلیغ بھی ضروری ہے پس بے نمازی کو اولاً مسئلہ بتا کر نرمی سے سمجھانا ضروری ہے اگر وہ مان جائے اور نماز پڑھنے لگے تو اس پر سختی کی حاجت ہی نہیں، اور جو شخص نہ مانے اور اس پر اپنا اثر اور قدرت بھی ہو تو حسب استطاعت شریعت نے اس پر سختی کا بھی حکم فرمایا ہے بشرطیکہ کوئی فتنہ نہ ہو، اگر کوئی اور فتنہ ہو مثلاً وہ نماز کی فرضیت کا انکار کر دے اور اہلِ محلہ کو اتنی قدرت نہ ہو کہ زبردستی نماز پڑھا سکیں یا اس سختی کی بنا پر وہ مقدمہ کرے اور اس میں نا قابلِ برداشت مضرت پہونچے جس سے آئندہ تبلیغ کا سلسلہ ہی بند ہو جائے، یا اس کشاکش کو دیکھ کر دوسرے لوگ تبلیغ کرنا چھوڑ دیں اور آپس میں منافرت وکشیدگی پیدا ہو جائے کہ ایک دوسرے سے حسد کرے اور درپئے آزار ہو جائے تو پھر سختی نہیں چاہئے نہایت نرمی اور خوش اخلاقی سے کام کرنا چاہئے، قال اللہ تعالی : ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک الآیۃ ، حدیث شریف میں آیا ہے کہ اولاد کو جب وہ دس برس کی ہو جائے اور نماز نہ پڑھے تو مار کر نماز پڑھاؤ، نیز یہ بھی آیا ہے کہ تم میں سے جب کوئی معصیت کو دیکھے تو اسے چاہئے

کہ ہاتھ سے روکدے، اگر ہاتھ سے روکنے کی قدرت نہ ہوتو زبان سے روکدے، اگر زبان سے بھی قدرت نہ ہوتو مجبوراً دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے۔

قال قال رسول الله ﷺ: مروا أولادكم بالصلوة وهم أبناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم أبناء عشر سنين وفرقوا بينهم في المضاجع. رواه ابو داود
عن رسول الله ﷺ قال: من رأى منكم منكراً فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان. رواه مسلم. [1] فقط

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر العلوم ۱۵/۴/۵۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ ۔ صحیح عبداللطیف مفتی مدرسہ ہذا

(فتاوی محمودیہ ج ۶ ص ۲۵۲ تا ۲۵۶)

---

[1] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بچوں کو نماز کا حکم کرو جب کہ وہ سات سال کے ہوں اور جب وہ دس سال کے ہوجائیں تو نماز نہ پڑھنے پر ان کو مارو اور ان کے بستر الگ الگ کردو۔
ابو داود نے اس کو روایت کیا

رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے آپ نے فرمایا: جو آدمی تم میں سے برے کام کو ہوتے ہوئے دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے روکدے اگر اس کی طاقت نہ ہوتو زبان سے روکدے، اس کی بھی طاقت نہ ہوتو اپنے دل میں برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ مسلم نے اس کو روایت کیا۔

تبلیغ بھی دین سیکھنے کا ذریعہ ہے

سوال: تبلیغی جماعت کے لوگ کہتے ہیں کہ مسلمانوں پر یہ ضروری ہے کہ اس کی ہر ایک بات کو مان کر عمل کرے حالانکہ ان میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو دینی تعلیم سے بہت ہی کم واقف ہوتے ہیں اور منبر پر کھڑے ہو کر بعض غیر ضروری امور چلہ وغیرہ پر زور دیتے ہیں، کیا یہ درست ہے جب کہ غالباً حضرت علی کرم اللہ وجہ کا واقعہ ہے کہ کوفہ کی جامع مسجد میں ایک عالم تقریر کر رہے تھے ان سے جب دریافت کیا گیا کہ تم کو ناسخ اور منسوخ کا علم ہے تو انھوں نے انکار کیا حضرت علی کرم اللہ وجہ نے ان کو مسجد سے باہر کر دیا، تو یہ تبلیغی جماعت کے لوگ کس طرح وعظ کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں، ان سے جب یہ دریافت کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم خود سیکھنے آئے ہیں کیا سیکھنے کے لئے دار العلوم ناکافی ہے، بہر صورت اس بارے میں تسلی بخش جواب تحریر فرماویں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً، تبلیغی جماعت جس کا مرکز نظام الدین دہلی ہے اچھی اور صحیح العقیدہ جماعت ہے، اس جماعت میں جو معتمد اہلِ علم ہیں انکی تقریروں میں تو کوئی اشکال نہیں، جو غیر عالم ہیں انکو ہدایت ہے کہ چھ نمبروں سے زائد کوئی بات بیان نہ کرے، یا تو چھ نمبروں کو بیان کرے تا کہ پکا ہو جائے، باقی کتاب پڑھکر سنائے اور کتاب بھی قابلِ اعتماد تجویز ہے، اسکے علاوہ غیر اہلِ علم کو اجازت نہیں،

یہاں سے صفحہ ۱۱۰ تک فتاوی محمودیہ ج ۱۱ ص ۶۶ تا ۷۰ سے ماخوذ ہے۔

چھ نمبروں میں کوئی بات قرآن پاک اور حدیث شریف کے خلاف نہیں ہے، انکو بیا کرنے اور سننے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ نفع ہی نفع ہے، علمِ دین سیکھنے کا یہ ایک سادہ طریقہ ہے، اور دار العلوم دیوبند میں داخل ہوکر سیکھ لیا جائے مگر یہ ظاہر ہے کہ کڑوروں مسلمان سب کے سب دار العلوم دیوبند میں نہ سیکھنے کیلئے آسکتے ہیں نہ سما سکتے ہیں نہ سب کے پاس اتنا وقت ہے نہ شرعاً سب کو اس پر مجبور کیا جاسکتا ہے نہ سب میں اس کی صلاحیت ہے نہ مدرسہ سب کا صرفہ براشت کرسکتا ہے اسلئے جگہ جگہ مدارس اور مکاتب بھی قائم کئے جاتے ہیں اور کتابیں بھی تصنیف کی جاتی ہیں، رسالے اور اخبار بھی شائع کئے جاتے ہیں، فتوی کا انتظام بھی کیا جاتا ہے، انجمنیں بھی بنائی جاتی ہیں، وعظ کا بھی انتظام کیا جاتا ہے، یہ سب ہی طریقے دین سیکھنے اور سکھانے کے ہیں، اسی طرح تبلیغی جماعت کا جو طریقہ ہے یہ بھی دین سیکھنے کا بہت مفید طریقہ ہے، جس شخص کو نماز، کلمہ، وضو کچھ نہیں آتا وہ چالیس روز کے لئے جماعت کے ساتھ نکل جاتا ہے تو اس میں اچھا خاصا سیکھ لیتا ہے، اور پابند ہوجاتا ہے اور پھر آگے ترقی کرتا جاتا ہے، تجربہ اس کا شاہد ہے، جو شخص براہِ راست قرآنِ پاک سے مسائل استنباط کرکے بیان کرے اس کے لئے ناسخ و منسوخ کا علم ضروری ہے اور بھی بہت سی چیزوں کا علم ضروری ہے، اور جو شخص ائمہ دین کے بیان فرمودہ مسائل کو نقل کرے اس کیلئے علمِ ناسخ ومنسوخ کا ماہر ہونا ضروری نہیں، اسلئے حضرت علیؓ کے اس ارشاد کی بناء پر تبلیغی جماعت کو یا کسی اور کو وعظ و تقریر سے روکنا غلط اور بے محل ہے، البتہ جو بات خواہ روایت ہو یا مسئلہ ہو غلط بیان کرے اس پر ضرور تنبیہ کی جائے اور غلطی کو واضح کیا جائے، اس میں بھی

شفقت اور اصلاح کا جذبہ پورا ہونا چاہئے، تحقیر اور تذلیل کا ہرگز شائبہ نہ ہو، یہی معاملہ تبلیغی جماعت کے ساتھ کیا جائے، یہی دوسرے دینی خدمت کرنے والوں کے ساتھ کیا جائے خواہ تقریر وعمل سے خدمت کی جائے یا تحریر وتصنیف سے یا افتاء وتدریس یا گشت واجتماع سے وغیرہ وغیرہ۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۶/ ۹/ ۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ " " "

(یہ مضمون ج ۱۴ ص ۱۰۵ پر بھی ہے)

تبلیغ پہلے گھر میں پھر باہر

سوال : زید پنجگانہ نماز ادا کرتا ہے گاہ بگاہ تبلیغی جماعت میں چلہ لگاتا ہے مسجد کے امام جو مستند عالم ہیں اس سے کہتے ہیں تمہارے لئے ضروری ہے کہ پہلے تبلیغ اپنی بستی وگھرانہ کی کرو جبکہ گھرانہ میں بے نمازی ہوں اور بستی میں کس قدر بے نمازی ہیں، گھر گھر تبلیغ کرو اسکے بعد باہر دوسری جگہ تبلیغ کیلئے جاؤ اور استدلال میں وامر اھلک بالصلوۃ واصطبر علیھا الآیۃ بیان کرتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟ اور کس کا قول انسب ہے؟

الجواب : حامداً ومصلیاً، اپنے گھر اور بستی کا حق دوسروں پر مقدم ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ گھر یا بستی والے جب تک پورے پابند نہ ہو جائیں دوسروں تک پیغام نہ پہونچانا چاہئے، مثلاً کسی جگہ دینی مدرسہ جیسے دار العلوم دیوبند ہی ہے یہاں اسکی پابندی نہیں کی گئی کہ دیوبند کے ایک ایک آدمی کو عالمِ دین بنایا جائے

تب دوسری جگہ کے طالب علم کو داخلہ کی ترغیب دی جائے ، نہ کسی بزرگ کے متعلق یہ معلوم ہوا کہ اپنے گھر اور بستی والوں کی اصلاحِ تام کئے بغیر باہر کے آدمیوں کی بیعت نہ کی ہو ، نہ کسی حافظ عالم نے باہر کے لڑکوں کو پڑھانے کیلئے اس کا اہتمام کیا بلکہ بکثرت یہی دیکھا جاتا ہے کہ گھر اور بستی والے فیض حاصل نہیں کرتے باہر والے کر لیتے ہیں ، نبی اکرم ﷺ نے طائف وغیرہ تشریف لے جانے سے پہلے کیا مکہ کے سب لوگوں کو مسلمان کر لیا تھا ، یہ جواب اس وقت ہے جبکہ تبلیغ کا مقصد بھی یہی ہو ، لیکن اگر تبلیغ کا مقصد محنت اور مجاہدہ کر کے اپنے دین کو پختہ کرنا ہو تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا . فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح محمد نظام الدین عفی عنہ " "

ایک تبلیغی کی تقریر

سوال : یہاں پر ایک تبلیغی صاحب نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی :

نبوت ختم ، کارِ نبوت باقی : ۱۔ نبوت ختم ہو چکی لیکن کارِ نبوت باقی ہے اسکی تکمیل سارے مسلمانوں پر ضروری ہے ؟

مولانا الیاس صاحبؒ الہامی نبی نہیں تھے : ۲۔ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ دراصل الہامی نبی تھے ، انبیاء پر وحی آتی تھی لیکن مولانا الیاس صاحبؒ ایسے نبی تھے جن کو ہر آنے والے واقعہ کا الہام ہوتا تھا گویا الہامی نبی تھے ؟

<u>مشورہ وحی کا پورا بدل نہیں</u> : ۳۔ مشورہ دراصل وحی کا بدل ہے جس طرح انبیاء کے مسائل وحی سے اللہ تعالیٰ شانہ حل فرمادیتے تھے اسی طرح مشورہ بمنزلہ وحی کے ہے، یعنی وحی کا بدل ہے، آپ ان باتوں کی تشریح فرمائیں تاکہ مغالطے دور ہوں.

الجواب : حامداً و مصلیاً

۱۔ اتنی بات تو صحیح ہے کہ نبوت کا دروازہ بند ہوگیا ہے، اب کسی نئے نبی کے آنے کی گنجائش نہیں، اور جس مقصد کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا گیا تھا وہ مقصد باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا، اس کو پورا کرنا حسب استعداد و صلاحیت امت کے ذمہ لازم ہے جس کے لئے آیات واحادیث بکثرت شاہد ہیں.

۲۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کو نبی کہنا درست نہیں نہ الہامی نبی نہ کسی اور قسم کا نبی، ایسے عنوانات سے بہت غلط فہمی پیدا ہوتی ہے اس لئے کلی احتراز واجب ہے، اس پر بھی کوئی دلیلِ شرعی قائم نہیں کہ حضرت مولانا مرحوم کو ہر آنے والے واقعہ کا الہام ہوتا تھا، اگر حضرت مولانا مرحوم حیات ہوتے تو ہرگز ہرگز ایسی باتوں کی اجازت نہ دیتے، بلکہ سختی سے روکدیتے.

۳۔ مشورہ شریعتِ اسلامیہ میں بہت مفید اور اہم ہے، قرآن وحدیث میں اس کی تاکید آئی ہے، حضرت نبی اکرم ﷺ پر وحی آتی تھی لیکن مشورہ کا وہاں بھی حکم تھا، مشورہ سے اگر کوئی بات طے ہوجائے تو اس میں خیر وبرکت ہے، اگر مشورہ میں کچھ کوتاہی رہی تو اس کی اصلاح وحی سے ہوجاتی تھی، اب وحی بند ہے، اشاعت و حفاظتِ دین کے لئے کسی ایک شخص کی رائے پر اعتماد نہیں ہوتا، اس لئے مشورہ سے کرنا بہتر ہے، وحی قطعی چیز ہے جس میں شبہ اور غلطی کا احتمال نہیں، مشورہ میں غلطی

اور شبہ کا احتمال رہتا ہے، اس لئے مشورہ وحی کا پورا بدل نہیں، ہاں خدائے پاک کی رحمت ضرور مشورہ میں شامل رہتی ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۰/۸۵ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ " " "

(فتاوی محمودیہ ج ۱۱ ص ۶۶ تا ۷۰)

حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ خلیفۂ حضرت حکیم الامتؒ وناظم مظاہر علوم سہارنپور تحریر فرماتے ہیں: ... دوسری طرف جو احقر نے اس دعوت وتبلیغ کو دیکھا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں سنتِ رسول اللہ ﷺ کے مطابق زندگی گزارنے کا واحد ذریعہ یہی تبلیغ ہے، اب اسکے بعد مزید استفسار کی کیا گنجائش رہی، واقعہ یہ ہے کہ موجودہ آزمائشی حالات نے تبلیغ کی ضرورت کو ہمیشہ سے زائد ثابت کردیا، نیز اسکا نفع ظاہرو باہر ہے۔ (جماعتِ تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات ۵۴)

تبلیغی جماعت کے نقائص

سوال: موجودہ فسادِ دین کے زمانہ میں عمومی تبلیغ کا صحیح طریقہ کیا ہونا چاہئے، آج کل جو تبلیغی نہج پر کام ہورہا ہے وہ بظاہر بہت نافع نظر آرہا ہے، لیکن اکثر و بیشتر جگہ دیکھا گیا ہے کہ جو تبلیغی کارکن ہیں اسی نہج پر کام کرتے ہوئے جنکو عرصہ گزر رہا ہے اور اس کام میں جڑنے کی برکت سے بہت سے فرائض سے آشنا ہوئے اور عملی حیثیت سے حج وزکوۃ وغیرہ جیسے فرائض کو انجام دے چکے ہیں، آج برسوں کے بعد ان کو دیکھا جارہا ہے کہ وہ علانیہ جن شادیوں میں منکرات ہیں شرکت کرتے ہیں، مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرتے ہیں، چھوٹے چھوٹے قریوں میں جہاں شرائطِ نہیں پائے جاتے جمعہ ادا کرتے ہیں اور بوقتِ عیدین بعد نماز مصافحہ ومعانقہ کرتے ہیں، اور جن تبلیغی کارکن حضرات کو دینی مدارس میں چندہ دینے کا شرف بھی حاصل ہے وہاں باوجود بتلانے کے پردہ سے طالبات کی تعلیم کا نظم نہیں کرتے ہیں، اور یومیہ مروجہ فاتحہ وغیرہ جیسی رسومات میں شریک ہوتے ہیں، بعض کارکن حضرات کی خدمت میں یہ بھی گزارش کی جاتی ہے کہ بھائی دیکھو فلاں محقق بزرگ خلیفۂ تھانوی وغیرہ ہمارے مقام پر ہماری طلب پر آنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس سلسلہ میں کوشش کریں گے مگر باوجود اطلاع ہونے کے شریک نہیں ہوتے، برخلاف اس کے اگر کوئی بزرگ یا عالم ان کی موجودہ جماعت کا حامی سائی وداعی آنا چاہے وہ ان بزرگوں سے مرتبہ میں اور علم میں کتنا ہی گھٹیا کیوں نہ ہو مگر اس

یہاں سے صفحہ ۱۲۶ تک فتاوی محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۳۵ تا ۲۵۰ سے ماخوذ ہے کچھ تغیر کے ساتھ)

کے لئے بڑے اہتمام سے اسٹیشن میں آدمی بھیجے جائیں گے، اور انکا ادب واحترام کر کے انکے آدمی کو اطلاع بھی کی جائیگی اور جگہ جگہ بیانات بھی ہونگے، مگر اسکے برخلاف ایک محقق عالم اور مصلحِ زمانہ کی آمد کی اطلاع دی جاتی ہے تو اس وقت منہ غم سے سکڑ جاتا ہے اور اس سلسلہ میں کوئی اہتمام نہیں ہوتا اور بعضوں کی یہ حالت ہے کہ روزمرہ کی تعلیم کے سلسلہ میں جو کوئی تبلیغی لگاؤ کا آدمی ہو وہ کتاب سناتا ہے اور وہ نہ ہو تو ان میں کا ایک آدمی جو لگاؤ رکھتا ہے مگر کتاب وغیرہ پڑھنے سے معذور ہو تو وہ کسی ایسے شخص کو کتاب پڑھنے کے لئے دے گا جسکو دیکھ کر اردو صحیح پڑھنا نہیں آتا مگر ایسا شخص یا بعض اوقات علماء حضرات بھی موجود ہوتے ہیں جو زیادہ اچھے طریقہ سے ان شاء اللہ کتاب پڑھ سکتے ہیں، مگر بدقسمتی سے ان کا حال یہاں یہ ہے کہ وہ اس کام سے والہانہ لگاؤ نہیں رکھتے، انکا طریقہ ایسا ہے کہ بوقتِ ضرورت مسائل کے خلاف ہونے پر بعض وقت ان لوگوں کو مسئلہ بتانے پر نہیں مانتے بلکہ خود اپنی عملی علحدگی اختیار کرتے ہیں، ایسے عالم کو بھی کتاب نہیں دیتے ہیں، اس کو چھوڑ کر دوسرے اناڑی کو کتاب سنانے کے لئے دیتے ہیں جسکے اردو کے جملے غلط ہونے کی بناء پر جہلاء میں ہنسی مذاق کا ذریعہ بن رہا ہے اور بعض اہلِ علم نے بھی اس کمی کو دیکھ کر ٹوکا مگر پھر بھی اسکے باوجود جاہلوں کو کتاب سنانے کا موقعہ دیتے ہیں۔

غرض مندرجہ بالا منکرات کا جو درجہ ہے اس کو بتلا کر منکر سے اجتناب کرنے کی گزارش عمومی اور خصوصی طور سے کی جاتی ہے تو کہتے ہیں ایسا کرنا مصلحت کے خلاف ہے اس لئے کہ آج وہ زمانہ کہاں رہا کہ لوگوں سے ہم چھوٹی چھوٹی

منکرات کی خاطر علیحدگی اور ناراضگی کا اظہار کرسکیں ، اسلئے کہ آج لوگ فرائض سے بھی نا آشنا ہیں ، ایمان ان کا بہت کمزور ہوگیا ہے ، کیا ان حضرات کا ایسا کہنا بجا اور درست ہے ، کیا اس زمانہ کے فساد کی خاطر عوام و خواص کے اتحاد و اجتماعی کام کی انجام دہی کی خاطر ، مکروہ تحریمی اور بعض بدعات والے اعمال کو اختیار کرلیا جائے اور ان کی ہاں میں ہاں ملا کر ان کی دلشکنی نہ ہو ، اور وہ کہیں اتنے سخت احکامات دیکھیں تو بھاگ نہ جائیں ، اسلئے ہم سابق اور پرانے کارکن حضرات کو ان کی اصلاح کی خاطر خصوصاً غیر عالم یا عالم تھوڑی دیر کے لئے ان کی تالیفِ قلوب کی خاطر منکرات میں مبتلا ہوجانا درست ہے ؟

اس سے کہیں ایسا تو نہیں ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی خاطر جو منکر کو دل سے برا سمجھکر کیا ہے تو وہ عندالشرع معصیت کے عذاب و پرسش سے بری ہوتا ہے یا کیا حکم ہے؟

(۲) ۔ آج کل کے تبلیغی کارکن حضرات میں بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ آج عموی لوگوں میں دین کے احیاء کا صرف یہی ایک واحد ذریعہ ہے اور یہ کام منہاجِ نبوت ہے اسکے سوا دوسرے طریقۂ تبلیغ کو جس میں مشائخ حضرات وغیرہ لگے ہوئے ہیں کم نافع بلکہ بے سود ہونے کے درجہ میں سمجھتے ہیں ، یہ خیالات و اقوال ان حضرات کے کہاں تک صحیح ہیں ؟

(۳) ۔ جب کوئی شخص ہر منکر سے بچنے کی سعی کرتا ہے اور ہمارے امی نبی ﷺ کا بھی کارِ منصبی عموی تبلیغ ہے ، سمجھ کر ان جماعتوں کے ساتھ باوجود معصیت نکل جائے تو کیا عموی اور جماعتی مصلحت کی خاطر دل سے برا سمجھتے ہوئے جماعت کے ساتھ دے ، یا اس وقت بھی ادباً عرض کر کے معصیت سے اجتناب کیا جائے ،

جب ان میں رہ کر ایسا کرتے ہیں تو کہتے ہیں بہت متشدد ہے اور اسکی وجہ سے جماعتی کام متاثر ہوتا ہے، تو اب ایسا خیال ہے تو پھر ایسے شخص کو صرف مقامی اجتماعات اور گشت کی حد تک ساتھ دیکر پھر خاموش رہنا یا بالکل شرکت ہی نہ کرنا چاہئے یا کیا کرے؟ رہبری چاہتا ہوں، جملہ مقاصد کے لئے رہبری چاہتا ہوں. فقط

العارض احقر عبد الحمید عفی عنہ　مدرس مدرسہ باب العلوم منڈی بازار۔ ایم۔ پی

الجواب :　حامداً و مصلیاً

(۱)۔　جو چیزیں شرعی منکرات ہیں انکو منکر سمجھنا اور حسب حیثیت ان پر نکیر کرنا ضروری ہے ان میں شرکت جائز نہیں، اگر تبلیغی کارکن منکرات میں شرکت کرتے ہیں تو وہ غلطی کرتے ہیں ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ منکر پر نکیر سے پہلے ذہن کو کچھ ہموار کیا جائے تاکہ وہ نکیر کو قبول کرلے اور اس سے باز آجائے، نیز ذہن کو ہموار کئے بغیر نکیر بے تاثیر ہوتی ہے، بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ انکا ایمان بہت ضعیف ہے علم بھی انکو حاصل نہیں، ان کیلئے پہلے ایمان کی چیزوں کو پیش کرنا ضروری ہے ان پر نکیر منکراتِ متعلقہ اعمال کا وقت دیر میں آتا ہے، حضرت اقدس تھانویؒ اور انکے خلفاء کے اقوال واحوال سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے، کسی محقق عالم مصلح کی تشریف آوری پر منہ چڑھانا اور ان سے استفادہ نہ کرنا بڑی محروی ہے، تبلیغی جماعت کو اس کی ہدایت نہیں بلکہ انکو تاکید کی جاتی ہے جس بستی میں جانا ہو وہاں کے اہلِ علم کی خدمت میں ضرور حاضر ہوں اور ان سے دعاء کی درخواست کرو خواہ تبلیغی کام سے انکو والہانہ تعلق ہو یا نہ ہو، بعض اہلِ علم اور تعلیم یافتہ حضرات کے متعلق اس کا بھی تجربہ ہوا کہ انکے اعزاز کی خاطر ان سے تقریر یا کتاب سنانے کی درخواست کی

گئی تو انھوں نے پھر تبلیغ اور تبلیغی جماعت کی اصلاح کے نام پر بہت کچھ نا زیبا الفاظ فرمائے یا موضوع سے ہٹ کر مروجہ پیشہ ور واعظوں کی طرح قصے اور چٹکلے سنا کر سامعین کا وقت ضائع کیا، مگر سب ایسے نہیں ہیں، جنکے متعلق اطمینان ہو کہ کام سے والہانہ تعلق نہ رکھنے کے باوجود کام اور جماعت کے متعلق مفید باتیں بتائیں گے ان سے استفادہ کرنا چاہئے، لیکن مقدر سے یہ چیز مرض کے درجہ تک پہونچ گئی ہے، دیگر جماعتیں اور ادارے بھی اس مرض سے خالی نہیں، حضرت تھانویؒ کے بعض مجازین کے مریدوں کو بھی دیکھا ہے کہ وہ اپنے پیر کے علاوہ دوسرے مجاز سے نہ عقیدت رکھتے ہیں نہ استفادہ کرتے ہیں، نہ کشادہ روئی سے ملاقات کرتے ہیں، کہیں موقعہ ہوتا ہے تو کتراجاتے ہیں، بعض مرتبہ زبانی یا تحریری الفاظ بھی نا شائستہ کہتے اور لکھ دیتے ہیں مگر یہ خود ان کی غلطی ہے، یہ نہیں کہا جائیگا کہ حضرت تھانویؒ کی تعلیم ہے یا ان کے خلفاء کی تعلیم ہے، استغفر اللہ.

(۲)۔ خانقاہوں اور مدارس کا کام بہت اہم ہے اسکو بے سود کہنا گمراہی ہے، اتنا ضرور ہے کہ مدارس وخانقاہوں میں وہ آتے ہیں جنکے دل میں طلب ہو، جنکے دل میں طلب نہ ہو وہ نہیں آتے، اور اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے، تبلیغی جماعت بے طلب لوگوں کے پاس جاتی ہے جس طرح نبی اکرم ﷺ بے طلب لوگوں کے پاس تشریف لے گئے، اس اعتبار سے تبلیغی جماعت کا کام زیادہ پھیلا ہوا ہے اور اسکا نفع بھی ظاہر ہے، لیکن یہ تقابل کا طریقہ ہرگز نہ اختیار کیا جائے، اس میں فتنہ ہے، اپنی اپنی جگہ پر سب حضرات کا کام بہت ضروری اور اہم ہے کسی سے استغناء نہیں، ہر ایک کو دوسرے کے کام کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے، تخریبی تنقید سے بچنا

چاہئے ، ورنہ اس تخریبی تنقید کا عمومی دروازہ کھل گیا تو بس تنقید، تحمیق ، تجہیل ، تفسیق، تضلیل کا بازار گرم ہوکر تکفیر تک نہ پہونچ جائے، کوتاہیوں سے کون خالی ہے۔

(۳) ۔ منکر ومعصیت میں شرکت نہ کرے ، اگر جماعت میں نکلے اور وہاں شرکتِ معصیت پر مجبور کیا جائے تو ان سے کہدے کہ میں معذور ہوں اس پر وہ مجبور کریں تو ان سے رخصت ہوکر چلا آئے، آئندہ اگر وہ جانے کے لئے کہیں تو شرط کرلے کہ میں معصیت میں شریک نہ ہونگا یہ شرط منظور ہوتو میں چلتا ہوں ورنہ مجھے معاف کیا جائے ، ہر جماعت میں تو شاید یہ بات نہ ہوکہ معصیت میں ضرور شرکت کرتی ہو، ایسی جماعت کے ساتھ چلا جایا کرے جس میں معصیت میں شرکت نہ ہوتی ہو ،ورنہ مقامی گشت و اجتماع پر کفایت کرلیا کرے۔ فقط واللہ تعالی اعلم .

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۶/۲۹ / ۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند

تبلیغ و تعلیم

سوال : (۱) ۔ بعض فارغ مولوی موجودہ صورتِ تبلیغ میں شریک ہونے کو فرض کہتے ہیں ، اس کی کوئی فقہی اصل تحریر فرمائیں .

(۲) ۔ مدرسہ اور خانقاہ سے موجودہ صورتِ تبلیغ افضل ومندوب ہے یا نہیں ؟ ان کا کہنا درست ہے یا نہیں ؟

(۳) ۔ اہلِ علم حضرات کا تبلیغی کام میں لگنا زیادہ بہتر ہے یا تعلیم میں ، دینی رجحانات پامال ہو چکے ہیں ، مدارس جو چل رہے ہیں وہ ٹوٹ رہے ہیں،

خانقاہیں ویران ہو رہی ہیں ، دینی رجحانات اگر عام ہوجائیں تو سب زندہ ہو جائیں گے ، اس اعتبار سے وقتی طور پر اہلِ علم حضرات کا تبلیغ میں لگ کر دینی رجحان پیدا کر کے ہزار ہا مدارس وخانقاہوں کو آباد کردینا زیادہ بہتر ہے یا تعلیم میں لگنا ؟ المستفتی محمد انصار

الجواب : حامداً و مصلیاً

عقائدِ حقہ ، اخلاقِ فاضلہ ، اعمالِ صالحہ کی تحصیل فرض ہے اور حسب حیثیت اس کی تبلیغ اور اشاعت بھی لازم ہے ، مگر تحصیل و تبلیغ کی کوئی معین و مشخص صورت علی الاطلاق لازم نہیں کہ سب کو اس کا مکلّف قرار دیا جائے ، مدارس ، خانقاہوں ، انجمنوں ، کتابوں ، رسالوں ، اخباروں ، مواعظ ، مذاکرے ، تقاریر ، مجالسِ تعلیمات ، توجہات اور انکے علاوہ بھی جو جو صورتیں مفید ومعین ہوں انکو اختیار کیا جاسکتا ہے جب تک ان میں کوئی قبح ومفسدہ نہ ہو ، مختلف استعداد رکھنے والوں کے لئے کوئی خاص صورت اسہل وانفع ہو اسکا انکار بھی مکابرہ ہے ، اور اس خاص صورت کو ہر شخص کے لئے لازم قرار دینا بھی تضییق وتحجیر ہے ، اگر کسی فرد یا جماعت کے لئے اسبابِ خاصہ کی بنا پر دیگر طرق مسدود ہوں اور کوئی ایک ہی طریقہ متعین ہو تو ظاہر ہے کہ اس صورت کو لازم کہا جائیگا اور تخییر میں تحجیر ہوگی ، مثلاً کفارۂ یمین میں اشیاء ثلاثہ تحریر رقبہ ، اطعام عشرۃ مساکین اوکسوتہم میں تخییر ہے لیکن اگر کسی پر ان میں سے دو کا راستہ مسدود ہو تو ایک کی تعیین خود بخود لازم ہوجائیگی ، اور جیسے اضحیہ میں اشیاء ثلاثہ شاۃ ، بقر ، ابل میں تخییر ہے مگر دو کے مفقود ہونے سے ایک کی تعیین لازم ہوگی ، التقریر والتحبیر میں اس کی تفصیل مذکور ہے .

تبلیغی جماعت کا اصل مقصد دین کی طلب کا عام کرنا ہے جس سے مدارس کو طلبہ بھی کثرت سے ملیں، اور خانقاہوں کو ذاکرین بھی کثرت سے ملیں، اور ہر مسلمان کے دل میں دین کی اہمیت پیدا ہو، اہلِ مدارس اور اہلِ علم حضرات کو حسبِ موقع تعاون کرنا چاہئے، اگر اس میں کوتاہی اور خلافِ اصول چیزیں دیکھیں تو خیر خواہی اور ہمدردی سے ان کی تصحیح کریں، اصلاح فرمائیں، اور جماعتوں کے ذمہ ضروری ہے کہ خانقاہوں اور مدارس کا پورا احترام کریں اور اپنی اصلاح کے لئے ان حضرات سے مشورہ لیں اور ان کی ہدایات کو دل وجان سے قبول کریں، ان کو ہرگز ہرگز یہ دعوت نہ دیں کہ یہ حضرات اپنے دینی مشغلہ کو ترک کردیں اور مدارس وخانقاہوں کو بند کرکے تبلیغ کرنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوں، دینی مدارس کا قیام از حد ضروری ہے، ورنہ صحیح علماء پیدا ہونے بند ہوجائیں گے اور دین جاہلوں کے ہاتھ میں جاکر کھلونا بن جائیگا، خانقاہوں کا قیام بھی ضروری ہے اسلئے کہ محض کتابیں پڑھنے سے عامۃً تزکیۂ باطن نہیں ہوتا، اور بغیر اخلاق رذیلہ کی اصلاح کے اخلاص پیدا نہیں ہوتا جو کہ روح ہے جمیع اعمالِ صالحہ کی، تمام اعمال بغیر اخلاص کے ایسے ہیں جیسے بے جان ڈھانچہ، اخلاص اکابرِ اہل اللہ کی صحبت اور ہدایات پر عمل کرنے کی برکت سے حاصل ہوتا ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت مرفوع ہے لکل شیء معدن ومعدن التقوی قلوب العارفین (جمع الفوائد)

امید ہے کہ اس تحریر سے ہر سہ سوالات کے جوابات نکل آئیں گے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۳/۳/۸۸ھ

تبلیغی چلہ کا حکم

سوال : مروجہ تبلیغ جماعت جس کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ہیں، لوگوں کو چلہ یعنی چالیس دن کا انتظام کر کے تربیت دیتی ہے، آیا یہ چلہ کی رسم بدعت ہے یا مستحسن ؟

الجواب: حامداً ومصلیاً، جس نیک کام پر چالیس روز پابندی کیجائے اس پر بہت اچھے ثمرات ونتائج مرتب ہوتے ہیں اور اس کام سے خاصا لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے، یہ بات حدیث شریف سے ثابت ہے اور بہت سے اکابر ومشائخ کا تجربہ بھی ہے۔

فقط واﷲ تعالیٰ اعلم. حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۴/۴/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۹/۴/۸۸ھ

نماز کے بعد فوراً تبلیغ

سوال : (۱) ۔ ہماری مسجد میں بعد نماز فجر تبلیغی نصاب کی تعلیم ہوتی ہے، کیسا ہے ؟ علیحدہ گوشہ میں بیٹھ کر تلاوتِ کلام پاک، درود شریف، کلمہ طیبہ پڑھنا بہتر ہے یا کتاب سننا ؟

(۲) ۔ پڑھنے والے اتنی زور سے پڑھتے ہیں کہ نماز میں انتشار پیدا ہوتا ہے، اس ہیئت سے پڑھنا کیسا ہے ؟

(۳) ۔ تبلیغی جماعت نے ہفتہ میں ایک دن مقرر کر رکھا ہے اور وہ عشاء کی نماز کے فوراً بعد اعلان کرتے ہیں جس کو سنن ونوافل پڑھنے ہیں وہ علیحدہ گوشہ

میں پڑھ لیں اور فوراً اپنی تقریر شروع کر دیتے ہیں ۔ فقط

الجواب: حامداً و مصلیاً، قرآن پاک کی تلاوت، درود شریف، کلمہ طیبہ کی فضیلت تو اس قدر عام ہے کہ اس میں کلام کرنے کی گنجائش نہیں لیکن ان چیزوں کیلئے دوسرا وقت نکالا جاسکتا ہے، اگر کوئی حافظ ہے تو وہ گوشہ میں بیٹھنے کا محتاج ہی نہیں، درود شریف کلمہ طیبہ بہر حال ہر شخص چلتے پھرتے بھی پڑھ سکتا ہے، اسلئے اگر اس معین وقت میں کتاب سنے جس سے دینی معلومات میں اضافہ ہو اور نامِ مبارک سنتے وقت درود شریف بھی پڑھتا رہے اور دوسرے وقت مسجد میں یا مکان میں دوسری چیز بھی پڑھ سکتا ہے تو دونوں کا فائدہ مستقل ہوگا ۔

(۲) ۔ قاری کو اسکی رعایت چاہئے کہ کسی کی نماز میں اسکی قراءت سے تشویش نہ ہو، اگر سب مجمع ایک جگہ کتاب سننے یا سنانے میں مشغول ہو اور کوئی ایک دو نمازی اپنی نماز پڑھنا چاہیں تو اس کو خود ہی خیال کرنا چاہئے کہ وہ اس مجمع سے الگ دور پڑھے، بہر حال طرفین اگر ایک دوسرے کی رعایت کریں تو نزاع پیدا نہ ہو ۔

(۳) ۔ جماعت کو چاہئے کہ لوگوں کو سنن پڑھنے کا موقع دے، سنن پڑھنے سے ہرگز نہ روکے، ہاں نوافل میں توسع ہے، تاہم تبلیغی جماعت کو حاکمانہ لہجہ اختیار نہیں کرنا چاہئے جس سے دوسروں کے اعمالِ صالحہ کی تحقیر ہو اور بددلی پیدا ہو کہ سخت مذموم ہے اور طریقۂ تبلیغ کے بھی خلاف ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۲۶ / ۷ / ۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ " " ۲۷ / ۷ / ۸۸ھ

کیا تبلیغ فرض ہے

سوال : تبلیغِ دین اس زمانہ میں واجب ہے یا کچھ اور ؟

الجواب : حامداً ومصلیاً ، تبلیغِ دین ہر زمانہ میں فرض ہے اس زمانہ میں بھی فرض ہے لیکن فرض علی الکفایۃ ہے ، جہاں جتنی ضرورت ہو اسی قدر اس کی اہمیت ہوگی ، اور جس جس میں جیسی اہلیت ہو اسکے حق میں اسی قدر ذمہ داری ہوگی ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صراحت قرآن کریم میں ہے ، سب سے بڑا معروف ایمان ہے اور سب سے بڑا منکر کفر ہے ، ہر مومن اپنی اپنی حیثیت کے موافق مکلف ہے کہ خدائے پاک کے نازل فرمائے ہوئے دین کو حضرت رسولِ مقبول ﷺ کی ہدایت کے موافق پہونچاتا رہے ۔ فقط واللہ اعلم حررہ العبد محمود غفی عنہ دار العلوم دیوبند

تبلیغ کا طریقہ

سوال : تبلیغ کا صحیح طریقہ کیا ہے ؟

الجواب : حامداً ومصلیاً ، جو لوگ براہِ راست تبلیغ کا طریقہ نہیں جانتے ہیں ان کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ دہلی نظام الدین میں تبلیغ کا مرکز ہے وہاں چلے جائیں اور وہاں کی ہدایت کے موافق کام میں لگ جائیں ۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۱۲/۱۴ھ

تبلیغ کا ثواب

سوال : کہا جاتا ہے کہ تبلیغ میں نکل کر عمل کرنے سے ایک کو ساٹھ لاکھ نیکیاں ملیں گی اور ایک ساعت تبلیغ میں نکلنا ستر سال گھر بیٹھے عبادت کرنے سے بھی افضل ہے اور انکی دعائیں پیغمبروں کی دعائیں جیسی قبول ہوتی ہیں اور ایک روپیہ اس راہ میں خرچ کرنے سے سات لاکھ روپیہ اس راہ میں خرچ کرنے کی مقدار ثواب ملتا ہے، آیا یہ مفہوم بعینہ حدیث سے ثابت ہے اور بات کہاں تک صحیح ہے اگر حدیث میں ہے تو کیا وہ حدیث صحیح بھی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً، خروج فی سبیل اللہ میں ہر نیکی سات لاکھ نیکی کا درجہ رکھتی ہے، یہ حدیث شریف الترغیب والترھیب میں حافظ عبد العظیم منذری نے بیان کی ہے، اور اسکو معتبر و معتمد قرار دیا ہے، خروج فی سبیل اللہ سے عامۃً یہ سمجھا جاتا ہے اس سے قتال فی سبیل اللہ مراد ہے لیکن یہ لفظ خروج فی سبیل اللہ بہت عام ہے، دین کی ہر جد جہد کیلئے نکلنا خروج فی سبیل اللہ ہے مثلاً علمِ دین سیکھنے کیلئے، وعظ کہنے کیلئے، اصلاحِ نفس کی خاطر کسی بزرگ کی خدمت میں جانے کیلئے، تبلیغ کے واسطے جماعت بنا کر نکلنے کیلئے، کہیں فساد ہوگیا ہو تو مظلوموں کی امداد کیلئے، اہلِ باطل کے فتنہ سے مسلمانوں کی حفاظت کی خاطر مناظرہ کرنے کیلئے یہ سب خروج فی سبیل اللہ ہے حتی کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں جمعہ کے واسطے جانے کو بھی خروج فی سبیل اللہ تجویز فرمایا ہے جیسا کہ ج اص ۱۲۴ میں ہے اپنے گھر بیٹھ کر دعاء وعبادت کرنے اور خدا کی راہ میں نکل کر دعا اور عبادت کرنے

میں بھی بڑا فرق ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی بعثت کا مقصود اسی دینِ حق کی تبلیغ واشاعت ہے لہذا جس کی زندگی اس راہ سے زیادہ قریب ہوگی اس کو اسی قدر انبیاء سے دعا وعبادت میں زیادہ قرب ہوگا. فقط واللہ اعلم. حررہ العبد محمود عفی عنہ ۲۴ / ۵ / ۸۹ ھ

تبلیغ میں ہر نماز کا ثواب سات لاکھ

سوال: موجودہ تبلیغی جماعت میں بارہا سنا گیا ہے کہ اس جماعت میں نکلنے سے جو عمل کیا جاتا ہے وہ سات لاکھ گنا زیادہ ہوتا ہے یعنی ایک عمل گھر پر کیا گیا مثلاً ایک نماز گھر پر ادا کی گئی تو ایک ہی نماز کا اجر کا استحقاق ہے اور اگر وہی نماز تبلیغی جماعت میں نکل کر ادا کی جائے تو سات لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے، یہ کہاں تک درست ہے اور اسکی کیا اصل ہے، اور جو فضائل احادیث شریف میں مجاہدین کے سلسلہ میں وارد ہیں کیا تبلیغی جماعت میں کام کرتے والوں کو وہ فضائل حاصل ہونگے؟ فقط

الجواب: حامداً ومصلیاً، تبلیغ بھی ایک قسم کا جہاد ہے اور جہاد کے متعلق یہ بات ثابت ہے کہ کوئی شخص اس راہ میں نکل کر ایک روپیہ صرف کرے گا تو اسکو سات لاکھ روپے کا ثواب ملے گا، بلکہ ہر نیکی کا ثواب اسی طرح ہے، اور خدا کی راہ میں جو جان دیگا اسکا ثواب الگ مستقل ہے.

وعن علی وابی الدرداء وابی هريرة وابی أمامة وعن عبد الله بن عمر وعبد الله بن عمرو وجابر بن عبد الله وعمران بن حصين رضی الله عنهم اجمعين كلهم يحدث عن رسول الله ﷺ قال: من أرسل نفقة فی سبيل

الـلـه وأقـام فـی بیتـه فـلـه بکل درهم سبع مائة درهم ومن غزا بنفسه فی سبیـل الـلـه وأنـفـق فی وجهه ذلک فله بکل درهم سبع مائة الف درهم ثـم تـلا هـذه الآیة : والـلـه یضاعف لمن یشاء . مشکوۃ شریف ۲/ ۳۳۵.

فقط واللہ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند ۲۲/ ۵/ ۸۸ھ

تبلیغ میں ایک نیکی کا ثواب سات لاکھ

سوال : تبلیغی جماعت والوں کا کہنا ہے کہ اگر عید کی نماز اپنے گاؤں اور بستی سے باہر جماعت کے ساتھ کسی دوسری جگہ عیدگاہ میں پڑھیں تو اسکا ثواب سات لاکھ عید کا ملے گا، کیا واقعی احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو مجھے حوالۂ کتب تحریر فرمائیں۔

الجواب : حامداً و مصلیاً . الترغیب و الترهیب میں حافظ عبد العظیم منذری نے حدیث نقل کی ہے کہ راہِ خدا میں نکل کر ایک حسنہ کا ثواب سات لاکھ ہو جاتا ہے، جب آدمی خدا کے راستے میں نکلتا ہے تو جتنا بھی اللہ تعالی ثواب دیں اس کے خزانہ میں کمی تو نہیں آئیگی . فقط واللہ تعالی اعلم حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند

(فتاوی ج ۱۴ ص ۱۱۵)

کیا تبلیغی جماعت کے ساتھ جانا جہاد ہے؟

سوال (۱)۔ کیا تبلیغی جماعت کے ہمراہ جا کر لوگوں کو صرف نماز کی دعوت دینا جہاد ہے؟

تبلیغ میں ایک قدم پر سات لاکھ کا ثواب

سوال (۲)۔ تبلیغی لوگ فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت کے ساتھ چلکر مسلمانوں کو نماز کی دعوت دینے سے اللہ پاک ایک قدم پر سات لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے، یہ بات قرآن پاک یا حدیث پاک سے کہیں ثابت ہو تو ہمیں ضرور مطلع فرمائیں۔

تبلیغی جماعت سے متعلق حضرت تھانویؒ کی رائے

سوال (۳)۔ تبلیغی جماعت کے متعلق حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خیالات کیا تھے؟ اگر وہ خیالات کسی کتاب میں شائع ہوئے ہوں تو اس کتاب کا نام کیا ہے؟

تبلیغی جماعت میں دین سیکھنا

سوال (۴)۔ اگر کسی شخص کو نمازِ جنازہ بھی پڑھنا نہ آتی ہو، اور قرآن پاک کی کسی آیت کا مطلب بھی نہیں سمجھتا ہو تو کیا ایسا شخص بھی تبلیغی کام کرسکتا ہے؟

الجواب : حامدا و مصلیاً

(۱)۔ جہاد کہتے ہیں خدا کے دین کی خاطر محنت ومشقت جد جہد کرنے کو، اس کی بہت سی صورتیں ہیں، ایک صورت یہ بھی ہے جو تبلیغی جماعت کرتی ہے، اور خدا کے راستہ میں جان دیدینا یعنی دشمنوں سے لڑتے ہوئے اللہ تعالی کے لئے مقتول ہوجانا یہ جہاد کا بڑا درجہ ہے جو کہ قتال سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

(۲)۔ اس مضمون کی حدیث الترغیب والترھیب میں حافظ عبدالعظیم المنذری نے

روایت کی ہے.

(۳)۔ مستقلاً کسی کتاب میں ان کی رائے میں نے نہیں دیکھی، البتہ دوسرے حضرات نے خود ان سے سن کر جو نقل کیا ہے وہ متعدد جگہ دیکھی ہے، ایک چھوٹا سا رسالہ ’چشمۂ آفتاب‘ ہے اس میں متعدد اکابر کے خطوط تبلیغی کام سے متعلق شائع ہوئے ہیں، اس میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ کی رائے بھی منقول ہے، یہ رسالہ دفتر ماہنامہ نظام کرنیل گنج کانپور یو پی سے شائع ہوا ہے.

(۴)۔ تبلیغی کام اور جماعت کا مقصود دین سیکھنا اور سکھانا ہے؟ بہت بڑی تعداد مسلمانوں کی ایسی ہے جو دین سے بالکل ناواقف تھی، تبلیغی جماعت کے ساتھ ایک دو چلّے کیلئے نکلے، وہاں وضو، غسل، نماز، قرآن پاک، نماز جنازہ بہت کچھ انہوں نے سیکھا، مکان پر رہتے تو اپنے دھندوں میں لگے رہنے کی وجہ سے برسوں بلکہ شاید عمر بھر بھی اسکی نوبت نہ آتی، بعضوں کو بہت سی حدیث یاد ہوگئیں کہ اہلِ علم کی طرح دین کی معلومات کو بہت سلجھا کر تقریر کر لیتے ہیں، تبلیغی جماعت دین سیکھنے کیلئے مدرسہ کا کام بھی دیتی ہے، جن لوگوں کے پاس اتنا وقت نہ ہو کہ مدرسہ میں داخل ہو کر باقاعدہ پڑھیں، ان کے لئے تبلیغی جماعت میں رہ کر دین سیکھنا بہت آسان ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۱/۲۴ھ

(فتاوی محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۳۵ تا ۲۵۰ مع التغیر)

بغیر انتظام اہل وعیال تبلیغی چلہ میں نکلنا

سوال: مجھ ناچیز کو ناگپور ہونے والے اجتماع میں تبلیغی جماعت بمبئی کے حضرات دس روز کیلئے ناگپور لے گئے، گزشتہ ماہ کی ۲۶، ۲۷، ۲۸ تاریخ کو وہاں اجتماع شروع ہوا، اور ان تاریخوں میں تقریروں کے بعد مقرر صاحب یہ کہتے تھے کہ اس اجتماع کے بعد تین چلے یا کم از کم ایک چلہ کیلئے آپ لوگ ضرور نکلیں، اور نام لکھوائیں، بہت مجبور کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ بیوی بچوں کو چھوڑ دو، کاروبار بند کرو، اور ضرور تبلیغ کے لئے نکلو اور چلو، اگر کوئی معذرت چاہے کہ اسکی ایسی مجبوریاں ہیں جسکی وجہ سے وہ نہیں آسکتا تو وہ بیان کرتے کہ بس تم سب چھوڑ دو، ضرور نکلو، سب اللہ پر چھوڑ دو، اب یہاں مجھے حقوق العباد کے بارے میں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم سب چھوڑ دیں اور ان کے ساتھ نکل جائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً، جو شخص بیوی بچوں کیلئے روزانہ کماتا ہے اور انکے حقوق واجبہ ادا کرتا ہے تو وہ تبلیغی جماعت کیلئے اس وقت جائے جب نفقۂ واجبہ کے ادا کرنے کا انتظام کردے انکو بھوکا روتا چھوڑ کر نہ جائے، تبلیغی جماعت کے لوگ جس قدر بھی اصرار کریں انکے اصرار کی وجہ سے بغیر انتظام کئے ہرگز نہ جائے نہ ان سے بحث کرے بلکہ یہ کہدے کہ میں مقامی کام میں بھی حصہ لیتا ہوں، چلہ کیلئے نکلنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور کوشش کررہا ہوں کہ اللہ تعالی انتظام کردے تو نکلونگا، اور امید ہے

(یہاں سے صفحہ ۱۴۰ تک فتاوی محمودیہ ج ۱۴ ص ۹۷ تا ۱۱۷ سے ماخوذ ہے)

کہ اللہ تعالی انتظام کر ہی دے گا پھر نکلوں گا آپ بھی دعا کریں، اور اللہ تعالی سے دعا کرتا رہے اور کوشش میں لگا رہے، چلّوں کا موقع نہ ہو تو تین روز یا ایک روز کیلئے انتظام کر کے نکل جایا کرے، اس کا بھی موقع نہ ہو تو ہفتہ میں جس جگہ کام ہوتا ہو وہاں شرکت کرلیا کرے، اس سے وہ لوگ بھی اصرار نہیں کریں گے اور کام سے بھی تعلق رہے گا اس کا فائدہ بھی معلوم ہوگا، اور بحث کرنے کا نتیجہ کچھ اچھا نہیں ہوتا، تبلیغی جماعت کے جو لوگ اس طرح مجبور کرتے ہیں وہ اچھا نہیں کرتے انکے متعلق مرکز نظام الدین دہلی میں اطلاع کرنی چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۲۷/۷/۸۹ھ

تبلیغ کب سے فرض ہے؟

سوال: تبلیغ کس زمانہ تک فرض تھی اور نبی کریم ﷺ کے وصال کے کتنے دنوں پر فرضیت جاتی رہی، اور تبلیغ کا شرع شریف میں کیا درجہ ہے؟

الجواب: حامداومصلیا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم قرآن شریف میں ہے، اور وہ منسوخ نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے، اس کے شروط وآداب اتحاف، نہایۃ الامل وغیرہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفر لہ دار العلوم دیوبند ۲۷/۷/۸۹ھ

تعلیم و تبلیغ کی ضرورت

سوال: دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار یا پچیس ہزار کم وبیش انبیاء علیہم السلام

آئے ،اور سب نے دینِ حق کی دعوت دی اور گشت کیا، یہ گشت سنت ہے یا نہیں ؟

مبلغین حضرات اکثر اپنے گشت کی فضیلت بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گشت کرنا تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، اور اس گشت کو کرنے کے بعد جو نماز پڑھی جائیگی اسکی فضیلت سات لاکھ ہوجائیگی ، لفظ گشت کرنا سنت ہے، یہ کیسے ثابت کیا جائے؟ حوالہ حدیث سے دیں۔

(۲)۔ اللہ کے راستہ میں نکلکر ہر نیک عمل سات لاکھ بنجاتا ہے،نماز ، ذکر،قرآن اور ہر نیکی سات لاکھ بن جاتی ہے، نظام الدین مرکز کے اکابرین کہتے ہیں کہ یہ چودہ روایتوں سے منقول ہے،مسندِ احمد،مشکوۃ شریف،ترغیب وترہیب کا حوالہ دیتے ہیں۔

(۳)۔ کچھ لوگوں کا اعتراض ہے کہ حضور ﷺ نے کلمہ ، نماز کی دعوت ودینِ حق کی دعوت مسلمانوں کو دی تھی یا کفار کو، اور یہ تبلیغی مسلمانوں کوکلمہ نماز پڑھاتے پھرتے ہیں، کیا مبلغین اور مسلمانوں کومسلمان نہیں سمجھتے، یہ شک کرتے ہیں اورصرف اپنے آپ کو ہی مسلمان سمجھتے ہیں ، تو اس کا کیا جواب ہے ؟

الجواب: (۱،۲،۳)۔ اللہ کے رسول ﷺ کے کاموں میں تبلیغ بھی ہےاور تعلیم بھی ہے،چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے: یاایھا الرسول بلغ ما أنزل إلیک من ربک وإن لم تفعل فما بلغت رسالتہ (الآیۃ) سورہ مائدہ .

لقد من اللہ علی المؤمنین إذ بعث فیھم رسولاً من أنفسھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ (الآیۃ) سورہ آل عمران

آپ ﷺ نے دونوں ہی کام کئے ہیں تبلیغ کیلئے دوسروں کے پاس تشریف لے گئے ہیں، اور تعلیم کے لئے دوسرے لوگ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے ہیں، تبلیغ کا

معنی پہونچانا، اس کے لئے مبلغ کو جانا بھی ہوتا ہے، تعلیم کے معنی ہیں علم سکھانا اس کیلئے سیکھنے والے کو معلم کے پاس آنا ہوتا ہے، یہ دونوں کام امت کے سپرد بھی فرمائے: بلغوا عنی ولو آیة ۔ اخیر خطبہ میں ارشاد فرمایا: الا فلیبلغ الشاهد الغائب (الحدیث) یعنی جو شخص حاضر ہے جسنے براہِ راست مجھ سے دین سیکھا ہے وہ غائب تک پہونچا دے، دین کے ہر ہر جزء اور حکم کی تبلیغ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کی ہے، اسلئے کہ دین کا ہر حکم امانت ہے اسکا پہونچانا ضروری ہے، بعض چیزیں ایسی بھی تھیں کہ بعض صحابۂ کرامؓ نے بالکل اپنی اخیری حیات میں بیان فرمائی ہیں کہ کہیں یہ امانت ہمارے ذمہ باقی نہ رہ جائے، حضرت رسول مقبول ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر جس نے ایک دفعہ صدقِ دل سے کلمہ پڑھ لیا وہ مؤمن کامل ہوگیا اس کا درجہ اتنا بلند ہے کہ بعد والوں کو میسر نہیں، پھر اسکے دل میں ایسی لگن پیدا ہوجاتی تھی کہ وہ سارا دین سیکھنے کیلئے تیار ہوجاتا تھا، اور بے چین رہتا تھا اور خود حاضر ہوکر یا جس طرح سے بھی اس کو ممکن ہو دین سیکھتا تھا، ایک ایک حکم بتانے اور پہونچانے کیلئے اسکے پاس جانے کی نوبت نہیں آتی تھی، تاہم بعض احکام دوسروں تک پہونچانے کے انتظامات بھی کئے، کبھی کسی کو متعین کیا کہ گشت کر کے فلاں حکم پہونچادو کبھی لوگوں کو بلا کر جمع کردیا گیا پھر حکم سنادیا گیا، کبھی حج کے موقع پر آدمی بھیجے گئے کہ فلاں حکم کا اعلان کردو وغیرہ وغیرہ، اسکے علاوہ کلمہ طیبہ پڑھنے کا حکم سب ہی صحابۂ کرامؓ کو دیا گیا، اور فرمایا گیا کہ اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو لا الہ الا اللہ پڑھ کر، اسکا یہ مطلب نہیں کہ (معاذ اللہ) ان حضرات میں ایمان موجود نہیں تھا، یہاں دار العلوم میں بھی بعض حضرات معلم ہیں، ان کی درسگاہ میں علم سیکھنے کیلئے طلبہ حاضر ہوتے ہیں، اور

بعض حضرات مبلغ ہیں کہ وہ مختلف مقامات پر خود سفر کر کے جاتے ہیں اور دین پہونچاتے ہیں، آج یہ بات نہیں کہ جس نے کلمہ پڑھ لیا اس میں دین سیکھنے کی لگن پیدا ہوجائے یا وہ خود اپنی جگہ ایمان کی تجدید میں لگا رہے، عربی مدارس جگہ جگہ خدا کے فضل سے قائم ہیں تعلیم کا انتظام ہے مگر دین کی لگن نہ ہونے کی وجہ سے بہت کم آدمی اپنے بچوں کو علم سیکھنے کیلئے بھیجتے ہیں، مسجدیں ویران ہیں مسلمانوں کا محلہ ہونے کے باوجود کتنی مساجد ایسی ہیں جن میں اذان وجماعت کا اہتمام نہیں، کسی مسجد میں تنہا ایک شخص اذان کہتا ہے اور نماز پڑھ لیتا ہے، کسی میں دو تین نمازی ہوتے ہیں، ضلع کے ضلع ایسے ملیں گے جن میں کوئی عالم نہیں، حافظ نہیں، بہت علاقے ایسے ہیں جن میں بسنے والے مسلمانوں کو دین کی بنیادی چیزیں کلمہ وغیرہ بھی معلوم نہیں، صورت شکل، چال چلن، رسم ورواج کسی چیز سے بھی اسلام ظاہر نہیں ہوتا، رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے اور وہاں خبر تک نہیں ہوتی، پانچ وقت کی نماز ہی غائب ہے تو پھر تراویح کا کیا ذکر ہے، ہوٹل کھلے ہوئے ہیں اور خدا کے قانون روزہ کو علی الاعلان توڑا جارہا ہے، ان سب حالات کے پیشِ نظر دین حاصل کرنے کی لگن کا پیدا ہونا ضروری ہے، اس تبلیغ کا حاصل یہی ہے کہ دین سیکھنے کا جذبہ پیدا ہوجائے، کلمہ پڑھنے پڑھانے سے یہ ہرگز تصور نہ کریں کہ مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھا جاتا، کلمہ پڑھ کر اور پڑھا کر اس کا مطلب اور مطالبہ سمجھایا جاتا ہے اور جن کو کلمہ یاد نہیں انکو کلمہ یاد کرایا جاتا ہے، جنکو نماز یاد نہیں انکو نماز یاد کرائی جاتی ہے، جن کو مطلب یاد نہیں انکو مطلب سمجھایا جاتا ہے، اسکی بدولت بے شمار آدمی کلمہ سیکھ گئے، نمازیں سیکھ گئے، نمازیں پڑھنے لگے، حج میں کام کرنے کی وجہ سے بہت سے لوگوں کا حج صحیح طریقہ

پر ادا ہونے لگا، لوگوں میں دین کا عام چرچا ہونے لگا، جگہ جگہ دینی مکتب و مدرسے قائم ہوگئے، بڑی عمر کے لوگوں میں دین سیکھنے کیلئے سفر کرنے کا رواج ہوگیا، بکثرت لوگ زکوۃ دینے لگے، حرام معاملات سے پرہیز کرنے لگے، خدا کے راستے میں جدوجہد کیلئے جو شخص نکلے اسکے واسطے ہر نیکی کا ثواب سات لاکھ والی حدیث حضرت علی، ابوالدرداء، ابوہریرۃ، ابوامامہ، ابن عمر، جابر، عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، ومن أرسل بنفقة في سبيل الله وأقام في بيته فله بكل درهم سبع مائة درهم، ومن غزا بنفسه في سبيل الله وأنفق في وجهه ذلك فله بكل درهم سبع مائة الف درهم، ثم تلا هذه الآية : والله يضاعف لمن يشاء.

اس مضمون کی اور حدیثیں بھی ہیں، جمع الفوائد ج۲ص۳ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج۵ص۲۸۲ میں ملاحظہ فرمائیں، یہ روایت اصالۃً غزوہ اور جہاد سے متعلق ہیں، مگر جہاد کا مفہوم قتال سے عام ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۱۲/۱/۸۹ھ

تبلیغی جماعت میں تقریر کی حیثیت

سوال: قرآن وحدیث کی روشنی میں بات کرنے کیلئے صرف تبلیغی جماعت والوں ہی کو حق ہے یا اور کسی کو بھی؟ مثلاً کوئی عالم حافظ یا اور کسی بھی مسلک کا جیسے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی ان لوگوں کو قرآن وحدیث کی روشنی میں تبلیغی مرکز کے اندر وقتاً فوقتاً بیان کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح بعض تبلیغی جماعت والے یہ کہتے ہیں کہ یہاں مرکز میں اور کوئی بیان نہیں کرسکتا تبلیغی جماعت کے علاوہ، اگر کوئی قرآن و

حدیث کی روشنی میں بیان کرنا چاہتا ہے تو اسے روکنا کیسا ہے؟ روکنے والے کو گناہ ہوگا یا ثواب؟

الجواب: حامداً ومصلیاً۔ تبلیغی جماعت میں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی ہر مسلک کے آدمی کام کرتے ہیں کتاب بھی سناتے ہیں، گشت بھی کرتے ہیں، یہ تبلیغ کسی ایک مسلک کیلئے مخصوص نہیں ہے جس کو بھی دین سیکھنا اور پھیلانا مقصود ہو وہ اس جماعت میں کام کرتا ہے۔

جس مقصد کیلئے کوئی اجتماع کیا جائے اس میں اس مقصد کی بات کی جاتی ہے، دوسرا مقصد اگر چہ وہ درست اور شرعی مقصد ہو اسکو وہاں بیان کرنا مناسب نہیں، مثلاً ایک جگہ بخاری شریف کا درس ہو اور اسکے لئے طلباء اور اساتذہ جمع ہوئے ہوں اور احادیث کا بیان ہو رہا ہو تو کوئی شخص وہاں آکر قرآن شریف کی تفسیر بیان کرنا شروع کردے یا تبلیغی تقریر کرنے لگے تو اسکو روکا جائیگا، کہ یہاں اس وقت یہ مجمع بخاری شریف کے درس کیلئے جمع ہوا ہے آپ تفسیر یا تبلیغ دوسرے وقت کریں، اسی طرح اگر تبلیغ کیلئے مجمع ہے تو وہاں تبلیغ ہی کی بات کی جائیگی، کوئی اگر تفسیر یا بخاری کا درس دینے لگے تو اس سے کہا جائیگا کہ اس وقت یہ مجمع تبلیغ کی بات کیلئے جمع ہوا ہے، آپ اپنا کام دوسرے وقت کریں، اور یہ بات نہایت نرمی اور شفقت سے کی جائے جس سے کہ سمجھ میں آجائے اور کوئی فتنہ بھی نہ ہو، اور یہ بات بالکل کھلی ہوئی ہے، سب جانتے ہیں کہ تبلیغی جماعت میں عام تقریر تجربہ کار علماء ہی کو کرنی چاہئے جو ایسے نہ ہوں انکو چھ نمبر یا کوئی اور تبلیغی نصاب کی کتاب پڑھکر سنانی چاہئے، وہ عام تقریر نہ کریں۔ فقط واللہ اعلم املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۳/۶/۱۴۰۶ھ

تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت

سوال : موجودہ تبلیغ جس کا مرکز نظام الدین دہلی میں ہے ،اس تبلیغ کا کیا درجہ ہے؟ فرض،واجب،سنت یا مستحب؟ جولوگ اس میں نہیں جاتے ان سے مواخذہ ہوگا یا نہیں ؟ اور جو لوگ مدرسہ میں پڑھاتے ہیں انکو مدرسہ چھوڑکر تبلیغ میں جانا ضروری ہے یا نہیں ؟ اور جولوگ اس میں نہیں لگتے ہیں انکولعن اورطعن کرنا کیسا ہے؟ اسکوفرض، واجب قرار دینا کیسا ہے؟ اور اگر فرض یا واجب اور سنت ہے تو اس سے پہلے علماء وصلحاء و مشائخ حضرات سے ضرور واجب اور سنت ترک ہوئی ؟

الجواب: حامداًومصلیاً، حضورِاکرم ﷺ کالایاہوادین سیکھنا،اس پر یقین کرنا،اس پر عمل کرنا،اسکودوسروں تک پہنچانا نہایت اہم اورضروری ہے،امت نے اسکی اہمیت کو محسوس کیا،البتہ طریقہ اس کا یکساں اختیارنہیں کیا،کسی ایک طریقہ کوسب کیلئے لازم قرار نہیں دیا،وعظ وتقریر،درس وتدریس،تصنیف وتالیف،ارشادوتلقین،حسب استعداد مناسب طرق سے کام لیا گیا،جس طرح سے مدارس کا نصاب ونظم ہے کہ وہ نہایت مفید ہےاوراسکو برقرار رکھنا ضروری ہے مگر قرونِ اولی میں یہ طریقہ موجود نہ تھامحض اس بناء پر اسکوغلط نہیں کہا جائیگا،اورمتقدمین پر یہ الزام نہیں ہوگا کہ انہوں نے اسکو کیوں اختیارنہیں کیا،اس نصاب ونظم کی ترغیب دیجائیگی اسکی افادیت کو ثابت کیا جائیگا،لیکن جوشخص مدرسہ میں داخل نہ ہواسکومطعون وملعون نہیں قرار دیا جائیگا،بہت سے بہت کہا جائیگا کہ وہ اس نصاب کےفوائد سے بے بہرہ ہے،اس دور میں بے علمی،بے عملی عام ہے، مدارس میں اگر پڑھنے والوں کی تعداد قلیل ہے تو عوام تک دین پہونچانے اور

انکے دین کو پختہ کرنے کا ذریعہ موجودہ تبلیغی کام ہے جو کہ بے حد مفید ہے اور اس کا مشاہدہ ہے، لیکن جو شخص دوسرے طریقہ سے دین حاصل کرے اور دوسروں تک پہونچائے اسکو مطعون وملعون کرنا ہرگز جائز نہیں، جو حضرات تدریس میں مشغول ہیں وہ ہرگز اپنا مبارک مشغلہ ترک نہ کریں، البتہ فارغ اوقات میں تبلیغی جماعت کے ساتھ تعاون کرتے رہیں اور مقامی کام میں حصہ لیتے رہیں، طلباء کو اس سے باخبر کرتے رہیں، ہاں جو اہلِ علم حضرات تدریس کے مشاغل میں نہیں لگے ہوئے ہیں بلکہ فارغ ہیں انکی ذمہ داری زیادہ ہے وہ اس میں شرکت کریں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۱۲/۲۷/ ۹۱ھ

تبلیغی گشت والوں کے سامنے عذر بیان کرنا

سوال: (۱) جیسا کہ آجکل تبلیغی جماعت اپنے کام تبلیغ دین میں گاؤں در گاؤں لگی ہوئی ہے، اور سنتِ رسول کو زندہ کررہی ہے لیکن وہ حضرات اپنی تقریر کے بعد جماعت میں شامل ہونے کیلئے بہت ہی زیادہ تشدد اختیار کرتے ہیں، اور چلہ میں جانے کیلئے مجبور کرتے ہیں، اور مقامی جماعت گاؤں میں گشت کرتے وقت لوگوں کو اپنے پاس بلانے میں مجبور کرتے ہیں، اگر کوئی یہ عذر کرے کہ میں اس وقت کھانا کھارہا ہوں یا بیماری کی وجہ سے دوا لگا کر آرام کررہا ہوں، اور اپنے یہ اعذار بیان کرنے پر کیا وہ آدمی جو حقیقت میں ان کاموں میں مشغول ہے گنہگار ہوگا؟ خلاصہ یہ ہے کہ دینی کاموں میں مجبور کرنے کا کیا حکم ہے؟

تبلیغی پروگرام کی وجہ سے عشاء کو مؤخر کرنا

سوال: (۲) اور مغرب کی نماز کے بعد وہ حضرات اپنی تقریروں کا پروگرام رکھتے ہیں اور عشاء کی نماز کو اپنے مقررہ وقت سے ۱۱ بجے تک مؤخر کرتے ہیں اس میں وہ حضرات جو کہ ۱۱ بجے تک کا ٹائم نہیں دے سکتے وہ بغیر عشا کی جماعت میں شرکت کئے گھر واپس آجاتے ہیں، کیا تقریر کی وجہ سے عشاء کو مؤخر کرنا یہاں تک کہ دوسرے لوگ جماعت کے ثواب سے محروم ہو جائیں شرعاً جائز ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً (۱)۔ جو شخص واقعی کسی قوی عذر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے وہ اللہ کے نزدیک مجرم اور گنہگار نہیں، لیکن معمولی عذر کو بہانا نہیں بنانا چاہئے، چونکہ لوگوں کے ذہن میں آج کل دنیا کے کاموں کی عموماً جو اہمیت ہے اس کے مقابلہ میں دین کی اہمیت نہ ہونے کے برابر ہے، اسی لئے تبلیغی کام کرنے والے زیادہ زور دیتے ہیں، اور بعض ناواقف جو شیلے مبلغ حدود کو پہچانتے بھی نہیں۔

(۲)۔ مسجد کی جماعت اپنے وقت پر کی جائے، اپنے تقریری پروگرام کی وجہ سے جماعت کو زیادہ مؤخر نہ کیا جائے جس سے وہاں کے پابندِ جماعت نمازی بلا جماعت نماز پڑھیں (جماعت سے محروم رہ جائیں) یا کسی دوسری مسجد میں جائیں ہاں اگر وہاں کے سب ہی آدمی اس دینی کام کی قدر کرتے ہوں اور ایک دو آدمی شریک نہ ہوتے ہوں تو پھر ۱۱ بجے تک تاخیر کرنے میں بھی مضائقہ نہیں، ایک دو آدمی کو خود بھی ایثار سے کام لینا چاہئے، یعنی یہ سمجھیں کہ میری وجہ سے اس بڑے مجمع کے پروگرام میں تغیر ہونا مناسب نہیں، مخالفت کر کے یا شکوہ شکایت کر کے نہ اپنا وقار کھوئیں نہ اجر ضائع

کریں، معمولی بات کی وجہ سے زیادہ اثر نہیں لینا چاہئے، تبلیغی جماعت کو بھی اکرامِ مسلم کے تحت کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جس سے مسلم کے وقار کو صدمہ پہونچے، اس سے کام میں کھنڈت پڑتی ہے جو کہ دینی نقصان ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ ۲۴/۶/۹۰ھ الجواب صحیح بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۲۵/۶/۹۰ھ

بچوں کو بھوکا چھوڑ کر تبلیغ میں جانا، قرض لیکر تبلیغ میں جانا

سوال: ہمارا علاقہ پہاڑی ہے یہاں پر زیادہ تر جولائی کے مہینہ میں تبلیغی جماعتیں آتی ہیں، کیا یہ طریقِ تبلیغ درست ہے جبکہ بہت سے تبلیغی حضرات کہتے ہیں کہ تم بچوں کے نفقہ کا فکر نہ کرو، اللہ مالک ہے، بس ہمارے ساتھ چلو، اور بہت مجبور کرتے ہیں، حضرت والا اس سلسلہ میں وضاحت فرماویں کہ قرضہ لیکر تبلیغ کریں یا نہیں؟

الجواب: دین سیکھنا فرض ہے خواہ مدرسہ میں رہ کر ہو خواہ دینی کتابوں کا مطالعہ کر کے ہو، خواہ اہلِ دین کی صحبت میں رہ کر ہو، آجکل دین سے جس قدر غفلت و جہالت اور بے پرواہی ہے وہ ظاہر ہے محتاجِ بیان نہیں، اگر علاقہ ایسا ہے کہ نہ وہاں مدارس ہیں نہ اہلِ علم علماء ہیں، نہ دینی کتابوں کے دیکھنے کا شوق ہے نہ قابلیت ہے اس کیلئے تبلیغی کام کا یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ کچھ وقت نکال کر ہر قسم کے فکر سے خالی ہو کر دین سیکھنے کیلئے نکل جائیں، تجربہ سے ثابت ہے کہ اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے، کتنے آدمی اس طرح نماز وغیرہ کے پابند ہوگئے، کتنوں نے بہت سے ضروری مسائل سیکھ لئے، ان جماعتوں کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے، لیکن بعض آدمی جوش میں آکر واقعۃً حدود کی رعایت نہیں کرتے، اس سے نقصان پہونچتا ہے، یہ انکی غلطی

ہے، انکو تبلیغی علماء کے ذریعہ سے تنبیہ کرائی جائے اور انکے اصرار کی وجہ سے ہرگز حقوقِ واجبہ کو ضائع نہ کیا جائے بیوی بچوں کے نفقہ کا ادا کرنا ضروری ہے، بلا نفقہ کے انکو بھوکا چھوڑکر ہرگز نہ جائیں اگر اپنے پاس پیسہ نہ ہو تو انکے کہنے کی وجہ سے قرض نہ لیں، اگر جلدی ادا کرنے کی صورت ہو پھر حسبِ حیثیت قرض لینے کی بھی گنجائش ہے، حضرت نبی اکرم ﷺ کے وقت میں باقاعدہ مدرس نہیں تھے ایسے ہی لوگ دین سیکھا کرتے تھے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (ص ۱۱۶ ج ۱۴ بھی دیکھئے)

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۶ / ۸ / ۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ " "

باپ کی مرضی کے بغیر جماعت میں جانا، اور قرض لیکر جانا

سوال (۱)۔ : زید نے تبلیغی جماعت میں جانے کیلئے چار ماہ لکھوا رکھے ہیں، زید کے باپ نے معلوم ہونے پر زید کو جماعت میں جانے سے منع کیا کہ میرے اوپر خرچ کا بار پڑیگا اور زید اپنے باپ کو ماہانہ دیتا ہے جب وہ جماعت میں جائیگا تو وہ رقم باپ کو نہیں ملے گی، زید یہ کہتا ہے کہ میں نے وعدہ کرلیا ہے مجھے جھوٹا ہونا پڑیگا، دوسرے یہ بھی کہتا ہے کہ تبلیغی جماعت میں جانا چونکہ فرضِ عین ہے، لہذا باپ کی مرضی کے بغیر جماعت میں جاسکتے ہیں؟

(۲)۔ اگر باپ کے اوپر خرچ کا بار نہ پڑے یعنی زید خرچہ دیدے اور باپ پھر بھی اجازت نہ دے تو کیا بلا اجازت جماعت میں جاسکتے ہیں؟

(۳)۔ کیا باپ کو ناراض کر کے جماعت میں جاسکتے ہیں؟ اور قرض لیکر جماعت

میں جا سکتے ہیں ؟

(۴) ۔ تبلیغی جماعت میں جانا فرضِ عین ہے یا فرضِ کفایہ ؟

(۵)۔ صحابۂ کرامؓ اور تابعینؒ نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے یا نہیں ؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ۔(۱) تبلیغی جماعت میں جانا تو فرضِ عین نہیں البتہ دین سیکھنا فرضِ عین ہے، خواہ مدرسہ میں داخل ہوکر یا خارجِ مدرسہ پڑھکر ہو خواہ اہلِ علم اور اہلِ دین کی خدمت میں جاکر ہو، خواہ تبلیغی جماعت کے ساتھ ہو، بلا وجہِ قوی کے وعدہ خلافی کرنا گناہ ہے، جہاں تک ہو سکے وعدہ پورا کرنا چاہئے، جس وعدہ کیلئے وقت مقرر نہیں کیا اسکے پورا کرنے میں کچھ تاخیر ہوجائے تو یہ وعدہ خلافی اور جھوٹ نہیں .

(۲) ۔ اگر باپ بلا وجہ تبلیغی جماعت میں جانے سے روکے تو اسکی اطاعت لازم نہیں جیسے کہ علمِ دین حاصل کرنے سے روکنے میں اسکی اطاعت لازم نہیں ، اگر قرض ادا کرنے کا بھی انتظام ہوجائے تو جس طرح دیگر ضروریات کیلئے قرض لینے کی اجازت ہے اسی طرح تبلیغ میں جانے کیلئے بھی قرض لینے کی اجازت ہے .

(۳) ۔ حقوقِ واجبہ کو تلف کر کے تبلیغ میں جانے کی اجازت نہیں ، بیوی بچوں اور ماں باپ کا نفقہ اگر اسکے لازم ہو تو اسکا انتظام کرنا واجب ہے، اسکو ترک کریگا تو گنہگار ہوگا ، اسی طرح اگر ماں باپ ضعیف یا بیمار ہوں یا جسمانی خدمت کے محتاج ہوں تو انکی جسمانی خدمت بھی لازم ہے ،اسکو ترک کر کے بھی تبلیغی جماعت میں جانے کی اجازت نہیں اگر حقوقِ واجبہ کا بھی انتظام ہو اور جسمانی خدمت کی بھی انکو حاجت نہ ہو تو پھر انکو خود ہی منع کرنے کا حق نہیں ، منع کرنے پر بھی اگر تبلیغ میں چلا گیا تو گنہگار نہیں ہوگا.

(۴) ۔ اس کا جواب اوپر آچکا ۔
(۵) ۔ ان حضرات نے بھی دین سیکھنے اور اسکو پھیلانے کا فریضہ انجام دیا ہے، وہ بڑے انہماک سے یہ کام کرتے تھے، جماعتیں بھی نکلتی تھیں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ بھی انتظام فرمایا کرتے تھے، ازالۃ الخفاء اور حیات الصحابہ میں تفصیلات مذکور ہیں، فتح االقدیر میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ ڈیڑھ ہزار کی جماعت لیکر کوفہ تشریف لیگئے ۔فقط واللہ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند ۲۲/۱۰/۹۲ھ

کیا تبلیغ تعلیم سے افضل ہے

سوال: یہاں ایک مسئلہ بہت عام ہوگیا ہے وہ یہ کہ تبلیغی کام تعلیمِ دین سے (ناظرہ قرآن ہی کیوں نہ ہو) زیادہ اہم اور افضل (فرض) ہے، گزارش یہ ہے کہ تبلیغی کام تعلیمِ دین سے (ناظرہ قرآن ہی کیوں نہ ہو) کیا افضل ہے؟ بیان فرمائیں ۔
الجواب: حامداً و مصلیا ۔ یہ خیال اصولِ تبلیغ کے بھی خلاف ہے یعنی علم چھوڑ کر تبلیغ میں جانا غلط ہے، البتہ تعطیل اور فارغ اوقات میں جانا بہتر ہے، نیز کسی مدرس کو مجاہدہ کی مشق کیلئے یا کسی اور مصلحت کے تحت اگر کبھی تبلیغ کیلئے بھیجا جائے اس طرح کہ اسکے متعلق تعلیم میں بھی حرج نہ ہو تو یہ دوسری بات ہے ۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند ۲۶/۲/۹۱ھ
الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ " " "

(فتاوی محمودیہ ج ۱۴ ص ۹۷ تا ۱۱۶ کچھ تغیر کے ساتھ)

تبلیغی جماعت کے متعلق
اہلِ بدعت کی پھیلائی ہوئی بدگمانیوں کا ازالہ

سوال: چند دن پہلے ملک ویتنام کے صدر مقام سائیگون شہر میں ہندوستان سے ایک تبلیغی جماعت آئی اور چند دن یہاں قیام کر کے تبلیغ و اشاعتِ دین کا اہم فریضہ انجام دیتی رہی، کچھ دن بعد یہ جماعت یہاں سے چلی گئی، اسکے بعد شہر کے جامع مسجد کے امام وخطیب نے لوگوں میں یہ بات پھیلانا شروع کردی کہ تبلیغ والے وہابی ہیں، اہلِ سنت والجماعت میں سے نہیں ہیں، اس سے اہلِ شہر میں ایک قسم کا اضطراب اور بے چینی پھیل گئی ہے، اور امام صاحب نے سیلون سے چند پمفلٹ منگوا کر لوگوں میں پھیلانا شروع کردیا جس میں مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا اسماعیل رحمۃ اللہ علیہما کے خلاف یہ تاثر پیش کیا گیا ہے کہ یہ لوگ سرکارِ دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں، اور اہلِ سنت والجماعت کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں، یہاں پر ان تمام واقعات نے بہت برا اثر پیدا کردیا ہے، اسلئے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اسکا مدلل جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

نیز مولانا محمد الیاس اور مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہما کے بارے میں یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ لوگ اہلِ سنت والجماعت میں سے نہیں ہیں، انکی کتابوں میں بہت سی غلط باتیں ہیں، آپ سے درخواست ہے کہ مذکورہ علماءِ کرام کی حقانیت

(یہاں سے ص ۱۵۴ تک فتاوی محمودیہ ج ۲۰ ص ۴۱ تا ۷۹ سے ماخوذ ہے کچھ حذف کے ساتھ)

کے بارے میں مدلل جواب دیں اگر دار العلوم دیوبند سے یا کسی اور جگہ سے تبلیغی جماعت اور ان اکابر کی براءت میں کتابیں شائع ہوئی ہوں تو اسکی نشاندہی فرمادیں تاکہ ان پر یہ کتاب بطورِ حجت پیش کرسکیں :

نیز ان حالات میں تبلیغی جماعت کا کام یہاں سائیگون میں ہوسکتا ہے یا نہیں ؟ اس بارے میں حقانی علماءِ کرام کی ایک کانفرنس ۱۰ ر اکتوبر ا۷ ء کو ہونا طے پائی ہے ، جس میں اس بارے میں مشورہ ہوگا ، آپ براہِ کرم ممکن حد تک جواب جلد عنایت فرماویں تاکہ ہم اسکو جماعت کے سامنے پیش کرسکیں .

مختصراً یہ کہ ہمارے یہاں تبلیغی جماعت کے خلاف لوگ ایک محاذ بنا چکے ہیں جس سے آئندہ کیلئے ایک رکاوٹ پیدا ہوگئی ہے مدلل جواب عنایت فرماویں تو بڑی نوازش ہوگی .

الجواب : حامداً و مصلیاً . تبلیغی جماعت کا مقصد دینِ برحق کی اشاعت ہے یعنی حضرت رسولِ مقبول سیدِ عالم ﷺ کو اللہ رب العزت نے جو دین عطا فرمایا اور اسکے کامل فرمانے کی بشارت اس آیتِ کریمہ میں دی الیوم أکملت لکم دینکم الآیۃ۔ اس دین کو دنیا کے تمام لوگوں کو پہونچادیں اور انکو سکھادیں ، اس مقصد کیلئے حدیث شریف کی روشنی میں جو جو ہدایات ملتی ہیں انکے تحت اور حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے جو جو صورتیں تبلیغِ دین کی اختیار فرمائیں ہیں ان کے تحت اپنے اپنے مکان سے نکلیں ، جماعتیں بنا کر بستی بستی میں گشت کریں ، اور اپنے بھائیوں کو انتہائی شفقت و محبت کے ساتھ مسجد میں لائیں ، دین کی اہمیت سمجھائیں ، حضرت رسولِ اکرم ﷺ کے حقوق بتائیں اور یہ ذہن نشین کرائیں کہ نجات کا راستہ صرف یہ ہے کہ

اپنی پوری زندگی کو حضرت رسولِ مقبول ﷺ کی سنت اور ہدایات کے موافق بنایا جائے، کوئی کام خلاف سنت نہ کیا جائے، جس قدر اس میں پختگی حاصل ہوگی اسی قدر دنیا میں بھی فتنوں سے حفاظت رہے گی، اور آخرت میں بھی، حضرت فخرِ عالم ﷺ کا قرب نصیب ہوگا، جس قدر سنت سے بعد ہوگا اسی قدر دنیا میں بھی فتنے بڑھیں گے اور آخرت میں بھی دوری رہے گی اسکے اصول ایسے مضبوط اور پختہ ہیں جن میں کسی کا اختلاف نہیں، ایک چھوٹی سی کتاب ہے جسکا نام ہے 'چھ باتیں' اسکو دیکھ لیا جائے، اس جماعت کا کام صرف ہندوستان میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں ہورہا ہے، بے شمار آدمیوں کا حج اسکی وجہ سے سنت کے موافق ادا ہو رہا ہے، ہر جہاز میں جماعت کے آدمی کام کرتے ہیں، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ زادھما اللہ شرفا وکرامۃً، صفا، عرفات، بندرگاہ سب جگہ کام کرنے والے موجود ہیں، انگریزی ممالک لندن، امریکہ وغیرہ میں بھی بحمد اللہ تعالیٰ کام ہورہا ہے، کروڑوں آدمی اس جماعت کی کوشش کی بدولت نمازی ہوگئے، روزہ رکھنے لگے، حرام کمائی سے تائب ہوگئے، شراب پینے سے، زنا کرنے سے توبہ کرچکے، زکوۃ ادا کرنے لگے، جہاں دینی مدارس نہیں تھے وہاں دینی مدارس کھل گئے، عام دینی بیداری پیدا ہوگئی، اس جماعت کا عمومی کام زبانی ہے، تحریری لٹریچر زیادہ نہیں ہے ایک چلہ ساتھ رہ کر اصول کی پابندی سے آدمی کام کرے ان شاء اللہ اسکے حالات میں کافی تغیر ہوگا اور سنتِ نبوی ﷺ کی رغبت اور محبت میں اضافہ ہوگا، بدعات اور معاصی سے نفرت ہوگی، حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات اور خطوط اور حالات بھی کسی حد تک شائع ہوچکے ہیں انکے پڑھنے سے قلب میں نور پیدا ہوتا ہے اور تعلق مع اللہ ومع الرسول ﷺ میں

ترقی ہوتی ہے، مخالفین ان سب چیزوں کو برداشت نہیں کرپاتے تو مخالفت کرتے ہیں، حق تعالی انکو ہدایت دے اور صراطِ مستقیم پر چلائے، افسوس کہ وہ مخالفت کی وجہ سے بہت بڑی نعمت سے محروم ہیں ......اھ. فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۲۴/۷/۹۱ھ

کتابی تعلیم شروع ہونیکے بعد آنیوالے نمازیوں کی پریشانی کا حل

سوال: تبلیغی جماعت کی کوشش سے ہماری مسجد میں بعد نمازِ عشاء تعلیم ہوتی ہے ایک دو آدمی تو نمازیں لمبی پڑھتے ہیں اور کسی کی تو جماعت کام کی وجہ سے چھوٹ جاتی ہے، کچھ حضرات حقہ اور ریڈیو کی مجلس میں بیٹھ کر جماعت ترک کردیتے ہیں، بعد میں آنے والے حضرات پریشان ہوتے ہیں، کتاب پڑھنے سے منع کرتے ہیں انکی رعایت ضروری ہے یا نہیں؟

۲۔ مسجد کی بغل میں ایک کمرہ ہے جس میں بچے پڑھتے ہیں دوسری منزل پر ہے، اگر بعد میں آنیوالے حضرات وہاں اپنی نمازیں ادا کرلیں تو کچھ حرج تو نہیں؟

۳۔ بعد میں آنیوالے حضرات تعلیم ہوتے وقت تعلیم میں شرکت فرمالیں اور بعد میں اپنی نماز پڑھ لیں، اس میں کچھ حرج تو نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً. جماعتی کام کرنے سے جماعتی فائدہ ہے یعنی اس سے دینی معلومات حاصل ہوتی ہیں، ایک دو آدمی لمبی نماز پڑھتے ہیں اس میں انکا شخصی فائدہ ہے، اگر وہ ایثار کریں کہ شخصی فائدہ پر جماعتی فائدہ کو مقدم رکھیں تو یہ اعلی مقام ہے، اسکی صورت یہ ہے کہ فرض کے بعد سنت پڑھکر وہ تعلیم میں شریک ہوجائیں

انکو بھی تعلیم سے فائدہ پہونچے گا، پھر تعلیم کے بعد اپنی لمبی لمبی نماز جبتک دل لگے پڑھتے رہیں، مسجد کے بغل میں جو کمرہ ہے وہاں بھی نماز پڑھ سکتے ہیں، جن حضرات کی جماعت چھوٹ جاتی ہے اور وہ بعد میں آتے ہیں تو ان کیلئے بھی دونوں صورتیں ہیں، ایک یہ کہ اول تعلیم میں شرکت کرلیں پھر اپنی نماز پڑھیں، دوسرے یہ کہ بغل والے کمرہ میں اپنی نماز پڑھ لیں، غرض معاملہ صلح اور سمجھوتہ سے کرلیا جائے، خلفشار پیدا نہ ہو، تکبیر اولی سے جماعت میں شرکت کا سب کو اہتمام کرنا چاہئے، اپنے کسی کام میں مشغول رہنا یا حقہ پیتے رہنا اور جماعت ترک کردینا بڑے نقصان کی بات ہے۔

۲۔ وہاں ادا کرلیں بلکہ وہاں جماعت کرنے کا موقع بھی مل جائیگا لیکن مسجد کی جماعت ترک نہ کریں اور اسکی عادت نہ ڈالیں کہ بعد میں آکر جماعت بغل والے کمرہ میں کرلیں گے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۲۹ / ۸ / ۹۱ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ " " "

تبلیغی جماعت کا تعلق اساتذہ دار العلوم دیوبند اور مظاہر علوم سے

سوال: ۱۔ تبلیغی جماعت جس کا مرکز بستی نظام الدین دہلی ہے از روئے شرع شریف کیسی ہے؟

۲۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا علماءِ دیوبند بھی اسکے خلاف ہیں؟

۳۔ کیا متذکرہ بالا تبلیغی جماعت اصولِ اسلام وقوانین تبلیغ کے خلاف کام کر رہی ہے؟

۴۔ کیا مندرجہ بالا تبلیغی جماعت دیوبندی مسلک اور حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدثِ دہلویؒ اور علماءِ حق کے مسلک کے خلاف ہے؟

۵۔ یہاں پر عوام الناس میں مشہور ہورہا ہے کہ ذیل کے علماءِ دیوبند ۱۔مولانا فخر الحسن صاحب صدر مدرس دار العلوم دیوبند ۲۔مولانا عبد الاحد صاحب محدثِ دار العلوم دیوبند ۳۔مولانا ارشاد احمد صاحب مبلغِ دار العلوم دیوبند ۴۔مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری استاذِ دار العلوم دیوبند ۵۔مولانا ابو الکلام صاحب مبلغِ دار العلوم دیوبند ۶۔مولانا محمد یعقوب صاحب مظاہر علوم سہارنپور ۷۔مولانا عبد الرحیم صاحب اور ۸۔حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند نے بھی اور دیگر علماءِ دیوبند نے اس تبلیغی جماعت کے خلاف اپنی اپنی رائے دی ہیں، کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً . اس جماعت کے اصول شریعت کے مطابق اور بہت اہم ہیں 'چھ باتیں' کے نام سے چھپے ہوئے ہیں، ان پر عمل کرنے سے اعتقادی، اخلاقی، عملی اصلاح ہوتی ہے .

۲۔اس جماعت کے پہلے بزرگ اور بانی حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ تھے جو کہ دیوبند کے پڑھے ہوئے اور حضرت شیخ الہندؒ کے بہت قابلِ اعتماد شاگرد تھے، دار العلوم دیوبند کے صدر مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ اہتمام سے تبلیغی اجتماعات میں شریک ہوتے ہیں سہارنپور کے اجتماع میں ان چھ نمبروں پر ہی تقریر فرمائی، اور ہر نمبر کو قرآن کریم اور حدیث شریف سے ثابت کر کے فرمایا کہ اس دور میں یہ طریقہ نہایت جامع ہے، ہمہ گیر ہے، انتہائی مفید ہے، متعدد تقریریں انکی طبع بھی ہوچکی ہیں، دہلی نظام الدین خط لکھ کر خود بھی اجتماعات میں شرکت کی خواہش

کی، اور دار العلوم میں جماعتیں بھیجنے کی فرمائش کی، اب بھی جماعتیں آتی ہیں، آج بھی ایک جماعت آئی اور اس نے ایک مسجد میں قیام کیا، خبر ملنے پر اس جماعت کو دار العلوم کے مہمان خانہ میں بلا کر قیام کرایا، اور تمام طلبہ میں اس جماعت نے کام کیا، بقرعید کی تعطیل میں یہاں سے طلبہ کی جماعت نکلنے کا انتظام کیا جارہا ہے، حضرت مولانا فخر الحسن صاحب صدر مدرس دار العلوم دیوبند بھی شرکت فرمارہے ہیں، مستقل سفر کرکے مدراس کے اجتماع میں بھی تشریف لے گئے تھے، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے ہمراہ بارہا میوات وغیرہ کے علاقہ میں تشریف لے گئے، حضرت مولانا عبد الاحد صاحب مدظلہ اس جماعت سے محبت کرتے ہیں اور جماعت کو اپنے مکان پر لیجا کر دعوت کا اہتمام فرماتے ہیں، حضرت مولانا ارشاد صاحب نے مستقل جماعت کی مدافعت کیلئے مناظرہ کئے اور بارہا اس مقصد کیلئے طویل طویل سفر کیا، سہ ماہی، ششماہی، سالانہ امتحان کے موقع پر یہاں طلبہ کو جمع کرکے باہر نکلنے پر آمادہ کیا جاتا ہے، اور اجتماع کے موقع پر عامۃً حضرت مولانا انظر شاہ صاحب تقریر فرماتے ہیں اور ترغیب دیتے ہیں۔

مدرسہ مظاہر علوم تو پورے طور پر ہمیشہ ہی اس جماعت کی نصرت کیلئے اپنے آدمی بھیجتا اور سعی کرتا رہتا ہے، مولانا محمد یعقوب صاحب مدرسِ مظاہرِ علوم بھی اجتماعات میں شرکت کرتے رہتے ہیں مولانا عبد الرحیم صاحب نہ دار العلوم کے مدرس ہیں نہ مظاہر علوم کے، ممکن ہے کہ اس نام کے کوئی صاحب مخالفِ جماعت ہوں، مگر انکی مخالفت کی وجہ سے نہ یہ کہنا صحیح ہے کہ علماءِ دار العلوم دیوبند اس جماعت کے مخالف ہیں نہ یہ کہنا صحیح ہے کہ علماءِ مظاہر علوم سہارن پور اسکے مخالف ہیں، بلکہ یہ کہا جائیگا

کہ مولانا صاحب موصوف خود ہی علماءِ دار العلوم دیوبند ومظاہر علوم کی رائے سے اختلاف یا مخالفت رکھتے ہیں، یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے کچھ تنبیہ کی ہو جس سے ان کو مخالف تصور کیا گیا ہو.

۳۔ اس کا جواب ۱ و ۲ سے واضح ہے.

۴۔ جو کام قرآن وحدیث کے موافق ہو ان حضرات کے مسلک کے خلاف کیسے ہوسکتا ہے، کیونکہ یہ اکابر قرآن وحدیث سے جداگانہ کوئی مسلک نہیں رکھتے تھے بلکہ اعلی درجہ کے متبع تھے.

۵۔ اس کا جواب اوپر آگیا مزید تفصیل مطلوب ہو تو حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی تقریر مطبوعہ 'کیا تبلیغی کام ضروری ہے' اور 'تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور انکے جوابات' مطالعہ فرمائیں، کوئی ایک فرد یا چند افراد کوئی غلطی اور کوتاہی کریں اور اس پر اہلِ علم حضرات تنبیہ فرمائیں تو یہ اصلاح کیلئے ہے اور اسکی ہمیشہ ہر جگہ ضرورت رہتی ہے، کیونکہ کوتاہی سے کوئی خالی نہیں، ہر جماعت اور ہر ادارہ میں ہوتی ہے اور اکابر اصلاح وتنبیہ فرماتے رہتے ہیں، اسکو مخالفت سمجھنا اور کہنا قصورِ فہم ہے یا عناد ہے.

فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۲۸ / ۱۱ / ۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ " " ۲۹ / ۱۱ / ۹۲ھ

نمازیوں کی فراغت سے پہلے جہراً کتاب پڑھنا

سوال: جماعتیں مرکز وغیرہ سے آتی جاتی رہتی ہے، اکثر وبیشتر یہ دیکھا گیا ہے کہ امیرِ جماعت وغیرہ رکوع وسجود وقیام خلافِ سنت ادا کر کے اس خیال سے کہ

کہیں نمازی چلے نہ جائیں فارغ ہو جاتے ہیں نمازی ابھی سنن و نوافل وتر ہی پڑھ رہے ہیں اور امیر جماعت وغیرہ اپنی تقریر یا کتاب کا پڑھنا جہراً شروع کر دیتے ہیں جس سے غریب نمازیوں کا باطمینانِ قلب نماز پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے آیاتِ قرآنیہ میں منازعت ہونے لگتی ہے، کیا یہ فعل اور طریقۂ اصلاح عندالشرع جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً۔ انکو تاکید کی جائے کہ نماز سنت کے مطابق ادا کریں، نیز نمازیوں کی فراغت کا انتظار کریں، لیکن اگر سب کی فراغت کا انتظار کرنے تک نمازی چلے جائیں اور جو شخص سب سے اخیر میں فارغ ہو بس وہی رہ جائے تو پھر کام کرنے کی کیا صورت ہوگی، اسلئے بہتر یہ ہے کہ فرض کے بعد سنتِ مؤکدہ تو سب باطمینان ادا کرلیں پھر بیٹھ جائیں اور کتاب و تقریر کو سنیں اسکے بعد وتر و نوافل پڑھ لیں تاکہ سب کا کام ہو جائے اور کسی کو شکایت کا موقع نہ ملے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۳ / ۴ / ۹۶ھ

عورتوں کا تبلیغ کے لئے سفر کرنا

سوال: (۱)۔ عورتوں کو تبلیغ کیلئے سفر کرنا کیسا ہے؟ کیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں تبلیغ کیا کریں، اور ازواجِ مطہرات میں سے کسی کو تبلیغ کیلئے بھیجا ہے؟

(۲)۔ کچھ عورتوں کا تنہا دنیاوی یا دینی کسی کام کی وجہ سے ایک ساتھ ملکر سفر کرنا کیسا ہے؟ جیسا کہ عورتیں عموماً اجتماع میں باہر جاتی ہیں، اگر خدانخواستہ اس سفر میں کسی گناہ کو جیسا کہ غیر محرم پر نظر پڑنا وغیرہ مرتکب ہوتی ہیں پھر اسکی ذمہ داری کس پر ہے؟

(۳)۔ کچھ عورتیں اپنے مردوں کی ناراضگی کی وجہ سے منع کرنے کے باوجود

تبلیغ میں جاتی ہیں ان کو کس طرح روکا جائے ؟ شریعت کا کیا حکم ہے ؟

الجواب : حامدا و مصلیا

(۱) ۔ تبلیغ یا کسی بھی مقصد کے لئے عورت کو شرعی سفر کی اجازت نہیں جب تک شوہر یا محرم ساتھ نہ ہو ، بلا سفر کے انکا اجتماع ثابت ہے ، حضرت نبی اکرم ﷺ نے خود ان کو کسی مکان میں اجتماع کے لئے فرمایا ہے ۔

(۲) ۔ مسافتِ سفر ۴۸ میل سے کم میں جانے کی گنجائش ہے لیکن پوری احتیاط کے ساتھ ، کوئی قبیح واقعہ پیش آنے کا اندیشہ نہ ہو ، نظر کی حفاظت لازم ہے ، مکان میں بھی ، باہر بھی ، چچا زاد ، خالہ زاد ، ماموں زاد ، پھوپھی زاد بھائی ، دیور ، بہنوئی ، وغیرہ بھی سب نامحرم ہیں ، ان سے بھی پردہ لازم ہے ، جو عموماً مکانات میں نہیں ہوتا ، اور اہلِ خاندان اس کو برداشت کرتے ہیں بلکہ ان سے پردہ کو معیوب اور تنگ نظری سمجھتے ہیں اور نظر سے آگے بڑھ کر ان سے ہنسی مذاق ، بے تکلفی ، تنہائی کی باتیں ہوکر خراب نتائج بھی پیدا ہوتے ہیں ، بقولِ اکبر مرحوم ۔

آج کل پردہ دری کا یہ نتیجہ نکلا جس کو سمجھے تھے بیٹا ہے ، بھتیجا نکلا

(۳) ۔ عورتوں میں تبلیغ کی بے حد ضرورت ہے ، اگر اپنے مکان پر ان کو دین سکھانے اور کتاب سنانے کا انتظام کر دیں تو بہتر ہے ، یا پھر اپنے ہی شہر میں ہفتہ میں ایک دن ان کے اجتماع کا مقرر کر دیا جائے ، یہاں سب پردہ کے ساتھ جمع ہوجایا کریں ، اگر کہیں سفر ہی کرنا ہو تو شوہر یا کسی محرم کے ساتھ جانے کا انتظام کیا جائے تاکہ دینی نقصان بھی نہ ہو فتنہ سے بھی امن رہے ، عورتوں کی تربیت کا مقصد بھی حاصل ہوجائے ، فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

۱۶/۱/۸۹۱ھ (فتاوی ج ۱۲ص ۲۴۶) (اسی طرح کا فتوی ج ۱۴ص ۱۱۶پر بھی ہے)

عورتوں کیلئے تبلیغی سفر

سوال: زید کی والدہ تبلیغی جماعت میں بمبئی میں کام کرتی ہیں، اب تبلیغی جماعت کے اکابرین نے چند مستورات کی جماعت محرموں کے ساتھ لندن بھیجنے کا ارادہ کیا ہے اس مذکورہ جماعت میں زید کی والدہ کا نام بھی ہے، زید کی والدہ اپنے شوہر کے ساتھ لندن جائیں گی مگر گھر میں چھوٹے بچے بھی ہیں ایک پندرہ سالہ لڑکی بھی ہے، والدین کی عدمِ موجودگی میں بچوں کی نانی بچوں کی دیکھ بھال کرنے کیلئے تیار ہے، تو ان حالات میں یہ سفر جائز ہے یا نہیں؟ اور مستورات کا جماعت کی شکل میں دور دراز کا سفر بغرضِ تبلیغ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً. تبلیغی جماعت کا مقصد دین سیکھنا اور اسکو پختہ کرنا اور دوسروں کو دین سیکھنے پختہ کرنے کیلئے آمادہ کرنا ہے، اور اس جذبہ کو عام کرنے کیلئے طویل طویل سفر بھی اختیار کئے جاتے ہیں، جس طرح مرد اپنے دین کو سمجھنے اور پختہ کرنے کے محتاج ہیں عورتیں بھی محتاج ہیں، اور گھروں میں عامۃً اسکا انتظام نہیں ہے اسلئے لندن یا کسی بھی دور دراز مقام پر محرم کے ساتھ حدودِ شرع کے پابندی کا لحاظ رکھتے ہوئے جائیں اور کسی کے حقوق تلف نہ ہوں تو شرعاً اس کی اجازت ہے بلکہ دینی اعتبار سے مفید اور اہم ہے، اگر بچے اتنے چھوٹے نہیں کہ بغیر والدہ کے تڑپیں گے اور انکی پرورش نہیں ہوسکے گی اور بچوں کی نانی انکی دیکھ بھال اطمینان بخش طریقہ پر کرلیں گی تو پھر اجازت ہے، خدائے پاک اس سفر میں برکت دے،

نصرت فرمائے اور کامیاب واپس لائے، بچوں کو عافیت سے رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۲ / ۱۲ / ۹۱ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہ " " " " (فتاویٰ ج۱۴ ص۱۰۷)

عورتوں کی تبلیغ

سوال: ہمارے یہاں عورتوں کی جماعتِ تبلیغ بھی شروع ہوگئی ہے، کیا اس پر فتن زمانہ میں شرعاً اس کی اجازت ہے؟ کیا حدیث شریف یا آثارِ صحابہ میں اسکی اجازت ہے؟ کیا اس میں شرکت کرنے والی عورتیں گنہگار ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے مستورات کی درخواست پر ان کیلئے اجتماع کا دن اور مکان مقرر فرمایا، پھر ازواجِ مطہرات کے پاس کثرت سے مستورات دین سیکھنے اور مسائل معلوم کرنے کیلئے آیا کرتی تھیں، یہ تو حدیث شریف میں موجود ہے، اب جب کہ دین سے بے خبری بلکہ بے حیائی غالب آچکی ہے اور مستورات کے باپ دادا بھائی شوہر وغیرہ انکو دین نہیں سکھلاتے اور نہ مردوں کی طرف سے دین سیکھنے کا کوئی انتظام ہے تو اس حالت میں ضروری ہے کہ مستورات کیلئے دین سکھلانے کا انتظام کیا جائے، مگر اس میں بھی حدودِ شرعیہ کی پابندی لازم ہے مثلاً یہ کہ اپنے محلہ یا اپنی بستی میں پردہ کے ساتھ جائے نا محرم کے ساتھ نہ جائے، اگر کوئی عورت کتاب سنائے یا تقریر کرے تو اسکی آواز نا محرم تک نہ پہونچے، لاؤڈ اسپیکر نہ ہو اور بے ضرورت جمع نہ ہو، اور اگر دوسری بستی میں جانا ہو تو شوہر یا کسی محرم کے ساتھ جائے، اگر حدودِ شرعیہ کی رعایت نہ کی گئی تو

فتنے پیدا ہونگے، اللہ پاک محفوظ رکھے آمین۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۱۳ / ۸ / ۸۸ھ

عورتوں کی اجتماع میں شرکت

سوال: مروجہ طریقہ پر جو دینی اور تبلیغی جلسے ہوتے ہیں اس میں وعظ وتقریریں اور نصائح بیان کئے جاتے ہیں، ایسی مجلسیں یقیناً بابرکت ہیں، مگر سوال یہ ہے کہ ایسے جلسوں میں عورتوں کا شریک ہونا عند الشرع کیا حکم ہے؟ جب کہ صوم و صلوۃ وغیرہ اور ضروری مسائل و فضائل سے واقف ہوں اور بہشتی زیور یا اس جیسی دینی کتابیں پڑھ کر سمجھ لیتی ہوں اور دوسرے کو سمجھا بھی سکتی ہوں اور کسی قدر عمل بھی ہو اگر مسئلہ سمجھ میں نہ آئے تو پڑوسی سے سمجھ سکتی ہوں، مختصر یہ کہ ضروری علم انکو حاصل ہو تو ایسی صورت میں جلسوں کی مجلس میں آمد و رفت کیسا ہے؟ جب کہ جلسہ زیادہ تر رات ہی میں ہوتا ہے، اور جلسہ میں کم از کم چار پانچ سو مرد ہو جاتے ہیں، اور عورتوں کا یہ کہنا کہ نیک کام میں جا رہی ہوں صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور یہ طریقہ عورتوں میں عام ہو رہا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً۔ عورت کیلئے اعلیٰ بات یہ ہے کہ گھر میں رہے دینی مسائل کی ضرورت ہو تو شوہر باپ بھائی وغیرہ سے معلوم کرے کتاب سمجھ سکے تو کتاب میں دیکھ لے، جو مسئلہ شوہر وغیرہ سے بھی معلوم نہ ہو سکے اور کتاب بھی نہ ملے یا سمجھ میں نہ آوے تو وہ شوہر باپ وغیرہ کے ذریعہ سے کسی عالم سے دریافت کر لے، نہ خود باہر جائے نہ کسی کے پاس خط لکھے جبکہ فتنہ کا اندیشہ ہو، لیکن مسلمانوں میں بے علمی

اور بے دینی کی فضا عام ہے، ہزاروں میں ایک آدھ ہی مشکل سے ملے گا جو علم وعمل میں پختہ ہو یا اسکو علم وعمل کی لگن ہو اسلئے علم کو عام کرنے کی ضرورت ہے اور عمل کو بھی، دین سیکھنے کا جذبہ بھی ہونا چاہئے، پھر یہ کہ چند مسائل میں دین محدود نہیں، اجتماعات میں شرکت کرنے سے دینی جذبہ قوی ہوتا ہے اس جذبہ کے اثر سے دوسروں کو فائدہ ہوتا ہے گھر کے ماحول کو درست کرنے کی بھی فکر پیدا ہوتی ہے، علم میں بھی اضافہ ہوتا ہے ایمان میں پختگی آتی ہے، حضورِ اکرم ﷺ کے طریقۂ زندگی کو سنکر قلب میں اصلاح کا ولولہ پیدا ہوتا ہے، ان فوائد کے پیشِ نظر پورے پردہ کے ساتھ جانا ہو اور کوئی فتنہ نہ ہو تو بلا مجبوری کے انکو شرکت سے روکنا نہیں چاہئے بلکہ شوہر یا کوئی محرم اپنے ساتھ لیکر جائے وہاں خود بھی منتفع ہو اور انکو بھی محروم نہ رکھے۔

فقط واللہ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۱۲/۷/۹۲ھ

(فتاوی محمودیہ ج ۲۰ ص ۱۴۱ تا ۷۰ کچھ حذف کے ساتھ)

حکیم الامتؒ نے فرمایا: مولوی الیاس صاحب نے تو یاس کو آس سے بدل دیا۔
(دعوت وتبلیغ کے اصول و احکام ۳۳۸)

اکابرین کے چند ارشادات

(۱) ۔ حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ارشادات :

بغیر دعوت کے دیندار نہیں بن سکتے: بس شکایت اس کی ہے کہ جو لوگ دیندار اور نمازی ہیں جس طرح وہ نماز کو ضروری سمجھتے ہیں کیا اسی درجہ میں تبلیغ کو بھی ضروری سمجھتے ہیں ؟ ہرگز نہیں اگر کبھی نماز قضا ہو جائے تو اس پر تو ندامت ہوتی ہے مگر ترک تبلیغ پر ذرا بھی ندامت نہیں ہوتی...... راز وہی ہے کہ ظہر کی نماز تو اپنے ذمہ فرض سمجھتے ہیں اور تبلیغ کو فرض نہیں سمجھتے اسکو زائد کام سمجھ رکھا ہے .... یہ تو ایسا ہوا جیسے ایک آدمی صرف چار نمازیں پڑھے عشا کی نماز نہ پڑھے تو یہ کوئی نمازی ہے؟ اسکو کوئی بھی نمازی نہ سمجھے گا، پھر آپ تبلیغ کو ترک کر کے اپنے کو دیندار کیوں سمجھتے ہیں؟ خوب سمجھ لیجئے کہ اسکے بغیر آپ دیندار نہیں ہو سکتے۔ (دعوت وتبلیغ کے اصول واحکام ص۵۲)

عمومی تبلیغ کی ضرورت : یہی وجہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کیلئے یہی طریقہ تجویز فرمایا گیا اور اکابرِ امت نے بھی ہمیشہ سب سے زیادہ اسکا اہتمام فرمایا ، باقی درس وتدریس تصنیف وتالیف وغیرہ کو اسی کا مقدمہ قرار دیا۔ (ایضاً ص ۱۱۱)

فراغت کے بعد دعوت وتبلیغ میں مشغول ہونا چاہئے: اصل کام دعوت الی اللہ کا ہے اور اسکے محفوظ اور قائم رکھنے کیلئے مدارس کی ضرورت ہے، اب یہ چاہئے کہ جب مدارس سے ضروری علم حاصل کرلیں تو دعوت الی اللہ بھی کیا کریں جس کا آسان ذریعہ وعظ ہے اور پڑھنا پڑھانا اسکا مقدمہ ہے اسلئے یہ شغل بھی ضرور رکھیں جیسے نماز کیلئے وضو اور وضو کیلئے پانی اور لوٹوں کا جمع کرنا ضروری ہے ایسے ہی تبلیغ کیلئے پڑھنا پڑھانا ضروری ہے، مگر کوئی شخص وضو اور لوٹوں ہی کے اہتمام میں رہے وہ پانی ہی بھرا کرے اور نماز کا وقت گزر جائے تو کیا یہ شخص قابلِ تعریف ہے ؟ پس اسی طرح پڑھنا پڑھانا دعوت الی اللہ کے صرف مقدمات ہیں مگر ان مقدمات میں ایسی مشغولی ہوئی کہ اصل کام کو بھی بھول گئے ، افسوس جو لوگ اسکے اہل تھے وہ لوگ بھی اسکو

بھولے ہوئے ہیں اور مقدمات اور وسائل ہی میں مشغول ہیں اصل مقصود میں وقت صرف نہیں کرتے ۔ (ایضاً ص ۳۱۰) ۔ اور فرمایا: اصل کام تو یہی ہے ۔ (ایضاً ص ۳۳۷)

حکیم الامتؒ کا ایک خط: السلام علیکم، حالات سے بہت کچھ امیدیں ہوئیں، اور مجھ کو اس سے پہلے بھی صرف آپ جیسے مخلصین کا جانا اور پھر مولوی الیاس (صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کا ساتھ ہو جانا یقین کامیابی کی دلاتا ہے، علم غیب تو حق تعالیٰ کو ہے مگر میرا قلب شہادت دیتا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ سب وفود سے زیادہ نفع آپ صاحبوں سے ہوگا، بخدمت مولوی صاحب سلام مسنون ۔ (ایضاً ص ۳۴۰)

(۲) ۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دار العلوم دیوبند و خلیفۂ حضرت تھانویؒ کے ایک بیان کے اقتباسات (یہ بیان سہارنپور کے اجتماع میں ہوا):

اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ تبلیغ اصلاح کے ان چاروں طریقوں کا ایک مجموعہ مرکب ہے تو یہ تبلیغی جماعت ایک 'معجونِ مرکب' ہے گویا یہ نسخہ امرت کا بن گیا جس میں اصلاح نفس کے یہ چاروں طریقے جمع ہو گئے ہیں ، الغرض اس میں محنت کرنے سے بہت ہی بڑا فائدہ ہوگا ۔
(اصلاحِ نفس اور تبلیغی جماعت ص ۲۱)

بہرحال اصلاح نفس کے چار جز اور چار طریقے ہیں اور تبلیغ کے اندر حسن اتفاق سے چاروں طریقے جمع ہو گئے ہیں: صحبتِ صالح بھی ہے ذکر و فکر بھی ہے، مواخاۃ فی اللہ بھی ہے، دشمن سے عبرت و موعظت بھی ہے، اور محاسبۂ نفس بھی ہے اور انہی چاروں کے مجموعہ کا نام تبلیغی جماعت ہے عام لوگوں کیلئے اصلاح نفس کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا ۔ (ایضاً ۲۷)

اور بھائی ! اس سے کنارہ رہنا بڑی ہی محرومی کی بات ہے، فکری طور پر ہو، عملی طور پر ہو جس درجہ میں بھی ہو اس میں شریک رہنا چاہئے ۔ (ایضاً ص ۳۲)

آج کے دور میں بہت سی تحریکیں چل رہی ہیں لیکن یہ تحریک اپنی مثال آپ ہے، اس میں نہ عہدے ہیں نہ منصب ہیں نہ کرسیاں ہیں اور نہ سیٹیں ہیں ، بلکہ اپنے ہی مال کا خرچ ہے اپنی جیب پر بار ہے، یہ تحریک موجودہ دور میں دین کے تحفظ کیلئے بڑی پناہ گاہ ہے، آج جس دور سے ہم گزر رہے ہیں اس دور میں مسلمانوں کیلئے صرف دو پناہ گاہیں ہیں ایک دینی مدرسے دوسرے

یہ تبلیغی کام ۔ (جماعتِ تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ ص ۵۶)

(۳) ۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے چند ارشادات :

میرے محترم بزرگ! یہ جماعتِ تبلیغیہ نہ صرف ایک ضروری اور اہم فریضہ کی حسب استطاعت انجام دہی کرتی ہے بلکہ اسکی بھی سخت محتاج ہے کہ انکی ہمت افزائی کی جائے .

بھائیو! آپ کی یہ مجلس تبلیغ کی ہے یہ تبلیغ اصل میں وظیفہ آقائے نامدار ﷺ کا ہے وہ کام جو تم کرتے ہو معمولی نہیں ، میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ خدا نے تمکو کیسی خدمت سپرد کی ہے .

(جماعتِ تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات ص ۴۶)

(۵) ۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ لکھتے ہیں: میرے نزدیک یہ تحریک موجودہ حالات کے لحاظ سے نہایت ہی مفید اور بے انتہا ثمرات کا موجب ہے ...

نیز فرمایا: اسکے علاوہ بہت سے امور ایسے ہیں کہ جنکی بناء پر یہ ناکارہ مخالفت کو خطرناک سمجھ رہا ہے . (جماعت تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات ص ۳۸ و ۳۹)

(۴) ۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں : یہ ایک حقیقت ہے جسکو بلا کسی توریہ و تملق کے کہا جاتا ہے کہ اس وقت عالمِ اسلام کی وسیع ترین ،قوی ترین اور مفید ترین دعوت ،تبلیغی جماعت کی دعوت ہے جس کا مرکز مرکزِ تبلیغ نظام الدین دہلی ہے ، جس کا دائرہ عمل واثر صرف برصغیر نہیں اور صرف ایشیاء بھی نہیں ، متعدد برِ اعظم اور ممالکِ اسلامیہ وغیر اسلامیہ ہیں ، دعوتوں اور تحریکوں اور انقلابی و اصلاحی کوششوں کی تاریخ بتلاتی ہے کہ جب کسی دعوت و تحریک پر کچھ زمانہ گزر جاتا ہے یا اسکا دائرہ عمل وسیع سے وسیع تر ہوجاتا ہے (اور خاص طور پر جب اسکے ذریعۂ نفوذ و اثر اور قیادت کے منافع نظر آنے لگتے ہیں) تو اس دعوت و تحریک میں بہت سی ایسی خامیاں ، غلط مقاصد اور اصل مقصد سے تغافل شامل ہوجاتا ہے جو اس دعوت کی افادیت و تاثیر کو کم یا بالکل معدوم کردیتا ہے ، لیکن یہ تبلیغی دعوت ابھی تک (جہاں تک راقم کے علم و مشاہدہ کا تعلق ہے) بڑے پیمانہ پر ان آزمائشوں سے محفوظ ہے ...الخ ۔ (منتخب احادیث ص ۵)

مرتب مدظلہ کے مختصر حالات

ولادت و تعلیم : ولادت شوال ۱۳۶۵ھ ستمبر ۱۹۴۶ء کو مئو ناتھ بھنجن یو پی میں ہوئی، تعلیم شروع سے اخیر تک مئو ہی میں حاصل کی ۱۳۸۶ھ میں مفتاح العلوم میں فراغت ہوئی، بعد فراغت مختلف فنون کی مختلف کتابیں مزید پڑھیں، نیز قراءات سبعہ عشرہ بھی پڑھیں، محدث کبیر علامہ حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کے زیر نگرانی کتب فتاویٰ کا مطالعہ کیا اور فتاویٰ نویسی کی مشق کی، اساتذہ میں محدث اعظمیؒ، حضرت مولانا عبد اللطیف نعمانیؒ، حضرت مولانا عبد الجبار اعظمیؒ اور آپ کے والدِ محترم قاری حفیظ الرحمٰن مدظلہ معروف ہیں۔

خدمات : تین چار سال کے بعد مظہر العلوم بنارس تشریف لے گئے اور ترمذی، مشکوٰۃ وغیرہ مختلف کتابوں کی تدریس اور فتاویٰ نویسی کی خدمات انجام دیں، چار سال کے بعد ۱۳۹۴ھ میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لائے اور یہاں بھی اکثر درسیات طحاوی، نسائی، ابن ماجہ، مؤطا امام مالک، مشکوٰۃ، جلالین، ہدایہ، متنبی، حماسہ، شرح جامی، ابن عقیل وغیرہ زیرِ درس رہیں، سبعہ عشرہ بھی پڑھائی، اور علمِ قراءت اور قراء کے تذکرہ پر مشتمل ایک مقدمہ بھی لکھوایا، اور تاریخ جامعہ بھی مرتب فرمائی۔

۱۴۰۶ھ میں آزادول جنوبی افریقہ تشریف لائے، یہاں بھی بخاری، ترمذی، مشکوٰۃ، الاشباہ والنظائر وغیرہ کتب زیرِ درس رہتی ہیں۔

دعوت و تبلیغ کے ساتھ بھی بہت گہرا تعلق ہے، مختلف ممالک کا سفر بھی برابر جاری رہتا ہے۔

تصوف اور خانقاہ سے بھی تعلق ہے اولاً شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ سے بیعت ہوئے پھر آپ ہی کے حکم سے حضرت مفتی محمود حسن صاحبؒ سے اصلاحی تعلق ہوا، پھر حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ سے تعلق ہوا اور خلافت سے نوازے گئے، چنانچہ اصلاحی سلسلہ بھی جاری ہے۔

تصانیف : آپکی تصانیف و رسائل بھی ۵۰ کے قریب ہونگی، جن میں ۱۔ تاریخ جامعہ ڈابھیل گجرات ہند ۲۔ مقدمۂ بخاری ۳۔ مقدمۂ ترمذی ۴۔ مقدمۂ طحاوی ۵۔ قومہ جلسہ میں اطمینان کا وجوب اور ان میں اذکار کا ثبوت ۶۔ شب براءت کی حقیقت ۷۔ عمامہ ٹوپی کرتا ۸۔ صحیح اور مناسب تر مسافتِ قصر وغیرہ زیادہ معروف ہیں۔ تفصیلی حالات آپکی سوانح میں ملاحظہ ہوں۔

العبد عتیق الرحمٰن الاعظمی غفر لہ ولوالدیہ آزادول جنوبی افریقہ

ہماری دیگر مطبوعات

۱۔خطبات پالن پوریؒ	مولانا انعام الحق صاحب
۲۔سوانح حضرت عمر پالن پوریؒ	مفتی محمد پالن پوریؒ
۳۔تذکرہ امیر تبلیغ	مفتی عزیز الرحمن بجنوری
۴۔حیاۃ الصحابہ (مکمل ۳ جلدیں)	مترجم مولانا احسان الحق صاحب
۵۔دعوت حق	مولانا عاشق الٰہی مدظلہ
۶۔اسلامی مقالات	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی مدظلہ
۷۔تعلیم وتعلم اور دعوت کے اسلامی اصول وآداب	مولانا نعیب الرحمن علوی
۸۔معدل الصلوۃ	حضرت مولانا مفضل الرحمن الاعظمی
۹۔اخلاق سلف	حضرت مولانا شاہ محمد احمد پرتا بگڑھی مدظلہ
۱۰۔سنت کے مطابق نماز پڑھیے	مولانا مفتی محمد ارشاد القاسمی صاحب
۱۱۔البشیر والنذیر (۳ جلدیں)	مترجم مولانا محمد عثمان مقیم مدینہ منورہ
۱۲۔اہتمام مشورہ	حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب
۱۳۔شمائل کبریٰ (۶ جلدیں)	مولانا مفتی محمد ارشاد القاسمی صاحب
۱۴۔پیغام بیداری	الشیخ عبداللہ البرنی المدنی
۱۵۔سلوک واحسان کی تاکید	مولانا مفتی محمد ارشاد القاسمی صاحب
۱۶۔جہنم کی ہولناکیاں	محمد خالد صاحب
۱۷۔سیرت النبی ﷺ انسائیکلوپیڈیا	سید عرفان احمد

زمزم پبلشرز